

واقعات ہند

تاریخ ہندوستان کی

حسب الحکم

جناب کپتان ہارلڈ صاحب بہادر ڈائریکٹر

پبلک انٹرکشن مدارس ممالک پنجاب وغیرہ

تشیع

مطبع سرکاری لاہور میں چھپی

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U4398

CHECKED

Date

واقعات ہند

عجب نادان ہیں جنکو ہے عجب تاج سلطان
فلک بال ہما کو پل میں سوچے ہے مگر آ
نہیں معلوم اُن نے خاک میں کیا کیا ملایا
کہ چشم نقش پا سے تا عدم نکلے نہ جیرا
ملک ہندوستان جو ایشیا میں بہت بڑا وسیع جزیرہ تھا ہے اسطور پر واقع ہے کہ اُس کے
شمال میں کوہ ہمالہ اور جنوب میں بحر ہند مشرق میں برہم پوتہ دریا اور ملک ہما
ہیں اور مغرب میں دریا سندھ جسکو اٹک کہتے ہیں بڑے زور سے بہتا ہے طول
اس ملک کا کشمیر سے لیکر اس کی ماری تک (۱۹۰۰) میل اور عرض اٹک کے دہانے سے
اُن پہاڑوں تک جو برہم پوتہ کے مشرق کی طرف واقع ہیں (۱۵۰۰) میل ہے اور
کل زمین ہندوستان کی بارہ لاکھ مربع میل ہے اور چودہ کڑور سے زیادہ آدمی اس ملک میں رہتے ہیں

قدامت

اس امر میں مورخوں کا اختلاف ہے کہ سب سے اول باشندے ہندوستان کے کون گ تہ قول
غالب ہے کہ ہندو لوگ مانہ قدیم کے باشندے اس ملک کے ہیں جہاں پختہ اسی واسطے ملک

ہندوستان اسکا نام ہوا اور ہندو ہی زمانہ سابق میں بادشاہ اس ملک کے
جنگی صحیح اور صاف تاریخ کسی کے پاس موجود نہیں ہے

کی یہ وجہ ہے کہ بعد طوفان فوج کے ماوراء النہر کے باشندے براہ پنجاب ہندوستان
آ کر قریب گنگا کے جوہے تھے وہ کچھ اور ہی بولی بولتے تھے اسوقت نہ سنسکرت زبان
نہ ہندی جب انکی نسل پہلی اور جانب شمال کے آبادی بڑھ گئی تو بڑے بڑے ہجرت
لیکر جانب مغرب ان ہندوستان کے باشندوں پر چڑھا ئی کر کے آئے اور انکو مغلوب
کے ایسا تہتر کیا کہ پہاڑوں میں دے لوگ جا بسے اسوقت تک نہ تو کسی کو لکھنا آتا تھا کہ کوئی
لکھتا نہ کوئی شاعر تھا جو شعر کہتا ان جنگی لوگوں کے ساتھ برہمن ہی آئے انہوں نے یہاں
لوگوں کو تعلیم زبانی کی اسوقت تک بھی کوئی مؤرخ پیدا نہ ہوا تھا نہ کسی کو وقائع نویسی کا
یق تھا نہ شاعر لوگ البتہ پیدا ہو گئے تھے جنہوں نے کسی کسی اچھے کے گیت بنا کر جا رہے
یہ طور کہاوت یا ضرب المثل کے کچھ کچھ لکھو یا درہ گئے انکے بعد جو انکی نسل پہلی تو انہوں نے
ہ خیال کیا کہ شاید ہزاروں برس کی کہانیاں ان گیتوں میں جوڑی ہوئی ہیں کچھ معلوم
میں ہوتا کہ کس زمانہ کا یہ حال ہے اس لئے وہ غلطی میں پڑ گئے اور تاریخ ملوک ظلمت
ہاگئی ایکے تاکے بعد جب ہندو لوگ سنسکرت میں کتابیں تصنیف کرنے لگے تو انہوں نے
نہ بھی کچھ تحقیق و تدقیق کسی مقدمہ یا حال یا وقائع کی کما حقہ نہ کی بلکہ شاعرانہ
دور پر جھک رہے ہو سکا لوگوں کو تعجب میں ڈالنے کے واسطے مبالغہ کو کام فرماتے
ہے تاکہ کہانی مزہ دار بنجاوے اصل حال تاریخی زمانہ قدیم کا کچھ نہ لکھا

اس لئے قدیم تاریخ ہندوستان کی ایسی معدوم ہو گئی کہ اس کا کچھ بہتہ اور رکھ بچ ہی
 نہیں لگ سکتا یہ اعتراض صرف ہندوستانیوں پر نہیں ہے عموماً سب ملکوں پر ہو سکتا ہے
 خصوصاً چین اور برہما اور ملک یونان کے اصلی باشندوں نے بھی اسی طرح پر اپنے ملک
 کی قدیم تاریخ گم کر دی ہے اور ایسی ہی یہودہ بائبل لکھ دی ہیں کہ قطع نظر حیرانی اور
 سرگردانی کے سامع یا قاری ان نوشتوں کے دروغ ہونے پر ذرا بھی شک نہیں کرتا
 اس لئے قدیم تاریخ ہندوستان کی بندہ بھی کما حقہ ہیکلین کتنا مگر چند مشہور راجاؤں قدیم
 کا حال جہاں تک مطابق عقل اور امکان صحت کے صحیح ملے گا مختصراً اول حصہ میں درج کرونگا
 پہلا حصہ شروع آبادی ہندوستان سے لیکر ششہ تک یعنی مسلمانوں کی شروع عملداری
 تک لکھا جاوے گا۔ اور دوسرے حصہ میں مسلمانوں کی عملداری کا بیان ششہ سے لیکر شروع
 عملداری انگریزوں تک درج کیا جائیگا۔ اور تیسرے حصہ میں شروع عملداری انگریزوں سے
 تمام وقایعات ہندوستان کے جو بزر حکومت تسلط انگریزی کمپنی بہادر کے واقع
 ہوئے ہیں درج کیجاوے گے اس لئے یہ کتاب تین حصوں پر شامل ہے

پہلا حصہ ہندوؤں کا راج

کہتے ہیں کہ ہمارا راجہ برہما جی کے دو بیٹے تھے ایک کا نام درجہ دوسرے کا اترتہاچہ
 سے سورج پیدا ہوا جس سے سورج بنی اجاؤں کا خاندان ہندوستان میں پیدا ہوا

اترے سوم یعنی چاند پیدا ہوا اُسکی اولاد میں جو راجہ لوگ پیدا ہوئے اُنکو چندر بنسی کہتے ہیں ابتدائی آبادی میں پہلے ہی پہلے ہندوؤں کی دارالسلطنت اچودھیا میں مقرر ہوئی تھی جسکو پھر زمانہ میں ملک اودھ کہتے ہیں وہ راجہ جو اس قطعہ زمین پر حکومت کرتے تھے اُنکو ہندو لوگ سورج بنسی یعنی سورج کی اولاد کہتے ہیں بعد ازاں ایک اور دارالریاست پر باگ یعنی الہ آباد میں مقرر ہوئی وہاں کے راجاؤں کو ہندو لوگ چندر بنسی یعنی چاند کی اولاد بتلاتے ہیں *

سورج بنسی خاندان میں سب سے اول اچہ اکشوا کو مہو اتھا جس نے اپنے نام پر اچودھیا پوری بسا کر اپنی راج دہانی مقرر کی اکشوا کو سے لیکر راجہ راجندر تک ستاون اچہ اودھ میں حکومت کر چکے تھے۔ پر ان سب میں عظیم الشان مشہور اور نامور راجہ راجندر بیٹے راجہ کے ہوئے جنکی بزرگی اور عظمت اور قدرت اور بہادری کا حال سنسکرت کی کئی پشتوں میں خصوصاً رامائن ایک میں مفصل لکھا ہے۔ راجہ راجندر کو ہندو اوتار مانتے ہیں اور اُنکا ہونا تیرتا جگ میں لکھتے ہیں۔ راجہ راجندر جی کے سوتیلی ماما کیسکی نے راجہ دسرتھہ پتی سے (خاوند) سے دو بات کے پورا کرانیکا بر مانگ رکھا تھا سو جب اچندر جی کو راج ملک یعنی ٹیکہ و لیچھدی کا ملنے لگا تب کیسکی نے راجہ دسرتھہ سے دو سوال کئے ایک یہ کہ راجہ تک بہت جی اُسکے بیٹے کو ملے۔ دوسرے راجندر جی جو وہ برس بن باس بن

یادداشت مورخ انگریزی راجہ راجندر کا عہد کوئی بارہ برس اور کوئی اٹھارہ برس عیسوی سنہ سے

پہلے قائم کرتے ہیں

اس ناکو شکر راجہ دسرتہ بڑے حیران ہوئے نہ بچن سے پہر نانہ ایسے لیتے بڑے بیٹے کو حق
 سے محروم رکھنا گوارا ہو کچھ بن آئی بیہوشی آگئی۔ اس حال کو دیکھ کر راجہ راجی
 اپنی مائے کی منشا کی تعمیل اور اپنے پنا کے اقرار کی تکمیل اپنی سعادت سمجھی اور چودہ
 برس کا بن باس اپنے اوپر اختیار کیا۔ اور ستیا جی انکی رانی اور پچھن جی (لکشمین)
 انکے چھوٹے بھائی انکے ساتھ رہے۔ اسی بن باس میں لٹکا کا راجہ راون فقیر کا
 بیس بنا کر موقع پا کر ستیا جی کو ہر کر یعنی چور کر لیا۔ وجہ اسکی یہ بیان کرتے ہیں کہ
 سورپ بھاراون کی بہن راجہ راجی سے اپنا یاہ کرنا چاہتی تھی راجی کو
 دوسری شادی ہرگز منظور نہ تھی جب وہ بہت بجد ہوئی اور کسی طرح باز نہ آئی تب
 پچھن جی نے دق ہو کر اسکی ناک کاٹ ڈالی تھی۔ راجہ راجی ستیا جی کی تلاش میں
 پہرتے تھے کہ اتفاقاً مہمان منتری یعنی شیر سگر پور راجہ کشکندہ نگر ملک دکن کا ملاو
 پھر راجہ سگر پور سے ملنا ہوا سگر پور کو اسکے بھائی بالی نے ملک سے نکال رکھا
 تھا دونوں بھائیوں میں لڑائی ہوئی راجہ راجی کے تیر سے مارا گیا اور سگر پور اپنے
 ملک پر قابض ہو کر راجی کا مطیع اور فرمانبردار ہو گیا۔ تب راجہ راجی نے
 راون پر چڑھائی کی اور سگر پور مہمان بسر کر دگی اپنی فوج کے ساتھ ہو۔ دکن سے
 گزر کر اُس آبنائے پر جو دریاں ہندوستان اور لٹکا کے واقعہ ہے راجہ راجی نے
 ایک پل باندھا اور اُسے عبور کر کے راون سے لٹکا میں بڑی پیہاری لڑائی لڑ کر
 فتح پائی اُسکو مارا اور ملک اُسکے چھوٹے بھائی پچھن کو بخش دیا اور ستیا جی کو

قید سخت سے چھوڑا کر اپنے ملک کو واپس آئے :

چندر بنی خاندان کی بانی بودہ تھا اسکا پڑوتا سہی بیات اسکا جانشین الہ آباد میں ہوا بعد اسکی وفات کے اس کے پانچ بیٹے پیدو اُنوں میں سے درہی اور پور بعد اس کے باقی رہے پس بد کی اولاد میں کرشنا اور بلرام مشہور ہوئے۔ ایک اور بڑا حادثہ جو قدیم تاریخ ہند میں مشہور ہے اور اب تک ہندوؤں کی زبان زد ہے اور جو کہ یہودی خاندان میں ہوا تھا وہ یہ ہے کہ یہ دوسے دو خاندان مشہور ہوئے ایک کیرو۔ دوسرا پانڈو پر کیرو کا فریق بہ نسبت پانڈو کے حکومت اور ثروت میں بر دست اور عالی مرتبت تھا :

جد ہشتر اُسوقت کاراج پانڈو کی اولاد میں اتنا طاقت ور اور صاحب حکم ہوا کہ اُس نے اُسٹویشٹ یعنی گہوڑی کی قربانی کا ارادہ کیا یہ قربانی سوا اس بادشاہ عظیم الشان کجکا مقابلہ کو چیلنج کر کے اور کوئی نہیں کر سکتا :

دریودھن راج جو کیرو کے خاندان سے تھا اسکو یہ بات ناپسند آئی چنانچہ اُس نے یہ خبر پا کر کہ جد ہشتر

کو جو اکیلے کا بڑا شوق ہے اپنے دل میں اس قربانی کے روکنے کا منصوبہ بنایا اور جد ہشتر

کے پاس آیا اور بازی باندھ کر جو اکیلے لگا جب جد ہشتر کی مار ہو گئی تب دریودھن نے اُسے کہا

کہ اگر تو اپنا راج اور جو رو دو کو بازی لگا دے تب میں تیرے ساتھ جو اکیلے ہوں اُس نے

ایسا ہی کیا اتفاق سے جد ہشتر وہ بازی بھی مار گیا دریودھن نے فوراً اُسکی جو رواد

سلطنت پر قبضہ کر کے بارہ برس کی میعاد پر اسکو جلاوطن کر دیا جب بارہ برس گزر چکے تب

حسب وعدہ جد ہشتر مع اپنے بھائیوں کرشنا اور بلرام جی کے مدعی سلطنت کا ہو کر اُس کے

www.dhammadownload.com

پاس آئے پر دیو دہن نے انکو سلطنت نہ دی تب جو دہشٹر نے ارادہ جنگ کا کیا دو فوج

سے فوج آراستہ کی گئی اور یہ تھوڑی بڑی تھی کہ جو فتح پاوے وہ حکومت لیوے +

یہ لڑائی کور دہشٹر کے میدان میں یعنی تہانیر کے قریب جو پنجاب میں واقع ہے بہ صلاح

جانبین قرار پائی اور بموجب کتب مہود کے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بدو کے خاندان میں سے

دو نوطن چپن نلین اس لڑائی میں شامل تھیں اٹھارہ دن تک یہ کارزار اس میدان

میں ہوئی اسی لڑائی کا حال کتاب مہا بھارت میں مفصل لکھا ہے انجام کار پانڈون

کی فتح ہوئی اور کورون نے شکست پائی دیو دہن مع اور چند راجاؤں بھاگ گیا +

جو دہشٹر فہم نہ ہو کر مع اپنے بھائیوں کرشنا اور بلرام جی کے دوار کا کی طرف کوچ کر گئے

چنانچہ سری کرشنا جی پہنچ کر تو مقتول ہوئے اور جو دہشٹر اور بلرام جی کوہ جالہ پر جا کر

برف میں گل گئے اور ان کے پوتے راجہ پرچیت انکی گدی پر بیٹھے بعد تھوڑے زمانے کے

ہستنا پور جو اتحادار السلطنت تھا بسبب طغیانی گنگا کے ڈوب گیا

خاندان تکشک

تکشک

تخمیناً چھ سو برس پیشتر حضرت عیسیٰ کے ایک اور خاندان کے راجا ملک تاتار سے آکر

ہندوستان میں داخل ہوئے جبکہ ہندو لوگ تکشک کا خاندان یعنی سانہون کی اولاد

بتلاتے ہیں ان کے بادشاہ کا نام شیش ناگ تھا انہوں نے ہندوستان شمالی کو فتح کر کے اپنی

سلطنت کا نام نگدہ دیش کا راج مقرر کیا اس سلطنت میں صوبہ بہار اور ممالک شمالی

कुरुक्षेत्र

हस्तनापुर कलराम उधिरि की राव पांडु

मुग्यदेश शीषनाग

ہندوستان کے داخل تھے دارالسلطنت اُنکے شہر پٹلی پوترا تھی جو قریب ٹہر بند کے واقع ہے

حملات مغربی

داراب بن بہمن بادشاہ فارس اُن بادشاہوں میں سے اول بادشاہ ہے جنہوں نے مغرب کی طرف سے ہندوستان پر چڑھائی کی یہ بادشاہ پانچواں ہزارہ برس پیشتر سنہ عیسوی کے کچھ عرصہ کے تخت پر ملک ایران میں تھکن ہوا اور دریائے بونان سے لیکر سندھ کے کنارہ تک جس میں کئی ملک شامل تھے اسے فتح کئے اتنی بڑی سلطنت پر بھی فانی نہ ہو کر طبع ذر ہندوستان پر چڑھائی کی اور دریائے سندھ کے قریب وجاہ کے سب ریاستیں مع ملک پنجاب کے اپنے قبضہ میں لایا اگرچہ اسکا پتہ نہیں لگتا کہ کتنے ملک اسے فتح کئے پر اتنا زیادہ سے ضرور ثابت ہے کہ دارا کے پاس سو ہندوستان کے جتھہ راہ اور ممالک تھے اُن میں سے اتنا محصول کسی ملک کا نہ آتا تھا جتھہ راہ کے خراج ہندوستان سے آتا تھا کیونکہ تمام صوبجات ممالک مفتوحہ ایران کا خراج جمع کر کے حساب کیا گیا تھا تو اُس سب خراج کی ایک تہائی حصہ کے برابر ہندوستان کا خراج آتا تھا اور اور ملکوں سے چاندی اور ہندوستان سے خالص سونا و مان بھیجا جاتا تھا اسطرح چھ سو برس تک ہندوستان ملک ایران کا ایک صوبہ اور باج گزار اور تابع و منقاد رہا جبکہ سکندر اعظم نے ملک فارس کو تہ و بالا کیا اُسوقت سے ہندوستان نے بھی ایران کی اطاعت کا جوا اپنی گردن سے اتارا

ایام سلطنت سکندر عظیم میں دارا ابن ابیاب بادشاہ ایران کا تھا اس دارا نے کبھی
 ہندوستان پر حملہ نہیں کیا تھا بلکہ اسکے باپ دارا ابن بہمن نے ہندوستان کو فتح
 کر کے سب راجہ مگدہ ویش وغیرہ کے باج گزار اپنے ملک کے مقرر کر لئے تھے +
 اور جبکہ سکندر عظیم نے ہندوستان پر پورش کی اوسوقت راجہ ہانند کہ اولاد و لشکر
 سے مگدہ ویش یعنی صوبہ بہار میں حکمران تھا اور شاہ ایران کو غلبند ہی دیا کرتا
 تھا اس قوم کے سب راجہ بدہ کی پرستش کیا کرتے تھے یہ بدہ پانچو چالیس برس قبل
 ظہور حضرت عیسیٰ کے صوبہ بہار میں پیدا ہوا گیا جی میں اسکا مقام رما کرتا تھا +
 غرض سکندر عظیم ملک ایران کو زیر زیر کر کے مع لشکر جبار و ریاسندہ پہنچا
 چونکہ تین برس تک اُسکی فوج نے حملات کرنے اور لڑنے بھڑنے میں بڑی محنت
 اٹھائی تھی اور موسم سرما میں برفستانی پہاڑوں پر چڑھائی کرتے کرتے بھی تھکے
 تھے اسلئے اُسنے اپنی فوج سے وعدہ کیا کہ ہندوستان کو فتح کر کے جو مال لوٹ
 کا میرے ماتھے آگیا وہ تمکو انعام میں دوں گا طوعاً و کرہاً اُسکے فوج نے منظور
 کیا چنانچہ بیس ہزار آدمی کی فوج لیکر سندہ پار ہوا اُسوقت سکندر کی عمر
 تیس برس کی تھی یہاں آکر اُس نے معلوم کیا کہ تین بادشاہ ہندوستان میں
 راجہ کر رہے ہیں ایک کا نام ابی سہریر لکھا ہے یہ راجہ ملک کشمیر اور پہاڑی
 بستیوں کا حاکم تھا۔ دوسرا ٹیکسائیلز دوآبہ سندہ ساگر کا راجہ تھا یعنی وہ ملک
 جو دریاسندہ اور حیلیم کے بیچ میں واقع ہے تیسرا راجہ پور ہستنا پور کا راجہ تھا یہ

راجا مہاندر

سینون دی گویا جی ویڈ

دو نوں پچھلے راجہ چندریشی خاندان کے تھے +
 ابی سیر نے یہہ دانانی کی کہ اپنے بھائی کے ہمراہ تحفجات کر کے سکندر کے حضور میں
 اُسکو جلد تر روانہ کر دیا اور ٹیکسائیلز خود باشتیاق ملاقات سکندر عظیم کے دربار
 میں حاضر ہوا اور سکندر کی مع اُسکی فوج کے اپنی دارالریاست ٹیکسلا میں بڑی
 دہوم و دام سے ضیافت کی جہاں سکندر نے اپنے مارے تھکے سپاہیوں کو آرام لینے کیوٹے
 جھوڑ دیا اور کچھ سپاہ اُنکی محافظت کے واسطے متعین کر کے خود مع جیدہ جوانان ہند
 اور جنگ آزمودہ کے دریاے جیلیم کی طرف کوچ کیا پر موسم برسات شروع ہو گیا تھا
 اور جیلیم کا پہاٹ ایک میل تک پہنچا ہوا تھا پانی بڑے زور و شور سے بہتا تھا اور
 راجہ پور کا لشکر واسطے مقابلہ کے دوسرے کنارہ جیلیم پر سدرہ فوج سکندر کا ہوا کھڑا
 اور جھڑپ سے اُترنا چاہتا تھا اُسی طرف سے مقابلہ راجہ پور کرنا تھا اس لئے
 اس دریا سے پار اُترنا سکندر کو مشکل معلوم ہوا کیونکہ راجہ پور نے ماتہیوں
 کی قطار دریا جیلیم کے کنارہ پر آراستہ کر کے عبور دریا کی راہ سب جگہ سے بند
 کر دی تھی ؟

سکندر نے اپنے جاسوسوں سے دریافت کر لیا کہ دس کوس کے فاصلہ پر اس دریا
 میں ایک جزیرہ ہے اسلئے جبکہ رات اندھیری ہوئی اور ہوا کا سناٹا اور مینہ کے زور
 اور بادل کی گرج میں سپاہ کا کچھ شور و غل سناٹی نہ دے سکتا تھا موقع پا کر گیارہ
 ہزار پر لے سپاہی ہمراہ لیکر راتوں رات دریا پار ہو گیا ہندوؤں نے یہ خیال

کیا کہ تھوڑے سے سپاہی شاید آنکھ ہون گے اس لئے راجہ پور نے اپنے بیٹے کو
 تھوڑے سے آدمی دیکر نکلے ہٹانے کے لئے روانہ کیا راجہ پور کا لڑکا تو جلتے ہی
 کام آیا اور فوج نے شکست پائی تب تو پور کے کان کھڑے ہوئے اور سمجھا
 کہ خود سکندر عبور کر آیا ہے فوراً چار ہزار سوار اور تیس ہزار پیادے اور بہت سے
 رتھ اور ہاتھی ہمراہ لیکر سکندر کے مقابلہ پر صف آرا ہوا راجہ پور کی سپاہ نے
 بڑی بہادری دکھلائی پر سکندر کے سواروں کے آگے کچھ پیشرفت نہ گئی دو پہر دو
 کے بعد سب دبھا گئے لگے پر صرف راجہ پور ایک ماتھی پر سوار ہو کر خود لڑتا رہا
 سکندر نے اس کی بہادری دیکھ کر رحم کھا کر چاہا کہ اس کی جان بچا دے اس واسطے
 اسے راجہ پور سے کہلا پہنچا کہ اگر ہمارے پاس چلا آؤ گا تو اس کی عزت اور مرتبہ
 میں کچھ فرق نہ ہوگا۔ راجہ پور راضی ہو گیا سکندر کے پاس پہنچ چلا گیا اس وقت
 سکندر نے اسے پوچھا کہ اب کیا سلوک تم سے کرنا چاہئے اس نے جواب دیا کہ جو سلوک
 بادشاہ لوگ کیا کرتے ہیں وہ کرنا چاہئے سکندر بہت خوش ہوا اور اس کو پراسکا
 ملک بخش کر اپنی طرف سے اور ملک بھی اس کو دیا راجہ پور یہ فیاضی اس کی دیکھ کر
 تک اس کا وفادار خیر خواہ بنارہا ۛ

سکندر نے خیال اس کے کہ اس دریا کی راہ میرے قبضہ میں رہے حکم دیا کہ دونوں طرف
 اس دریا کے ایک ایک شہر تعمیر کیا جاوے اور دو آبیج یعنی وہ قطعہ ملک کا
 جو درمیان حلیم اور جناب کے واقع ہے راجہ پور کو عطا کیا اور حوض جناب پر

پار ہو کر آگے کو روانہ ہوا جب دریا سے راہی سے عبور کیا تو سکندر کو خبر پہنچی کہ ایک
 بڑا گروہ مفسدین کا برسر پر خاش تعد ہے شاید یہ لوگ قوم تانا سے ہوں جو ہندوستان
 میں آئے تھے یہ مقام نگار پر اسے لڑائی ہوئی سولہ ہزار آدمی ان میں سے سکندر نے
 قتل کئے اور ستر ہزار قید ہوئے باقی ماندہ پہاڑ کی جانب بھاگ گئے

راجہ چندر گپت ولد راجہ مہاند جو نائن کے پیٹ سے تھا سکندر کے ملنے کو مگدہ دہر
 سے کوچ کر کے پنجاب میں آیا تھا اور ملاقات کے وقت شہر باٹلی پوتر کی تعریف جو
 دارا رہا ست مگدہ دیں تھا شاہ سکندر کے روبرو بیان کی اس سبب سے سکندر نے
 ارادہ کیا کہ ایسے بڑے شہر پر اپنا جہنڈا قائم کرونگا پرافسوس کہ اُس کی فوج نے ذرا
 بھی قدم آگے ستلج کے نہ اٹھایا سکندر نے فوج کو رہنمایا اور کبھی خوشامد انکی کی
 اور کبھی طمع لوٹ اور بخشش کی دسی پر ہرگز کسی نے اقرار آگے چلنے کا نہ کیا اسلئے
 عاجز ہو کر دل میں یہ بات ٹھان لی کہ وطن میں پہنچ کر پہر اور نئی فوج بہرتی کر کے
 ہندوستان پر پھر چڑھائی کرونگا اور صوبہ بہار کو ضرور فتح کرونگا افسوس کہ بابل کی
 دلدل کے پاس پہنچ کر اسکو بخار آیا اور تیس برس کی عمر میں کہ عین عالم شباب تھا اسی ملک تھا ہوا
 جب سکندر ہندوستان میں آیا تو راجہ مہاند مگدہ دیں کا حکم فرمایا بیس ہزار سوار اور
 دو لاکھ پیادے اور ماتھی وغیرہ ہتھیار لیکر سکندر کے مقابلہ کو مستعد ہوا تھا مگر سکندر
 بسبب سرکشی اپنی فوج کے ستلج پار نہ ہو سکا لاچار اسی جگہ سے اسکو الٹا پہر نا پڑا بعد
 ازمن راجہ مہاند کو اُس کے وزیر سے چائے مراد والا اُس کے بعد اُس کے آٹھ بیٹوں نے

باتفاق بارہ برس تک یعنی ۱۸۳۷ء قبل سنہ عیسوی تک سلطنت کی انہیں سے ایک
 بیٹا سے چند رگیت بہت لائق تھا مگر اُسکے بہائی بپب اُسکے کہ وہ ٹائن کے بیٹ
 سے تھا اُسکو حقیر جانتے تھے یا بموجب قول بعضی مورخ کے اُسکو پاٹلی پوتر سے
 سوتیلے بہائیوں نے نکلوا دیا تھا ہر تقدیر چند رگیت نے اپنے باپ کے وزیر سی چانک
 سے سازش کر کے ان ساتوں شہزادوں کو قتل کروا دیا اور خود مستقل ہیر وک
 مگرہ دیں کراچہ ہو کر چوبیس برس تک اُسے راج کیا اور دوسو بانوسے برس قبل
 سنہ عیسوی کے اس دنیا سے کوچ کیا چند رگیت کے بعد جتنے راجہ لوگ تخت نشین ہوئے
 دسے اچھے خاندان کے اور صاحب علم گزرے ہیں انہوں نے سڑکیں بنائیں سڑاگر
 کو رونق دی علم کی ترقی کروائی خصوصاً اُس زمانہ میں سنسکرت زبان کی بڑی ترقی ہوئی
 تھیں اورو سو برس پیشتر سنہ عیسوی کے ایک اور خاندان نے ہندوستان پر حکومت
 حاصل کی جبکہ گنی کل کہتے ہیں اس قوم کے ہمراہ برہمن لوگ ہو گئے تھے اسیکو ابرہمنوں
 کو وہ اقتدار حاصل ہوا کہ آج تک انکی قدر ہندوستان میں روز افزون ہے اس خاندان
 کے راجاؤں نے بودہ کی پرستش ہندوستان سے اٹھا دی اور جو لوگ کہ اس مذہب
 کے تھے اُنکو جلاوطن کر دیا چنانچہ جزیرہ لکا اور ملک برہما میں انہوں نے
 سکونت اختیار کی اور ہندوستان میں برہمنوں نے نیا مذہب بنا کر پہلا دیا وید
 کا ماننا بالکل چھوڑا دیا +

اس گنی کل خاندان کے چار فرقے تھے جن میں سے پرسی مارا فرقہ نے بڑی قوت

اور ثروت حاصل کی ان کی حکومت زبردستی کے اُس پار تک پہنچی ہوئی تھی
اور میانہ ہند اور ممالک مغرب کے سب شہر اُنکے زیر حکومت تھے اس خاندان
کی دارالسلطنت شہر اوجین تھا جو کہ صوبہ مالوہ میں واقع ہے ۔

پری مارا خاندان میں راجہ بکرماجیت بڑا مشہور راجہ گزرا ہے جو چھین برس
قبل سنہ عیسوی کے تخت نشین ہوا تھا یہ راجہ اپنے زمانہ میں بڑا نیک نام بابت صلح
جنگ دونوں کے مشہور ہو کر گزرا ہے اس لئے کہ اسی راجہ نے سنسکرت زبان کو ترقی
بہت دی اور تمام ہندوستان سے اچھے اچھے پندت تلاش کر کے اپنی کچہری میں بہرتی
کئے کالیداس شاعر کا اسی راجہ کے وقت میں فروغ ہوا یہ راجہ بوڑھا ہو کر راجہ
تالباہن سے شکست کھا کر لڑائی میں مارا گیا ۔

جس زمانہ میں کہ پری مارا خاندان کے راجہ اوجین میں حکومت کرتے تھے تو
اندر کی اولاد مگدہ دیس پر قابض اور منصرف تھے اس خاندان کے راجا ونگا
بانی سدیر کا ہے جسکو کارنادیو یا پامہا کرنا کہتے ہیں بعد اُسکی وفات کے چھ راجہ
ایک پیچھے دوسرے کے مگدہ کے تخت نشین ہوئے اُن سب کو لقب بانی سلطنت
سنسکرت میں دیا ہے پردو نو خاندان پر یارا اور اندرا تھوڑے زمانہ میں
برباد ہو گئے اور ہندوستان میں ایک بڑا تہلکہ مچ گیا کہ اس اثنا میں مسلمانوں نے
ہندوستان پر چڑھائی کی فقط

حصہ دوم

اس میں عملداری مسلمانوں کی شروع عملداری

انگریزی تک درج ہوگی بدین تفصیل

باب اول حکومت خلفاء کی جو ۱۰۰۰ء میں ختم ہو گئی

باب دوم اسمین خاندان غزنوی کا بیان ہے جو ۱۰۰۰ء میں شروع ہوا اور ۱۱۸۵ء میں ختم ہوا

باب سوم سلطنت غوریان ابتدا ۱۱۸۵ء سے ۱۲۱۵ء تک

باب چھارم سلطنت غلامان ۱۲۱۵ء سے لیکر ۱۲۹۰ء تک

باب پنجم سلطنت خلجیان ۱۲۹۰ء سے ۱۳۹۰ء تک

باب ششم سلطنت خاندان تغلق ۱۳۹۰ء سے ۱۴۱۴ء تک

باب ہفتم سلطنت سادات ۱۴۱۴ء سے ۱۵۱۹ء تک

باب ہشتم سلطنت خاندان لودھی ۱۵۱۹ء سے ۱۵۲۶ء تک

باب نہم سلطنت مغلیہ خاندان تیموری ۱۵۲۶ء سے اس میں خاندان سوری

وغیرہ کا بھی بیان ہے خاندان سوری نے ۱۵۲۶ء سے ۱۵۵۶ء تک حکومت

کی پھر خاندان مغلیہ ۱۵۵۶ء سے ۱۷۵۷ء تک

باب اول حکومت خلفاء جو ششمین

ختم ہوئی

سب سے اول ہندوستان پر مسلمانوں میں سے خلیفہ ولید ابن عبد الملک کے لشکر نے حکم کیا اور سندھ سے لیکر دریاء گنگا تک اُسکے سپہ سالار محمد بن قاسم نے فتوحات کیں ششمین وہ ہندوستان پر چڑھ کر آیا حال اسکا یوں ہے کہ محمد ابن قاسم برادر زادہ حجاج ابن یوسف ثقفی حاکم بصرہ کا بیس برس کی عمر میں (۶۰۰۰) چھ ہزار آدمی لیکر سندھ پر آیا اور راجہ داہر سے جو اس وقت میں حاکم گجرات کا تھا کئی لڑائیاں لڑا راجہ مذکور شکست پا کر مارا گیا تب محمد ابن قاسم نے جنو پریشکر کشی کی اُس وقت دہلی کے تخت پر خاندان تواریک ایک راجہ پانڈو کی اولاد سے حکومت کرتا تھا اُسکی نسل سے اکیس راجہ دہلی کے تخت پر اند پال کے عہد تک جلوس فرما سوئے پھر اند پال نے اپنے نواسے پر نہیں راج کو جو کہ دہلی کے ہندو راجاؤں میں سب سے پہلا راجہ تھا گودیا جسکے مرنے کے بعد اہل اسلام کا جھنڈا دہلی میں پائسو برس تک بڑھی مضبوطی سے قائم رہا :

خلیفہ ولید کی فوج جب ہندوستان پر چڑھ کر آئی تھی اُس وقت ہندوستان

میں کھل بلی بڑی ہوئی تھی کیونکہ پرمرا خاندان کے راجہ لوگ ضعیف ہو گئے
 تھے تو راجا خاندان دہلی پر قابض ہو گیا تھا گجرات خود مختار ہو گئے تھے جنوب
 میں قبضہ کھلوٹو کا ہو گیا تھا اور شہر قنوج تھوڑے زمانہ کے بعد کورونیکے
 قبضہ میں آ گیا تھا۔ شمالی ہندوستان کی صورت اور ہی بدل گئی تھی اجین
 کا راج مفقود ہو گیا تھا نئی سلطنتیں بن گئی تھیں مسلمانوں کی فتوحات
 سے کچھ اور ہی طرح کا انتظام اس ملک کا ہو گیا تھا اکثر راجہ باج گزرا خلیفہ
 ولید کے ہو گئے تھے اس وقت دریاء ابرو کے کنارہ سے لیکر جو درمیان پور
 کے ملک ہسپانیہ کی ایک ندی ہے دریاء گنگ تک جو ہندوستان کا مشہور
 دریاء ہے مسلمانوں کے زیر حکم یہ سب ملک واقع تھا اور خلیفہ ولید تک حکومت
 مسلمانوں کی بڑی اوج پر رہی خلیفہ ولید کے انتقال کے بعد خلیفہ مامون
 ابن مارون رشید نے ہندوستان پر چڑھائی کی پر راجپوتوں نے اس کو
 شکست دی اس وقت سے حکومت خلیفوں کی سست اور ضعیف ہونے
 لگی یہاں تک کہ ڈیرہ سو برس تک مسلمانوں نے ہندوستان پر کوئی اور
 حملہ نہ کیا خلیفہ مارون رشید جو پانچواں خلیفہ خلفاء عباسیہ سے گزرا ہے
 اس کی وفات کے بعد طاقت خلفاء کی ایسی گھٹ گئی کہ ہر ایک صوبہ پر
 ہو کر مستقل بادشاہ بن گیا اور خلیفہ کے ماتحت صرف شہر بغداد مع
 اس کے مضافات کے رہ گیا تھا

اسماعیل سامانی

اُن صوبوں میں سے جو خلیفہ بغداد سے منحرف ہو کر بجائے خود مستقل حاکم ہو گئے
 تھے ایک شخص اسماعیل سامانی ماوراء النہر اور خراسان کا صوبہ تہاہر میں
 شخص ^۹شہ مجری میں مطابق ^۹شہ بادشاہ سے باغی ہو کر خود بادشاہ بخارا کا بن گیا
 اُس کے ماتحت کابل قندھار و زابلستان کے صوبے تھے اُس نے بخارا کو اپنا دارالخلافہ بنایا
 کیا چار بادشاہ اُس کے خاندان کے نوے برس تک تخت بخارا پر حکمران رہے چوتھے بادشاہ
 نے بروقت اپنی وفات کے اپنے بیٹے مستے منصور کو اپنا ولی عہد مقرر کیا مگر اس
 بادشاہ کے مرنے کے بعد اراکین سلطنت میں اس بات پر تنازع ہوا کہ آیا اس اراکے
 کم سن کو بادشاہ بنا دیں یا بادشاہ متوفی کے چچا کو آخر شمل اتفاق سے اس کا فیصلہ
 اہلکین جام خراسان کی رائے دریافت کرنے پر منحصر رکھا جسکی دارالحکومت غزنی
 تھی اہلکین جام غزنی نے بھی یہی راہ دی کہ شاہ مرحوم کا چچا بادشاہ مقرر کیا جاوے
 پر قبل ہو چکے اس لئے کے بخارا میں امرے سلطنت نے متفق رائے ہو کر منصور کو
 بادشاہ بنالیا تھا جب منصور نے اہلکین کی یہ راہ برخلاف اپنی سنی خفا ہو کر اُسکی
 طلبی بخارا میں کی وہ بخوف جان و دمان نہ گیا اور چونکہ اب سو آخر دوسرے ہو گئے اور کوئی
 پناہ اُسکو دکھلائی نہ دیتی تھی اس لئے دم استقلال کا بہرہ خود دوسرے بادشاہ غزنی کا ہو گیا
 اور کابل قندھار کو اپنے ماتحت کر کے غزنی کو دارالسلطنت مقرر کیا اگرچہ شاہ ^۹شہ

کئی سپہ سالار الپتگین پر چڑھا کر باری باری روانہ کئے پروہ اُنکے فریب میں نہ آیا پندرہ برس تک یہ شخص غزنی میں حکومت کرتا رہا اور ۶۵۰ ہجری میں مطابق ۱۲۵۹ء میں فوت ہوا +

اسحاق ابن الپتگین

بعد وفات الپتگین کے اُسکا بیٹا اسحاق ابن الپتگین اپنے باپ کے تخت پر ۶۵۰ ہجری مطابق ۱۲۵۹ء میں اجلاس فرمایا مگر چونکہ اُسکو ہمیشہ بادشاہ منصور کی طرف کا خدشہ لگا رہتا تھا کس لئے کہ منصور اُسکے باپ کو باغی اور غاصب سمجھتا تھا اس واسطے اسحاق نے اپنے سپہ سالار شجاع بکتگین کو اپنے ہمراہ لیکر شاہ منصور پر حملہ کیا اور فتح پائی اور شاہ منصور سے اس بات کا نوشتہ لکھو لیا کہ اسحاق مستقل بادشاہ خراسان کا بلاشبہ ہے تاکہ پہر کسی طرح کا دعوے منصور کا خراسان پر نہ ہو اور پہر سلطنت مستقل کرنے لگا بعد حکومت دو برس کے ۶۵۰ ہجری مطابق ۱۲۵۹ء میں اسحاق ابھی تک

بکتگین

بعد مرنے اسحاق کے سو بکتگین کے کوئی شخص لائق تخت نشینی نہ رہا تھا بکتگین اصل میں ایک شہزادہ ملک ایران کا تھا جو اتفاق زمانہ سے حالت افلاس میں الپتگین بادشاہ سابق غزنی کی خدمت میں حاضر کیا گیا تھا اور الپتگین نے اُسکو ہونہار دیکھ کر خرید لیا تھا اور درجہ بدرجہ ترقی دیکر سپہ سالاری کے رتبہ تک اُسکو پہنچا دیا تھا اب سنو بادشاہ الپتگین کی لڑائی سے اپنا نکاح کر کے داماد بادشاہ کا بنکر تخت پر جلوس فرمایا اور اپنے جلوس کے اول سال

مین یعنی ششہ مین اُس نے ہندوستان پر چڑھائی کی اُسوقت مین راجہ جیپال لاهور کا
 راجہ تھا لاهور اور ملتان اُس نے فتح کئے اور اور کئی قلعہ فتح کر کے بہت سال
 لوٹ کر پھر اپنی دار الخلافہ غزنی کو مراجعت فرمائی جیپال نے یہہ تجویز دل میں ٹھہرا کر
 کہ مسلمان لوگ پھر میرے ملک پر حملہ آور نہ ہوں خود بذاتہ سندھ پار ہو کر مسلمانوں کے
 ملک پر حملہ کیا پر کامیاب نہوا بلکہ پکڑا گیا اور خود اُس کو مطیع ہونا پڑا اور ہر سال کا
 خراج دینا منظور کر لیا شاہ سکتنگین نے حکم دیا کہ اس سال کا خراج اسی وقت ادا کرو مگر
 چونکہ دمان کل خراج کا روپیہ سیرا انجام نہ کر سکا اسلئے اُس نے درخواست کی کہ بادشاہ
 اپنے معتمد و نگو بندہ کے ہمراہ کر دیوے لاهور میں پہنچ کر باقی روپیہ ادا کر دوں گا یہ
 درخواست منظور ہوئی جب لاهور میں آیا تو دربار کیا دہنی طرف تخت کے جو رہیں لوگ
 کھڑے تھے اُس نے صلاح پوچھی برہمنوں نے عرض کی کہ ہمارا راجہ اب غزنی کا کچھ بندہ
 حضور کو ہمیں رہا ہمارے نزدیک روپیہ دینا محض بیفائدہ ہے۔ بائیں طرف چہتری لوگ
 جو اُس کے سپہ سالار اور افسر فوج تھے اُس نے پوچھا تو انہوں نے یہہ را دی کہ راجہ کو
 لازم ہے جو اقرار روپیہ کے دینے کا کیا ہے اُس کو پورا کرے والا نہ مسلمان لوگ چڑھ
 آویں گے اور پھر لڑائی ہوگی جنگ میں عایا برباد ہوگی اور صد ہا آفات کا برداشت
 کرنا ہوگا ان سب قباحتوں کی نسبت زر کا دینا آسان بات ہے جو حضور نے وعدہ
 کیا ہے بیشک اُس کو پورا کیجئے راجہ نے یہہ سن کر ناک چڑھائی اور ہرگز نہ مانا برہمنوں کی
 مان لی اور معتمد شاہی کو قید کر لیا سکتنگین کو جب یہہ خبر بد عہدی کی پہونچی تو آگ بھولا

ہو کر مثل طوفان کی مغرب سے چڑھائی کی تمام راجہ شمالی ہندوستان کے اور راجہ
 دہلی راجہ اجمیر راجہ کالجہ اور راجہ قنوج ایک لاکھ آدمی کی فوج لیکر راجہ جیپال کی
 مدد کو آئے اور ہندو اور مسلمانوں کا مقابلہ لگان کے کنارہ پر ہوا یہ لڑائی سندھ
 دریا کے پیچم کی طرف ہوئی تھی اُس زمانہ میں ہندو لوگوں کو دریائے گنگا کے پار جانے
 سے احتراز تھا آخر کو ہندوؤں نے شکست کھائی اور نیلا کے کنارہ تک نکلتا تھا
 اس لڑائی کے بعد ایام سلطنت سیکنگین میں جو کہ بیس برس تک رہی ہندوؤں کے
 کوئی لڑائی نہیں ہوئی سیکنگین نے ۲۰ برس سلطنت کر کے نو سوتانوں میں عیسوی میں
 وفات پائی اُس کے بعد اُسکا چھوٹا بیٹا اسماعیل بادشاہ ہوا مگر دو چار مہینے کے بعد
 اُس کے بڑے بھائی محمود نے جو حقیقت میں مارت تاج و تخت تھا سلطنت پر قبضہ
 پایا اور شہ میں تخت نشین ہوا

باب دوم اس میں حکومت خاندان
 غزنوی کا بیان ہے جو ۹۷۵ء میں شروع
 ہوا اور ۱۱۸۶ء میں ختم ہوئی
 سلطان محمود غزنوی

یہ بادشاہ جلد شان سابق سے عظیم الشان اور دیندار مشہور ہے اُس نے تخت پر بیٹھ کر پہلے
 تو ماوراء النہر کو اپنی سلطنت میں شامل کیا جو ملک کہ بحیرہ خزر سے لیکر دریائے
 اٹک تک پہنچا ہوا تھا بعد ازاں عنان توجہ ملک ہند کی طرف اُسے پھیری جو ملک

اب تک مسلمانوں کی تاخت تاراج سے بچا ہوا تھا اس ملک میں اُس نے بارہ حملہ کئے
 ہیں جن میں مظفر اور منصور ہو کر بہت دولت اور مال لیکر مراجعت کی ہے
 حملہ اول ۵۸۰ گت لنتہ ایکہزار ایک عبوسی میں وہ راجہ جیپال والی لاہور سے
 پشاور پر لڑا اسکو شکست دیکر قید کر لیا اور پھر شہر بھٹنڈا تک جو ان ایام میں
 راجہ پٹیالہ کی غلامی میں واقع ہے پہنچ کر اُس شہر کو لوٹا اور سب مال اسباب کا
 لیکر غزنی کو مراجعت کی جہاں جا کر راجہ جیپال اور اُس کے ہمراہیوں کو جو مقید
 تھے بشرط ادائے زرخیز رہائی دی اور اُن افغانوں کو جنہوں نے اُسے سازش
 کی تھی قتل کیا جیپال نے قید سے رہائی پا کر اس بیعتی کا جینا منظور کیا اور حکومت
 لاہور سے دست بردار ہو کر ایک چٹان بنوائی اور اُس میں زندہ جل کر مر گیا اُسکی
 جگہ اندھال کا بیٹا لاہور کی گدی پر غزنی کا بلج گزرا ہو کر شکرمن ہوا
 حملہ دوم ۵۸۱ گت میں یہ حملہ بادشاہ نے اس واسطے کیا تھا کہ راجہ پٹیالہ نے خراج
 اپنے مالک سلطان محمود غزنوی کو ادا نہیں کیا تھا یہ ایک قلعہ بجانب ننگر
 کے اور جنوب مٹان کے واقع ہے جب سلطان آیا تو راجہ مورچوں پر جکے چار طرف
 ایک مضبوط کھائی تھی شکست کھائی اور پھر قلعہ میں جا چپا تین دن قلعہ کا محاصرہ رہا
 آخر شرمو کی فتح ہوئی راجہ نے اپنے تین آپ مار ڈالا اور سلطان محمود مظفر
 منصور ہو کر بہت سامان لیکر غزنی کو چلا گیا

حملہ سوم ۵۸۲ گت ایکہزار پانچ عبوسی میں یہ حملہ اس واسطے ہوا کہ ابوالفتح لودھی

صوبہ ملتان نے باوجود مسلمان ہونے کے بیسیا نریش اند پال کے سلطان کی اطاعت سے
 انحراف کر کے بغاوت اختیار کی تھی اس لئے سلطان نے چڑھائی کی راہ میں پشاور
 راجہ اند پال والی لاہور سے مقابلہ ہوا راجہ نے شکست کھائی اور بھاگ کر سودھڑ
 میں جو قریب وزیر آباد کے واقع ہے پناہ لی سلطان نے اس کا تعاقب کیا یہاں تک کہ
 راجہ مذکور کشمیر کو بھاگ گیا سلطان محمود نے ملتان پر پہنچ کر سات دن قلعہ کا محاصرہ
 رکھا آخر شہر ابوالفتح لودھی نے اطاعت منظور کی اور جو خراج پہلے دیا کرتا تھا
 اُس سے دو گنا خراج دینا منظور کیا بعد ازاں سلطان مظفر ہو کر غزنی کو چلا گیا
 حملہ چھارم چونکہ سلطان محمود غزنوی ایک خان الی تاتا سے لڑائی میں شغول رہا
 اس واسطے اند پال راجہ لاہور سے اُس کی شرارت کے انتقام لینے سے تھوڑے عرصہ تک
 پشیمور تارک بعد فراغت ہم تارک کے شاہ مذکور نے بڑی فوج جمع کی اور موسم بہار سنہ
 مطابق ۴۲۵ ہجری میں ہندوستان کی طرف کوچ کیا اند پال بھی بے فکر نہ تھا بلکہ
 اُس کو خوب معلوم تھا کہ مجھ پر وہ چڑھائی کریگا اس لئے راجہ مذکور نے اپنے قاصد
 تمام ہندوستان کے راجاؤں کی خدمت میں روانہ کئے اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ مسلمانوں
 کو جہاں تک ہو سکے اس ہندوستان سے نکال دینا واجب ہے اگر ہم سب متفق
 ہو کر محمود کا مقابلہ کریں تو مذہب اسلام ہندوستان میں نہ پھیلنے پاوے اور اُس کا روکنا
 بہت ضرور ہے چونکہ سب راجاؤں کے دل میں مسلمانوں کی طرف سے رنج تو پہلے ہی
 سے تھا ان قاصدوں کے جلسے پر اور زیادہ اثر ہو گیا اس لئے راجہ اُجین گوالیار

کا بخر۔ وہلی اور راجہ جمیر سب متفق ہو گئے اور اپنی اپنی فوجیں لیکر پنجاب کو آئے اسی فوج
 کثیر کہی زمانہ سابق میں جمع نہ ہوئی تھی محمود نے جبکہ اتنی فوج کثیر دیکھی جسکی اُسکو کچھ
 توقع نہ تھی گہرا گیا اور برخلاف اپنی عادت مستمرہ کے غنیم کی فوج پر تاخت نہ لایا
 بلکہ قریب پشاور کے دشمن کی فوج کے سامنے فروکش ہوا اُسکے دیر کرنے میں بیہ ہوا
 کہ دشمن کا لشکر سب اکڑ جمع ہو گیا کہتے ہیں اس لڑائی میں ہندوؤں نے بڑا اتفاق
 کیا تھا یہاں تک کہ ہندو عورتوں نے جواہرات فروخت کر دئے اور اپنے زبوں گلاگر
 جاندی اور سونا بنا کر اس کام کے واسطے روپیہ جمع کیا اور ہندوؤں کے لشکر میں خرچ کے
 واسطے دوردور سے روانہ کیا تھا اور سب اجا بجا دل لڑنے اور مرنے پر تیار تھے
 کہ مسلمانوں کو ہرگز ایک قدم آگے نہ بڑھانے دیں گے اور گلہڑ اور پہاڑی لڑاکا تو میں
 سب متفق ہو کر محمود کے چار طرف آپڑیں اسلئے محمود نے اپنے لشکر کی چار طرف خندق کھدائی
 باوجود اتنی کثیر فوج اور ایسے مصمم عزم دشمن کے اگرچہ کچھ تھوڑی سی بی انتظامی ہو
 مگر محمود کی دلیری اور شجاعت میں ذرا فرق نہ آیا چالیس روز تک دو نو فوجیں
 مقابلہ پر پڑی رہیں محمود نے بیہ چاٹا کہ سامنے سے حملہ ہو اس لئے ایک
 برجستہ فوج تیر اندازوں کے حملہ کرنے کے واسطے اُس نے روانہ کی تاکہ ہندو
 لوگ اُس پر چڑھ کر آویں پر اُسکا نتیجہ برعکس اُس کی توقع کے بیہ ہوا کہ گلہڑوں
 نے محمود کی فوج کا تعاقب ننگے پیر اور ننگے سر بڑی طاقت اور زور سے
 کر کے لشکر پر تاخت لائے اور تلوار اور پیش قبض کہینچکر گھوڑے اور سوار

قتل کرنے شروع کئے یہاں تک کہ قریب (۴۰۰۰) کے مسلمان مارے گئے لڑائی بظلمت
 بظلمت ٹہرتی جاتی تھی اسی اثناء میں محمود کو یہ بات معلوم ہوئی کہ اُسکا دشمن جس
 ماہی پر سوار تھا اُس ماہی کے ماتھے پر ایک ایسا تیر لگا کہ وہ ماہی ڈر کر اُلٹا
 پیچھے کو بھاگ گیا اور لڑائی کے خوف کے مارے میں کھڑا نہ ہندو سچ
 جو دیکھا کہ سب سالار اُنکا میدان جنگ میں نہیں ہے وہ یہی ڈھیلے ہو گئے
 آخر کو تتر بتر ہو کر بھاگے اور میدان محمود کے ماتھے آیا اُنکے تعاقب میں دس ہزار
 منتخب فوج روانہ کی اور جس قدر کہ مسلمان مقتول ہوئے تھے اُنسے دو گنے
 ہندو بھاگے ہوئے قتل کئے گئے بعد اسکے سلطان محمود نے پہر کبھی ہندوؤں
 کو فوج جمع کرنے کا موقع نہ دیا پنجاب تک اُس نے اُنکا تعاقب کیا اور یہاں
 آکر اُسکو معلوم ہوا کہ وہ ایسے تتر بتر و پریشان حال ہو گئے ہیں کہ جس شہر کو
 اب میں بارونق پاؤں لگا اُسکو بخوبی لوٹ سکو نکاتب وہ لکر کوٹ کے لوٹنے
 کو چلا یہ سب ہندو کا ہمالہ پہاڑ کے نیچے واقع تھا ہندو لوگ اس جگہ بسنے لگے
 کئی شہر کوچ زمین سے بزرگ اور پاک سمجھتے تھے اور تمام روپیہ خیرات وغیرہ
 چڑھا دے گا اس جگہ اکٹھا کرنے رکھا کرتے تھے اور اس مقام پر اس قدر
 جو ایرات اور چاندی اور سونا جمع تھا کہ کسی راجہ کے خزانہ میں نہ تھا کیونکہ
 مقام شہرک اور محفوظ سمجھا ہر ایک راجہ کا خزانہ وہاں جمع رہتا تھا اور بسبب
 سلطان محمود پر سب راجاؤں نے ملکر چڑھائی کی تھی اس لئے وہاں فوج نہ تھی

صرف پوجاری لوگ نگاہبان اس خزانہ بشمار کے تھے جنہوں نے محمود کی شکل دیکھتی ہو
اطاعت قبول کی اور دروازے کھول دئے بادشاہ نے ہمراہ اپنے چند امراء کے اس
میں داخل ہو کر خزانہ دیکھتے ہی جلد قبضہ کر لیا ساٹھ لاکھ دینار طلائی اور سات سو
سونے اور چاندی کی اینٹیں اور دو سو من سونا خالص اور دو ہزار من چاندی
غیر خالص اور بیس من جواہرات جن میں موتی - موگلا - ہیرا - لعل ملے ہوئے تھے اور
راجہ بہیم کے وقت کے جمع کئے ہوئے تھے یہ سب مال سلطان محمود کے ہاتھ لگ گیا
اور سب دولت لیکر غزنی کو مراجعت کی دوسرے برس بڑا جشن کیا اور تمام رعایا
غزنی کو ہندوستان کی لوٹ کا مال دکھلایا بہ جشن جو ایک بڑے وسیع میدان
میں کیا گیا تھا تین روز تک نا اور کچھ مال ملا نون اور مستحقین بطور انعام تقسیم کیا
پانچواں حملہ سنہ مطابق سنہ ہجری میں وہ پر کسی ضرورت کے باعث
سے ہندوستان میں آیا اور ملتان کو فتح کر کے اس جگہ کے حاکم ابو الفتح کو
کو قید کر کے غزنی کو لے گیا ۔

چھٹا اٹھ سال دوم میں سلطان محمود بادشاہ نے شہر تہانگیر پر جو پنجاب میں واقع
ہے حملہ کیا اور اس مندر کو جو ہندوؤں کے نزدیک بہت پاک اور مقدس تھا لوٹ لیا
اور شہر کو بھونک دیا اور بشمار ہندو قید کر کے غزنی کو لے گیا اور یہ سب کام ہندو
کے جمع ہونے اور مقابلہ کو تیار ہونے سے پہلے ہی کر گزرا
ساتواں اور آٹھواں حملہ تین برس کے بعد دو دفعہ اُس نے کشمیر

حملہ کیا بروقت بازگشت کے فوج راہ بھول گئی اور موسم جاڑے کا ہو گیا تھا اسلئے
بہت آدمی اس میں مر گئے اور کچھ زیادہ نقصان نہیں ہوا۔

نواں حملہ اس حملہ میں سلطان محمود میانہ سند کا ارادہ کر کے گنگا تک گیا
تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ اس دفعہ محمود نے ایک لاکھ سوار اور بیس ہزار پیادہ
سہرا لے کر جو ملک نئے فتح کئے تھے وہاں کی سپاہ اُن ملکوں میں اسلئے بھجوا دی
کہ شاید کچھ فساد قائم کرے اور حکمت علی سے لوٹ کی طمع پر اُنکو یہی ساتھ لیکر سندھ و ستان
پر چڑھائی کی سائنہ مطابق شہر جہی میں تین مہینے تک اُسے سفر کیا سات
دریا لانگہ کر ایسے ملک میں آجا جو اُسے کہیں نہ دیکھا تھا پر اپنی واقفیت اور
عقل سے اُسے یہ سفر کیا پتا ور سے چل کر کشمیر کے قریب جا کر پہاڑ کے نیچے نیچے
جہاں سب دریا بے آب ہیں گزرا اور جہاں پار ہو کر قنوج میں پہنچا اُن ایام
میں شہر قنوج بڑی رونق پر تھا اور اگرچہ بہت بڑا بہ نسبت قرب وجوار
کے دارالسلطنوں سے نہ تھا مگر دولت میں بہت زیادہ تھا چونکہ وہاں کا راجہ
اس مہم سے بخیر تھا اپنے تئیں بے مدد سمجھ کر مع اپنے عیال و اطفال کے شہر کے
باہر نکلا اور سلطان محمود کو اپنے تئیں سپرد کر دیا محمود نے یہ حال دیکھ کر رحم کیا اور
بعد تین روز کے شہر قنوج اُسکو دیدیا اور کچھ اُسکا نقصان نکیا اور سلطان اور راجہ
سے یہ عہد ہو گیا تھا کہ جب کوئی دشمن تمہارا تخت لاوگا تو میں تمہارے اور
تمہاری وارثوں کی مدد دوں گا بعد ازاں محمود تمہارا میں آیا جو کہ جاؤ لاؤ

کرشن کی مشہور ہے اور ہندو کا بڑا معبد ہے یہ شہر سلطان نے لوٹا اور بت توڑ ڈالے
اور بت خانے منہدم کر دیے اور ۵۲۰۰۰ تیرہ ہزار باشندے اس شہر کے
قید کئے

دسواں حملہ سنہ ۱۳۱۵ مطابق ۱۳۱۵ ہجری میں سلطان محمود نے راجہ نندا پر جو ایک
راجہ شہر کالنجرا ملک بنیل کہند کا تھا چڑھائی کی وجہ اسکی یہ ہوئی تھی کہ چونکہ راجہ
قنوج نے سلطان کی اطاعت قبول کر لی تھی اس بات سے راجہ نندا کالنجرا کا
گرمی نشین خواہو گیا اور اپنے قریب وجار کے راجا ڈن کو ہمراہ لیکر قنوج پر اُسے
چڑھائی کی چونکہ محمود غزنوی اور راجہ قنوج میں نوین حملہ میں اتفاق ہو چکا تھا
کہ جب کوئی تمیز چڑھائی کریگا تو سلطان اسکی مدد دے گا اسلئے سلطان محمود یہ خبر سنکر
اسکی مدد کو آیا مگر قبل پہنچنے محمود کے قنوج کا راجہ مارا گیا تھا پھر کالنجرا کے راجہ
پر چڑھائی کی مگر کچھ پھانسا رک اسکا نکر سکا *

گیا رہواں حملہ سنہ ۱۳۱۵ مطابق ۱۳۱۵ ہجری کے سلطان محمود نے راجہ
جیپال دوم کے مقابلہ پر چڑھائی کی تھی یہ راجہ گدی نشین راجہ انند پال کا
تھا اُس نے سلطان محمود سے بغاوت کی تھی اس حملہ میں لاہور مالک مفتوحہ
غزنے سے شمار کیا گیا اور یہ پہلی مثال ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی
جہادنی ہمیشہ کو ابھی سے قائم ہوئی اس سے پہلے اہل اسلام کی فوج دوم
کو قائم ہو کر نہ رہی تھی *

بارہواں حملہ سب سے پہلا اور سب سے بڑا حملہ سلطان محمود کا سومنات پر تھا
 یہ مندر بڑا مقدس ہندوؤں کا جنوبی حد جزیرہ ناگجرات میں ایک ٹیلہ پر واقع تھا
 ماہ ستمبر ۱۰۲۵ء ایک ہزار چوبیس عیسوی میں مطابق ۱۰۷۵ء ہجری کے لشکر لیکر وہ غزنی
 سے چلا اور ماہ اکتوبر میں ملتان کو پہنچا اور بیس ہزار اونٹ پر زاد راہ و خوراک کا
 اسباب لا کر اُس نے براہ ریگستان سومنات کی طرف کوچ کیا اثناء راہ میں اجمیر کو ٹوٹا
 اور سید ہا سومنات پر جا کر پہنچا وہاں جا کر اُس نے دیکھا کہ یہ مندر ایک جزیرہ نما
 پر واقع اور اثناء راہ میں جو خانائے اُسکو بڑے عظم سے ملاتی ہے وہاں پر سپاہ
 اور فوج اُسکے عبور کی مانع ہے ہر ایک کو نہ پر سپاہ جنگی متعین ہے اسی اثناء میں
 ایک ہرکارہ ہندوؤں نے اُسکے پاس پہنچا وہ یہ پیغام لایا کہ اب بھی اپنی جان بچانے
 ہے تو اس بے ادبی سے باز نہ ہن تو ہمارا دیوتا تجکو تباہ کر دے گا محمود نے تیرا مذاکرہ
 حکم دیا کہ آگے بڑھیں اور تیرا بنا شروع کریں چنانچہ تھوڑی دیر میں ہندو کی فوج
 جو دیواروں پر محافظ تھی ماری گئی یہ حال دیکھ کر ہندو لوگ بہت ہی بھو اس
 ہو گئی اور بتوں کے آگے بڑھی گریہ و زاری سے رو کر سجدے کرنے لگے پر جب
 مسلمانوں نے سیڑھی لگا کر اُس مندر کی دیوار پر چڑھائی شروع کی تو وقت ہندوؤں
 نے ایسی بہادری سے اُنکا مقابلہ کیا کہ حملہ آور ان شاہی بڑا نقصان اٹھا کر
 پس پاموئے دوسرے روز پر حملہ کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا تیسرے روز قریب دجوا
 کے راجہ لوگ سومنات کا مندر بچانے کو آئے بڑی بہادری لڑائی ہوئی اور فتح کسی

بھی نہ معلوم ہوئی اور سہندون کی مدد کو سردار بیرام دیو اور سردار ذوالشلیم جو کہ
مشہور امیر گجرات کے تھے آکر پہنچ گئے اس وقت سلطان محمود نے خیال کیا کہ ہندو
میں صرف ابکی ہی دفع میں قریب شکست کھانے کے پہنچ گیا ہوں اس لئے وہ اپنی
فوج کے مذہبی سرگرمی کو اسطور پر جوش میں لایا کہ زمین پر اُسے خدا کے
سامنے سجدہ کیا اور مدد اپنی کا خواہاں ہوا اور اپنی فوج کے سرداروں کو
بلا کر کہا کہ اب یا تو فتح ہو گئی یا شہادت کا تاج سر پر رکھا جائے گا تمام فوج یہ
بات سن کر جان دینے کو تیار ہو گئی اور ایسے جوش میں آکر لڑی کہ اُس نے فتح پائی
یہ حال کچھ وہ سپاہ جو محافظہ مند رکھی تھی مارے خوف کے مندر کو خالی کر کے بہاگ
گئے سلطان محمود مندر میں داخل ہوا اُس کے اندر سونے کے بت رکھے تھے اُن سب
میں سونمات کی صورت پانچ گز اونچی تھی جس میں دو گز زمین میں گڑھی ہوئی اور تین
گزاں پر تھی *

سلطان محمود نے اپنے ماتھے سے ایک تبر مار کر اسکی ناک توڑی اور حکم دیا کہ اس بت کو
توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں برہمنوں نے جمع ہو کر محمود کے روبرو اپنے تین زمین
ڈال دیا اور التجا کی کہ ہمارا دیوتا نہ توڑا جاوے اس کے عوض بہت سا روپیہ بادشاہ
نے لے لے کر محمود نے ہرگز نہ مانا اگرچہ اُس کا وزیر بایل ہو گیا تھا کہ اس قدر زکیر لے لیا جاوے
پر محمود نے فرمایا کہ قیامت کے روز میں بت فردش اپنا نام رکھو انا نہیں جانتا ہوں بلکہ بت
اپنا نام جانتا ہوں کہتے ہیں کہ جو وقت بت توڑا گیا تو اس قدر جواہرات و موتی اور ہیرا اور

اصل کے پیٹ میں سے نکلے کہ جقدر روپیہ دیتے تھے اُس سے کئی حقہ قیمت
میں زیادہ کا مال تھا یہ سب مال لیکر وہ جب غزنی کو چلا تو راہ میں درمیان گشت
کے لٹان کے قریب جاٹوں نے کئی حملہ اُس پر کئے جس کے سبب اُس نے دوسرے سال
۵۸۰ھ میں ایک اور مہم کر کے جاٹوں کو خوب گوشمالی دی کر قریب اس کے پہنچاؤ
کہ انکو نیت و نابود کر دے !

بعد ازاں تہوڑے عرصہ کے بعد اُس نے خراسان کو مفتوح کیا اور غزنی میں جا کر
۱۲۹۰ء اپریل ۱۸۰۹ء میں عیسوی میں ٹریسٹہ برس کا ہو کر
راہی بقا ہوا اُس کی تاریخ رحلت کی ایک شاعر نے یہ لکھی ہے :

تاریخ وفات محمود غزنوی

آنکہ محمود غزنوی بودہ واقف سر معنوی بودہ

سال شفق آران خدیوزمان ہاتھم گفت شایہ باز جہان

محمود کے خصائل میں مورخین کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ لائق بادشاہ
اور بڑا منصف عادل و خدا پرست اپنے زمانہ کا تھا بعض مورخ کہتے ہیں کہ وہ
بڑا ظالم و حریص اور لوٹیرا تھا حاصل یہ ہے کہ اس کی طبیعت میں عجیب خصلت پائی
جاتی تھی جو ماخذ اوصاف متضاد کی ہو سکتی ہے اُس کے وقت میں ممالک شرقیہ
میں شہ غزنین علم و فضل کا مدار ہو گیا تھا اُس کے عہد میں یہ لوگ بہت بڑے

مشہور مصنف ہو مین ایک آزدوسی جی شائنا تصنیف کیا ۴۷۰ و سر اخصری جو مشہور
فلسفی اور شاعر ہے ۴۸۰ ابوریحان مخم جو بغداد سے مامون رشید نے اُسکے پاس
بہجید یا تھا اور وہ اس بادشاہ کی رفاقت میں رہتا تھا ۴۹۰

سلطان مسعود

سلطان محمود غزنوی کے بعد اُسکے دولہ کے رہے جو کہ قوام تھے بڑے بیٹے کا نام سلطان
محمد تھا جو کہ رحم دل اور بخلص شمار کیا جاتا ہے اُسکو بادشاہ پیار زیادہ کرتا تھا
دوسرا اُسکا بیٹا مسعود تھا یہ لڑکا مثل اپنے باپ کے غصہ اور عزم میں ہمسر اپنے باپ کے
تھا چونکہ محمود نے پہلے ہی سے معلوم کر لیا تھا کہ میرے بعد ان دونوں بہائیوں میں
تخت کیو اُسے جھگڑا برپا ہوگا اسلئے اُسنے اپنی حین حیات میں ماورالنہر کی حکومت
جسکی دارالخلافت خراجان تھی سلطان محمد کو دیدی تھی اور مسعود کو اپنی قلمرو کی
حد مشرقی پر حاکم کر دیا تھا

بعد وفات سلطان محمود کے سلطان محمد اسکا بڑا بیٹا تخت پر بیٹھا اسکے تخت پر بیٹھتی
ہی مسعود اُسکو لکھا کہ مجھکو سلطنت کی خواہش نہیں ہے پر مجھکو صرف یہ آرزو ہے کہ میں
صوبے جنگوینے بزدل شیر فتح کیا ہے میرے ہی قبضے میں رہیں اور میرے نام کا
خطبہ ان میں پڑھا جاوے اسات کو محمد نے منظور نہ کیا اسلئے مسعود نے ایک فوج
فرام کی اور غزنی پر چڑھائی کر کے فتح پائی اور محمد کو بکرا کر اُسکی آنکھیں
نکلا ڈالیں یہ سب معرکہ اُسی سال میں ہوا جس سنہ میں سلطان محمود نے وفات

پائی تھی اور سعود بھی اسی سال میں تخت نشین ہوا پر جو اسکو توقع تھی وہ ظہور میں نہ آئی بلکہ اُس کی سلطنت روز بروز متزلزل پانے لگی قوم سلجوق نے پچھم کے صوبوں پر زور پکڑا اور روسے لوگ ہمیشہ حملہ آور رہے تا وقتیکہ انکو تھوڑا سا ملک غزنی سے دیا گیا ^{۳۳} سن ۱۰۱۷ء میں شاہ سعود ہندوستان پر حملہ آور ہوا اور کشمیر کو اُس نے مطیع کیا اور دوسرے سال میں قوم سلجوق کو پچھم کی طرف ہٹانے میں مصروف ہوا اور انکی سرکوبی کے واسطے جینگہ کو جو ہندوستانی فوج کا سپہ سالار تھا روانہ کیا اسے ظاہر ہے کہ ہندو لوگ اُسوقت میں دریائے انک کے پار ہونے کو بُرا نہ جانتے تھے اور ہندو نیکو مسلمان بادشاہ اپنی فوج میں بڑے عہدہ پر فوکر رکھتے تھے +

سن ۱۰۱۷ء میں سعود ہندوستان پر پہرہ کر نیکا ارادہ کیا اور مانسی کے قلعہ کو محاصرہ کر کے فتح کیا اور مانج کے سب مند رڈھا کر تمام مال ضبط کیا یہاں سے پہرے وقت اُسے اپنے بیٹے کو صوبہ دار ملتان کا مقرر کیا جس نے نہ میں کہ سعود ہندوستان میں تھا اُسکے دشمنوں نے طاقت باکرہ اور النہر میں بڑی شورش مچا رکھی تھی اس واسطے جب وہ غزنی کو گیا تو عین موسم سرما میں اون دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے واسطے ماورالنہر کو اُسے جانا پڑا جہاں کئی لڑائی لڑا اور آخر کو شکست کھائی طغرل بیگ ترکمان نے اُسکا تعاقب غزنی تک کیا چنانچہ طغرل نے غزنی میں پہنچ کر بادشاہی صطبل تاراج کیا اور تھوڑا سا شہر بھی غارت کیا اور اُس شہر پر قابض ہو گیا اسلئے سعود شاہ نے اُن ترکمانوں کے حملات سے بچنے کے واسطے ایک مقام اُسکے رہنے کو اپنے ملک میں دینا

قبول کیا جس پر سے ترکمان لوگ بھی راضی ہو گئے پر قابو پا کر میرا نہون نے مسعود پر
 حملہ شروع کیا مسعود نے اپنے تین اُنکے مقابلہ کے لائق نہ پا کر ارادہ کیا کہ ہندوستان
 میں جا کر فوج جمع کرے دینچال اُسے سب روپیہ اور دولت قلعہ سے نکال کر اوٹھون
 پر لادے اور لامہور کی جانب روانہ ہوا اس تباہی کے وقت اپنے اندھے بیٹائی محمد
 کو بھی ساتھ لیا جسکو نو برس پیشتر اُسے خود اندھا کر دیا تھا جبکہ دریائے سندھ کے کنارے
 پر پہنچا تب اُسکی فوج ہی باقی ہو گئی اور تمام مال دولت جو اوٹھون پر لدا تھا لوٹنا
 شروع کر دیا اور بخون اُسکے کہ بادشاہ غصہ میں آکر حکمران سخت بے دُکے بہائے
 محمد شاہ اندھے کو بادشاہ بنا لیا چنانچہ محمد شاہ قید خانہ سے نکل کر تخت پر بیٹھا اور مسعود شاہ
 کو تخت سے اتار کر قید کیا اور وہ اُسی قید میں سنہ ۱۱۷۱ھ ایک ہزار چالیس میں دس برس
 کی سلطنت کے بعد مقتول ہوا

سلطان مودود ابن مسعود

جبکہ مودود ابن مسعود نے جو کہ صوبہ دار بلخ کا تھا اپنے باپ کی قتل ہوئی کی خبر سنی فوراً
 غزنی کو کوچ کر کے آیا اور وہاں گئے لوگوں نے اُسکو تخت پر بٹھا دیا اُسے تخت پر بیٹھے ہی
 محمد شاہ اندھے کے بیٹوں سے لڑائی شروع کی جس میں ہفتیاں ہو اب صرف ایک دشمن اُسکا
 بیٹائی رہ گیا تھا جو کہ تلوار کے زور سے دعوے بادشاہ بننے کا کرتا تھا اُس سے
 بھی لڑا اور فتح پائی اور اُسکا بیٹائی بعد چند روز کے اپنی خواہگاہ سے مرا ہوا برآمد
 ہوا خانگی جھگڑوں اور پیچیم میں ترکمانوں کی سرکشی سے ہندوؤں کے دل میں ہوا لڑائی

پیدا ہوئی چنانچہ دہلی کے راجہ نے بڑی فوج جمع کر کے تہانگیر اور مانسی اور نگر کوٹ اور
 اور کئی شہر اپنے قبضے میں کر لئے۔ مندر پرہر کر تعمیر کئے گئے اور مسلمانوں نے جو مور تین
 توڑ ڈالی تھیں انکے عوض اور مور تین رکھی گئیں اور اس طرح ان بنوں کی پوجا پہر جا کر
 ہوئی ہر ایک طرف ہزاروں آدمی پوجا کے واسطے جمع ہوئے راجاؤں نے نذرین
 چڑھائیں اور مندروں میں پہر اسی قدر دولت جمع ہو گئی جتنی کہ مسلمانوں کی لو
 سے پہلے رہا کرتی تھی اور اس قدر بہت ہندوؤں کی بڑبڑی کہ لاہور کو جو دار الخلافہ
 مسلمانوں کا تہا گہر لیا اگرچہ مسلمانوں نے نکل کر ہندوؤں کو ہکا دیا پر وے ملک جو
 ہندوؤں نے لئے تھے تھے سلطان مودود کے عہد میں انہیں کے قبضے اور تصرف میں
 سلطان مودود کی سلطنت نو برس تک رہی اور ایک ہزار اسی سو میں ختم ہوئی
 بعد مرنے مودود کے نو برس کے عرصہ میں چار بادشاہ متواتر شہنشاہ تک تخت غزنوی
 پر جلوں فرما ہوئے جکا ذکر کرنا لا طائل ہے ۴

سلطان ابراہیم

شہنشاہین سلطان ابراہیم تخت غزنوی پر متمکن ہوا کہتے ہیں کہ وہ بڑا پرہیزگار اور
 صاحب علم اور شجاع بادشاہ تھا اُس نے کئی قرآن شریف کامل اپنے ماتھے سے لکھے اور
 مکہ اور مدینہ میں رکھوائے ترکمانوں نے اُسکے غہد میں بھی سخت حملے کئے پر اُس نے
 وے تمام ملک جو کہ ترکمانوں نے فتح کئے تھے اس شرط پر علی الدوام کے واسطے
 انہیں لکھدے کہ وے لوگ آئندہ کو دست درازی نکرین چنانچہ انہوں

انہیں ہیشہ طمان لی اور اُس پر قائم رہے اس طرح مغربی دشمنوں سے اُس نے رہائی پا کر منہ ہندو
عزم کے روکنے کے واسطے پورب کو فوج کشی کرنے کی طیارہی کی کہتے ہیں کہ وہ
ہندوستان میں اتنی دور تک گیا کہ اُس وقت تک اُس کے بزرگوں میں سے کوئی شاہ
نہ گیا تھا اور ایک لاکھ ہندو قید کر کے غزنی کو لے گیا چالیس برس تک اس بادشاہ
نے سلطنت کی اور شہنشاہ میں اُسکی سلطنت ختم ہوئی *

سلطان مسعود ابن ابراہیم

ابراہیم کے بعد اُسکا بیٹا مسعود جو کہ بہت رحم دل اور نیک سیرت تھا بادشاہ ہوا
ایام سلطنت میں بڑا امن اور چین رہا نہ تو کوئی خانگی جھگڑا برپا ہوا ورنہ کوئی باہر کا
حملہ نمودار ہوا سولہ برس سلطنت کر کے وہ راہی ملک بقا ہوا

سلطان ارسلان

مسعود کے بعد اُسکا بیٹا ارسلان تخت پر بیٹھا جس نے بادشاہ ہوتے ہی اپنے بھائیوں کو
قید کرنا شروع کیا مگر بہرام اپنے ماموں بنجر ترکان کے پاس پناہ لیا اور اُسکی حمایت
چاہی جس نے اُسکی مدد کی چنانچہ ترکانوں کی ایک فوج غزنی پر چڑھ آئی اور وہاں
پہنچا ارسلان کو نکال دیا مگر ارسلان پہرہ کر لیا اور پہرہ اُس نے تخت لے لیا آخر کار
تین برس سلطنت کر کے مقتول ہوا

سلطان بہرام

بہرام بے نشان و وارث تاج ٹہرا اُس نے بڑی دانائی اور ملامت سے سلطنت

کی اور اہل علم کی اُسے بہت قدر کی بنیتیں برس تک اُسے بادشاہت کی
اور آخر ایام سلطنت میں خاندان غوری کے جھگڑوں میں گرفتار ہوا جس خاندان
نے تھوڑی مدت کے بعد خاندان غزنی کا چراغ بجھا کر اپنی بادشاہت کو فروغ دیا۔

باب سوم سلطنت خاندان غوری

ابتداءً اللہ سے شکر ادا تک

محمد قطب الدین غوری

محمد قطب الدین غوری نے سلطان بہرام کی بیٹی سے شادی کر لی تھی مگر سبب سے
خطائے بزرگ کے محمد قطب الدین بر ملا قتل کیا گیا۔

سیف الدین

سیف الدین اسکا بیٹا تھا جسے خون کا بدلہ لینے کو چلا اور اُس نے بہرام کو نکال کر غریب
پر قبضہ کر لیا مگر رعایا اُس سے راضی نہ رہ سکی رعیت چاہتی تھی کہ بہرام ہی پہرہ کر
بادشاہ ہو بیچال دیکھ کر بہرام کا ایک غزنی پر آیا اور سیف الدین کو گرفتار کر کے
اسکا منہ نہ کالا کر کے تمام شہر کے گرد گرد پھرایا اور پھر اسکا سر کاٹ ڈالا۔

علاء الدین

سیف الدین کے بیٹا علاء الدین نے یہ حال سن کر ایک بڑی فوج طیار کی اور
اپنے بیٹا کے خون کا عوض لینے کو غریب پر چڑھائی کی بڑی بہاری لڑائی
ہوئی بہرام نے شکست پائی اور ہندوستان کی طرف بھاگا اور وہاں بہت

مصائب اٹھا کر شہداء میں فوت ہوا +
اسطرچہ خاندان غزنی کی حکومت دریا سندھ کے ممالک مغرب سے خارج ہوئی

خسرو شاہ

بہرام کا بیٹا خسرو لاہور میں آیا اور اس شہر کو اُس نے اپنی دار الخلافت بنایا سلطان محمود غزنوی مرحوم کے ملکوں میں سے اُسکی اولاد کے پاس صرف ہندوستان کے صوبوں میں سے لاہور ہی باقی رہا تھا اسی اثنا میں سلطان علاؤ الدین غزنی میں داخل ہوا اور اس شہر کو سات روز تک اُس نے لوٹا اور بڑے بڑے بزرگ اور صاحب علم و دان سے پکڑ کر فیروز کوہ پر جو غزربون کا وطن اصلی تھا لے گیا اور وہاں جا کر اُن لوگوں کو قتل کیا اس بادشاہ نے اس قدر قتل اور غارتگری کی تھی کہ سبکو مورخوں نے جہان نوز خطاب دیا ہے خسرو سات برس تک سلطنت کر کے لاہور میں مر گیا بعد اُسکے اُسکا بیٹا

خسرو ملک

تخت لاہور پر بیٹھا اور اُس نے ہندوستان کے تمام اُن صوبوں پر قبضہ کیا جو کہ کسی زمانہ میں اُسکے بزرگوں کے قبضے میں آگئے تھے مگر غزنی والوں کا اقبال تنہا پر تھا علاؤ الدین کو اُسکے بھائی محمد غوری دوم نے مدد دی جو کہ ملک غزنی پر فتاعت نکر کے ہندوستان کے صوبوں کو فتح کر نیکا ارادہ رکھتا تھا۔ اسلئے شہداء میں وہ لاہور کی طرف روانہ ہوا مگر لاہور کو فتح نہ کر سکا اور خسرو ملک سے اُسکو صلہ کر لی

بڑی چار برس کے بعد یہ عہد ٹوٹ گیا اور محمد غوری دوم نے مدد دی جو کہ ملک
 غزنی پر قناعت نگر کے ہندوستان کے صوبوں کو فتح کرنے کا ارادہ رکھتا تھا اس لئے
 شہنشاہ ہند لاہور کی طرف روانہ ہوا مگر لاہور کو فتح نہ کر سکا اور خسرو ملک سے اسکو صلح
 کرنی پڑی چار برس کے بعد یہ عہد ٹوٹ گیا اور محمد غوری نے دوسری بار لاہور
 کو گھیرا براسن فوج بھی مایوس رہا تھوڑے عرصہ کے بعد اسے تیسرا حملہ کیا اور فتح
 پائی مگر یہ فتح بڑے قریب سے حاصل ہوئی کیونکہ پہلے اسے خسرو ملک کے پاس صلح کا
 پیغام بھیجا اور اپنی رشتہ جتانے کے واسطے خسرو کے بیٹے کو جسکو کہ اسے بطریق
 یرغمال یعنی اول کے صلح کے ہونے پر لیا تھا اس کے پاس بھیج دیا وہ عمر رسیدہ بادشاہ
 اپنے بیٹے سے ملنے کو شہر سے باہر چلا اور محمد غوری نے جس ہزار سوار لیکر کیا کہ
 خسرو ملک کے ڈیرے کو گھیر لیا خسرو ملک نے پھنے کی کوئی صورت نہ دیکھ کر اپنے دشمن سے
 التجا کی اور محمد غوری نے لاہور کو فوراً اپنے حوالہ کر دینے کا سوال کیا جسکو
 کہ خسرو نے جلد خالی کر دیا اس طرح شہنشاہ گیارہ سو نو اسی میں سلطنت خاندان
 غزنی سے خاندان غوری کو پہنچی

سلطان محمد غوری

شہاب الدین محمد غوری بانی خاندان دوم اہل اسلام کا ہے جسے ایک دوسرے
 خاندان مسلمانوں کی بنیاد وسط ہند میں قائم کی ابتدا محمد غوری کی یہ ہے کہ اغرا
 حسین جو کہ ایک بزرگ غوریوں کے فرقے کا اور اس خاندان غوری کا بانی تھا وہ

وہ ایک بڑا منظور نظر لوگوں کا سلطان سعود شاہ ابن محمود غزنوی کا تھا سعود شاہ نے اس شخص کو ایسا مغز کیا کہ اپنی بیٹی سے اس کی شادی کر کے علاقہ غور کا اس کو حاکم بنایا اس سیاست لڑکے پیدا ہوئے جن کو سب سے زیادہ کا خطاب یا گیا تھا اور ان میں سے دو لڑکے بادشاہی خاندان کی بانی ہوئے چنانچہ ان میں سے ایک کا نام قطب الدین غوری تھا وہ بہرام شاہ بادشاہ غزنی کی لڑکی سے شادی کر کے بادشاہ ہوا تھا اور اوسنی فیروز کوہ کو اپنا دار الخلافہ مقرر کیا تھا اوس کو بہرام نے قتل کروا دیا تھا اسی سبب سے غور اور غزنی کی خاندان میں فساد برپا ہوا جس کے سبب خاندان غزنی بالکل برباد ہو گیا اغرا الدین بای قطب الدین کا جس نے کہ غزنی اور غور دونوں تخت پر قبضہ پایا اور اپنی چوٹے بھائی محمد غوری کو اپنا سپہ سالار مقرر کیا محمد غوری اگرچہ ہر ایک ملک پر فتح پایا اور منصور و مظفر پارانٹیں برس تک تادم زینت اپنی بھائی کی سرتابی اوس فی نکی اوس کا تابعدار بنارہا محمد غوری نے سلطان خسرو ملک کو جو کہ غزنوی خاندان کا اخیر بادشاہ لاہور میں تھا گرفتار کر کے ۱۱۹۷ء میں ہندوستان پر چلتی کی طیاری کی اور اب اس ایک بلا کا جو شروع ہوا کہ ہندوستانی راجاؤں کو اوس کے تختوں سے اڑا لیا اور مسلمان خاندان کے بادشاہ تخت دہلی پر سلط ہوئے

سلطان محمود غزنوی کی وقت سے لیکر اب تک کوئی بادشاہ تخت دہلی پر قائم ہو کر نہ بیٹھا تھا بلکہ صرف ملتان و لاہور غزنوی کے تصرف میں رہا کئی جب کبھی فوج شاہی آگے کو بڑا کر رہند و لوگ روپیہ دیکر مالدار کرتے تھے اور ہندو راجہ لوگ بدستور اپنی اپنی راج

دائین برجا کرتے تھے اور جب قدر کہ خاندان غزنی کی طاقت کم ہوتی جاتی تھی ہندو
راجاؤں کی طاقت بڑھتی جاتی تھی

سال ۱۱۷۰ء میں جبکہ محمد غوری نے شہر ٹہند کو فتح کر کے اپنے ملک موروثی کو مراجعت
کی تب راجہ پرہتھی راج نے تمام اپنی فوج اور مددگار جو قریب و لاکھ آدمی کے تھے جمع کر کے
شہر ٹہند کے چھوڑنے کی واسطے کوچ کیا محمد غوری نے جیسے خبر پائی وہ اس شہر کے
بچانیکو جلا بمقام نراوڑی جو کہ تھانہ سر سے چودہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے دونوں کا
مقابلہ ہوا لڑائی ہونے لگی محمد غوری نے بہت شجاعت ظاہر کی پر آخر کو اس کی فوج
بھاگ نکلی لاچار پس ہو کر غور میں آیا اور سب سرداروں کو جنگی نامہ دی سے وہ لڑائی مارا تھا
سزا سخت دی اور درخواست کر کے ٹہند اہندون نے پر لے لیا۔

اس فتح کے سبب راجہ پرہتھی راج کو بڑا فخر حاصل ہوا مگر پھر اس نے اپنے سینے میں ایسا
کاہل بنایا کہ رات و دن عورتوں میں پڑا رہتا اور عیش منایا کرتا اور محمد غوری کو ایسی
شرمندگی حاصل ہوتی تھی کہ اس کو رات و دن بھی فکر لگا ہوا تھا کہ ایکے پھر ہندوستان
میں جا کے فتح نمایاں کو چنانچہ خواب و خواہش پر حرام ہو گیا آخر کو میں نے سوار تانا متھن
لیکر سندھ دریا کے پار اترے اول اس نے پرختی راج کو کھلا بھیجا کہ مذہب اسلام قبول کر
نہیں تو انکار کا انجام اچھا نہ ہوگا پرختی راج عیش میں مشغول تھا اس نے غور سے
یہ جواب دیا کہ اپنا پہلا چاہتا ہے تو واپس چلا جا دہلی کے راجہ کی ہمراہ ڈیرہ سو
سردار جمع تھے اور تین لاکھ سوار بچا دے اس سے بڑی یادہ تھے اور تین ہزار

ہاتھی و دال اذل فوج محمد غوری کے مقابلہ پر آئے دونوں لشکروں کے درمیان کہا کرادیا
 واقع تھا ایک طرف راجہ پرہی راج پڑنا اور ایک طرف مسلمانوں کا لشکر محمد غوری نے جب مغرور
 جواب سنا تو کہلا بیجا کہ میں اپنے بہائی کا تابعدار ہوں اونسے دریافت کرونگا ہندوؤں نے
 یہ جواب سکر معلوم کیا کہ ڈرگیا رات کو سب عیش و عشرت میں بے اندیشہ مصروف ہوئے محمد غوری
 نے ان کو غافل پاکر اتوں بات دیر پا رات کر علی الصباح اوپر حملہ کیا دوپہر دن چڑھے تک
 اوس نے خوب لڑائی کی ہندو شکست پاکر بہاگے چتور کار راجہ راجپوتوں کو لیکر خوب لڑا
 اوس لڑائی میں مارا گیا پرہی راج کو مسلمانوں نے پکڑ لیا اور بہت دولت مسلمانوں کے
 ہاتھ آئی اس شکست کی خبر سنکر بڑے شہر و نگرے راجہ مسلمانوں کے تابعدار ہو گئے محمد غوری
 نے چتور پر لشکر کشی کر کے اوسکو فتح کیا اور وائے ہزار ہا باشندوں کو مار ڈالا بعد ازاں جلی پر
 آیا راجہ پرہی راج کا بیٹا جو بجائے اپنے باپ کے تخت پر بیٹھ گیا تھا اوس نے فوراً تابعداری
 اختیار کی اس سب سے شہر دہلی کو فتح کر لیا اور قطب الدین غوری کو جو اسکا بڑا پیارا غلام تھا
 شائستہ فوج دیکر دہلی کے متصل چوڑ کر غزنی کو مراجعت کی قطب الدین نے جو کہ
 مثل محمد غوری کے الو الغرم اور ذی بیاقت تھا جلد تر میرٹھ کو فتح کر کے دہلی کو اپنے
 قبضہ میں لا کر اوسکو اپنا دار السلطنت بنایا اوسید سے سلطنت ہند فکلی نیت و نابود ہوئے
 محمد غوری تھوڑے عرصہ کے بعد پھر غزنی سے پھر کر آیا اور نئی فوج بہرتی کر کے وہاں سے
 لایا اور جے چند راجہ والی قنوج پر چڑھائی کی قنوج کا راجہ قطب الدین کے تیر سے مارا گیا
 اور بہت ہندو مقتول ہوئے سات سو ہاتھیوں سے جو مسلمانوں کے مقابل لڑائی کرنے

آئے تھے نوے ماہی مسلمانوں کے ماہ آئے ایک دن میں پیدا ہوا تھا بعد ازاں بارہ برس کو
 گیا اور ایک ہزار ستمسار کئے اور پھر غزنی کو مراجعت کی دوسرے سال میں گجرات قطب الدین
 نے حملہ کیا اور سب مال و دولت لوٹ کر اسکو مسخر کیا تھوڑے عرصہ کے بعد محمد غوری نے
 اپنے بھائی کے مرنے کی خبر سنی اس لئے وہ غزنی کو گیا چنانچہ حسب ستور محمد غوری کے سپہ سالار
 شاہی کہا گیا پر ایک دفعہ پر وہ ہندوستان میں آیا تھا دہلی سے لوٹ کر غزنی کو جاتے ہوئے
 قریب لاہور کے کہلور کے نام کے ماہ سے اسی طور پر مارا گیا کہ رات کو چند آدمی خبر لیکر اس کے خیمہ کے
 اندر گھس گئے سوتا ہوا پا کر مہر شعبان ۶۸۸ ہجری مطابق سنہ ۱۲۸۷ء کے خیمہ میں سے مار ڈالا
 قطب الدین بھی اس وقت ہمراہ تھا اسی شخص کے باعث خاندان غوری کی ترقی ہوئی
 تھی اور اسی پر ختم ہوئی اس نے سب ۹ حملہ ہندوستان پر مثل محمد غوری کے کئے تھے
 بعد اس کے اس کے دو نائب ایک قطب الدین اور دوسرا ایلڈی کس باقی رہے سولہ ایلڈی
 نے تو کوہستانی ملک کو اپنے قبضہ میں کیا اور قطب الدین نے ہندوستان کو محمد غوری نے
 بنیس برس سلطنت کی از انجملہ انیس برس تک اپنی بھائی کی نیابت میں رہا اور تین برس
 تک مستقل بادشاہ ہو کر اپنی سلطنت کی اسی بادشاہ کی سلطنت میں جنگیر خان فی سلطنت
 مغلیہ کی بنیاد قائم کی تھی جسکی وسعت بحیرہ خزر یا کیسپین سے چین اور سیلتیک تھی

باب چہارم سلطنت غلامان

سنہ ۱۷۶۱ء سے سنہ ۱۷۶۷ء تک کا حال

قطب الدین التمش رضیہ یکم نصیر الدین محمود غیاث الدین بلبن کی قیادت

قطب الدین ایبک

سلطنت غلامان میں اول بادشاہ اہل اسلام کا ہندوستان میں قطب الدین ایبک ہوا ہے
یہ شخص سلطان محمد غوری کا غلام تھا جو وقت کہ محمد غوری نے شہنشاہ بننے کا ارادہ کیا تو وہ
بی اولاد تھا اس لئے اس کی جگہ بادشاہ ہونے کا جھگڑا برپا ہوا قطب الدین حاکم دہلی
اس کی سلطنت میں بہ نسبت اور حکام کے بڑا طاقت ور تھا اس لئے محمد غوری کے
بعد اس کی سلطنت کا انتظام سطور پر ہوا کہ محمود شاہ جو کہ بہت بجا محمد غوری کا تھا اس نے تو
ملک غور کو اپنے قبضے میں کر لیا اور ایلدڑ صوبہ دار نے کابل اور قندھار پر قبضہ کیا اور قطب الدین
نے ہندوستان کی سلطنت کا دعویٰ کیا لیکن الذر نے قطب الدین سے مقابلہ کر کے
شکست پائی اور قطب الدین نے غزنی میں جا کر تاج شاہی پایا مگر مستقل بادشاہ ہونے
کے بعد قطب الدین نے عیاشی و آرام اختیار کیا اس واسطے الذر نے اس کو ستا کر
غزنی کی سلطنت اس سے چھین لی اور ہندوستان کی طرف اس کو بھگا دیا جہاں آکر
اس نے چار برس تک بادشاہت کی اور شہنشاہ بن گیا اس بادشاہ کو مورخوں
نے عادل اور بہادر اور لائق اور فیاض لکھا ہے

شمس الدین التمش

قطب الدین کی وفات کے بعد آرام ابن قطب الدین تخت پر بیٹھا مگر چونکہ ابھی تک اس کے

اپنے اپنی سلطنت ایسی مستحکم نہ کی تھی کہ اس کا بیٹا آرام بے کھٹکے حکومت کر سکتا اس لئے ایک
 برس کے عرصہ میں شمس الدین التمش نے آرام کو ناقابل بادشاہت کے پا کر تخت سے اتار
 دیا التمش اگرچہ عمدہ خاندان سے تھا پر بچپن میں وہ قطب الدین کا ہتھ فروخت کیا گیا تھا
 بادشاہ نے اس کو مہون بار دیکھ کر تربیت دی اور اپنے بیٹی سے اس کی شادی کر کے
 بڑے رتبہ پر اس کو جلد پہنچا دیا تھا ۱۲۱۱ عیسوی میں وہ بادشاہ ہوا اس نے پچیس برس
 تک سلطنت کی دسویں سال جلوسی التمش میں جلال الدین شاہ خوارزم ہندوستان میں آیا
 التمش کی فوج نے اس سے مقابلہ کیا التمش اکثر ان مسلمان صوبہ داروں کے
 زیر کرنے میں مصروف رہتا تھا جو ارادہ خود سر ہو نہ کیا رکھتے تھے اور چونکہ صوبہ دار
 بنگالہ کا ایسا خود سر ہو گیا تھا کہ مدت سے اس نے خراج ہی ادا نہ کیا تھا تو دمان التمش نے
 خود چڑھائی کی اور اپنے بیٹے کو دمان کا صوبہ دار بنا کر آیا اس بادشاہ نے ہندوؤں کو کئی
 دفعہ فوج کشی کر کے ان کو مطیع کیا ایک برس کے حصار میں گویا راس نے فتح کیا اور
 پیرمالوہ کی طرف گیا اور اجین فتح کی دمان جا کر مندر مہاکال کو جو بارہ سو برس پیشتر کا
 بنایا ہوا بکرجیت کا تھا توڑا اور غارت کیا بکرماجیت کی مورت معہ دیسی کی مورت
 کے دہلی میں لایا اور جامع مسجد کے دروازہ پر دونوں مورتیں کھوا کر توڑا ڈالیں فقط
 اسی بادشاہ نے ایلدیکر شاہ غزنوی کو شکست دی اور اس کو قید کر لیا اور اپنی سلطنت کو بہت
 دور تک پہلایا صوبہ بنگال صوبہ بہار گویا رمالوہ یہ صوبے فتح کئے
 غرض کہ یہ بادشاہ عقلمند اور نیک نیت تھا اس بادشاہ نے ۱۲۱۸ عیسوی لکھنؤ تک حکومت کی

رضیہ بیگم

التمش کے بعد اوسکا بیٹا تخت پر بیٹھا مگر عیاشی اور حرام کاری کے سبب چہرہ بیڑ کے بعد امرانے اوسکو تخت سے اتار دیا اور بادشاہ زادی رضیہ بیگم اوسکی بہن کو تخت پر بیٹھایا۔ یہاں بادشاہ زادی سلمانوں میں ہے جس نے تخت پر بیٹھ کر حکومت کی ہے یہ عورت بہت ذی لیاقت اور بڑی عقلمند تھی اپنے باپ کی وقت میں ہی کاروبار ملک میں مصروف رہا کرتی تھی اسکو حکومت کا طور خوب آتا تھا مگر چونکہ ایک جہشی غلام پر عاشق ہو کر بڑی مہربانی اور سپر کرنے لگی تھی اس لئے امرا اوس سے ناراض ہوئے اور ایک مشورت سب نے کر کے اوسکو تخت سے اتارنے کے لئے فوج جمع کی آخر کو پکڑ لی گئے اور بیٹھندے کے قلعے میں قید ہوئی یہ وہاں بھی دس نکتہ بیٹھندے کے حاکم سے موافقت کر کے اوسکے ساتھ شادی کر لی اور اوسکو زیر حکم فوج جمع کر کے تخت کیو سٹو دو لڑائیوں میں نخت لڑے مگر کامیاب نہ ہوئے بلکہ اوس پر پھلی لڑائی میں مع اپنے شوہر کے دشمنوں کے ہاتھ آئی اور اوہوں نے اوسکو قتل کیا کل تین برس چہرہ بیٹھنے سے ۱۲۳۶ء سے ۱۲۳۹ء تک اس بادشاہ زادی نے سلطنت کی بعد مارے جانے اس بادشاہ زادی کے معزالدین بہرام اور علاؤ الدین مسعود جو اوسکے بعد بادشاہ ہوئے تھے اوہوں نے کل چہرہ برس تک سلطنت کی یعنی ۱۲۳۹ء سے ۱۲۴۶ء تک

نصیر الدین محمود ابن التمش

یہ شخص ۷۴۷ھ میں ہلی کا بادشاہ ہوا پہلے یہ شخص صوبہ دار بنگالہ تھا اور چونکہ اوسکی سوتیلی مائے بچپن سے اوسکو بڑی تکلیف میں رکھتا تھا بلکہ ایک قید خانہ میں ڈال دیا تھا جہاں وہ اپنے ماتھے سے لکھ کر صرف اوسکی مزدوری پر گزارا کیا کرتا تھا اس سبب سے اوسکے مزاج میں بہت ملایمت اور اعتدالی آگئی تھی جب وہ تخت نشین ہوا تو اوس نے اہل علم اور شعرا اور فاضلوں کے بڑی قدر کی اور اپنے بہنوئی بلبن کو اوس نے وزیر بنایا بلبن بڑا دانا اور عقلمند شخص تھا اس نے انتظام سلطنت کا خوب طرح کیا اور جو راجہ لوگ خود سر ہو گئے تھے سب کو اوس نے دبا یا مگر چونکہ مغلوں نے غزنی اور قندھار اور کابل اور بلخ اور ہرات میں ور پکڑا تھا اور ان کا خوف بہت لگتا تھا تو اسے طلب کیا اسے شیرخان برادر زادہ بلبن کا مقرر کیا گیا اس شخص نے پنجاب و رملتان کو مغلوں سے بچایا بلکہ سوار تربیت یافتہ اور بہادر بہرتی کر کے غزنی سے مغلوں کو کا لیا اور غزنی کو سلطنت دہلی میں شامل کر لیا اس بادشاہ کی موت میں ۷۵۷ھ میں ہلا کو شاہ یوتے چنگیز خان کھٹرفے ایک ایلمچی دہلی میں آیا تھا لیکن با تو اس سلطنت کی شوکت اور عظمت نے مغلوں کے دلوں میں کچھ رعب پیدا کر دیا تھا یا انکے اوہوں نے موقع حملہ کر نیکا یہاں ہو گا غرض کہ دہلی پر حملہ کر نیکا قصد انہوں نے اوس وقت باز رکھا میں برس تک اوس نے نہایت عدل و انصاف سے سلطنت کی اور رعایا کو بہت خوش

رکھا اور سکے عہد میں کسی نے کسی پر تعدی نہ کی یہ بادشاہ بڑا خوش نصیب تھا جو لڑائی
 لڑا اور سمیں اسنو فتح پائی پر جب قدر کہ اسکا دربار بجل شامانہ سے پہرا ہوا تھا اور سید
 اسکا خلوتکہ تکلف سے خالی تھا کہا نابے آب تک کہا باکرتا اور باوجود بادشاہ ہونے
 کے کتابت پر گزران کرتا تھا اس بادشاہ کی صرف ایک بیوی تھی دوسری عورت اسنے
 ہرگز نہ کی تمام امورات خانہ دار کیے وہ بیوی نصرا کیا کرتی ایک روز اسنے
 عرض کی کہ اے شاہ والا جاہ میں کہا نا پکانے سے تنگ آئی ہوں اور میری انگلیوں میں
 یہ پھولے پڑ گئے ہیں اگر ایک کنیز واسطی کہا نا پکانے کے عنایت ہو تو عین کم ہے بادشاہ
 یہ بات سنکر رنجیدہ ہوا اور بولا کہ یہ ملک خدا شعلے کی ودیعت عین عشرت کے
 واسطے نہیں ہے اگر اس میں تصرف بیجا کروں تو قیامت دن خدا کو کیا جواب دنگا
 تمکو چاہیے کہ بدستور اپنے کاروبار میں مصروف رہو نقل ہے کہ ایکے دز ایک ایس
 بادشاہ کی ملازمت کو آیا اور اسکے ماتھے لکھے ہوئے قرآن کو دیکھنے لگا اس میں ایک
 لفظ نے مکر لکھا ہوا تھا دیکھ کر شاہ کی طرف اشارہ کیا کہ یہ غلط ہے شاہ نے فوراً
 اور سیوقت ایک حلقہ سیاہی کا اسکے گرد کہنچا یا حالانکہ وہ لفظ غلط نہ تھا جب
 امیر رخصت ہو کر جلا گیا اور منارہ کو دانے چھیل ڈالا کسی امیر گستاخ نے عرض کی کہ حضور
 نے پہلے اسکے گرد حلقہ کہنچا اور اب چھیل ڈالا اسکا کیا باعث ہے شاہ نے جواب کیا کہ میں
 جانتا تھا کہ حقیقت میں یہ لفظ صحیح ہے لیکن اسکے روبرو جواب نہ کرنا تو وہ بخیہ خاطر
 ہوتا اس بادشاہ نے ۶۶۰ھ میں ایک تسلط کے بعد کسی عارضہ سے وفات پائی اور

اس حادثہ عظیم سے سب لوگ اور اراکین سلطنت نہایت مغموم ہوئے اور نیکی اور
پہلائی اس بادشاہ کی ہندوستان میں یادگار رہی *

غیاث الدین بلبن

شاہ نصیر الدین محمود کے انتقال کے بعد اس کا وزیر بلبن بادشاہ ہوا جسکی منصہی اور دانائی
کی شہرت نے ایران اور تاتار کے بادشاہوں کے دلوں میں بھی آرزو و فاق پیدا کی مگر
یہ الزام مؤرخوں کا اسپر ہے کہ باوجود اس فہم و کیا سکت کے اس نے اپنے پیچھے شیر خان ہار
کو جو ریاست کا بڑا رکن تھا کسی فطرت سے مروا ڈالا تھا اس بادشاہ نے سب سا اور خیر رو
مزاج سے جلد واقفیت پیدا کر کے جنکو چالاک اور مستعد کار پایا صرف انہوں کو ہی
بڑے بڑے عہدے دئے اور اس نے یہ قاعدہ مقرر کیا تھا کہ بڑا عہدہ کسی ہندو کو
نہ دیتا تھا اسوقت میں سلطنت دہلی کی بڑی عزت اور شوکت تھی اور بڑے بڑے جنرل
اسجگہ جمع تھے جسقدر کہ غیاث الدین بلبن کی سواری میں جلو اور شان ہوتی سابق میں
کسی باشکلی سواری اسطور سے نہ نکلتی تھی اور نہ ایسی کثرت اور عظمت سی مکانات
تعمیر ہوتے تھے جیسے اسکی عملداری میں ہوئی اور تعمیل آئین میں وہ بہت احتیاط کرتا
تھا اور اپنے حکام ماتحت کی تعمیل قانون کا نگران رہتا تھا *

۷۷۷ء میں طغرل خان نے جسکو بنگالہ کی حکومت سپرد کی گئی تھی سرکشی کی بادشاہ نے
اوپر دو بار فوج بھیجی دو نو دفعہ شکست کھائی آخر کو خود معرکہ آرائی کا ارادہ کیا طغرل خان اپنی فوج
لیکر اوڑیسہ میں گیا اور اگرچہ وہاں فوج شاہی نے اسکا تعاقب کیا پر طغرل خان کچھ تہہ نہ ملا

ایک روز کا ذکر ہے کہ ملک محی الدین نامی ایک سردار شاہی بہرہی چالیس سواروں کے
چلا جاتا تھا اتفاقاً اس نے طغرل خان کی فوج دیکھی اور اس نے چالیس آدمیوں کو لیکر
قلب شکر میں جا کر طغرل کی عین دیرے کے مقابل جا کر لٹکا کر شاہ بلبن کی فستح اور
جو شخص سامنی آیا او سکو قتل کر ڈی لگا طغرل نے خیال کیا کہ شاید تمام فوج شاہی
جھپ پر آہنچی تن تنہا اس ماختہ ہو کر ایک گھوڑے پر چڑھ کر مہاندی کی طرف بھاگا ناگہ
گرفتار ہونے سے اول ہی ندی کے پار ہو کر جانبر ہو جاوے ملک محی الدین نے اوسکا
تعاقب کیا اور دریا میں تیرتے ہوئے اوسکے ایک تیر مارا اور پانی میں کود کر اوسکا سر
کاٹ لایا بلبن نے اوسکو ایسی بے احتیاطی سے دباوا کرنے کی بابت بہت سرزنش
کی پر انعام بہادر کیا بھی بہت خوبیاں اور طغرل خان مفسد کی خاندان سے ایک ایک آدمی کو
قتل کیا یہاں تک کہ بیگناہ عورتوں اور بچوں کو بھی باقی نہ چھوڑا اور اپنے بیٹے قران خان کے
نام صوبہ داری بنگالہ کی مقرر کی اور تین برس کے بعد دہلی کو آیا اس اثنا میں مغلوں نے
سندھ سے اتر کر ملتان پر قبضہ کر لیا بادشاہ بلبن کے بیٹے محمد ابن بلبن نے مغلوں کو پہرہ
نکال دیا پر سب اسکے کہ دشمنوں کا تعاقب اس نے حد سے زیادہ کیا تھا اس لئے وہ
ایک بن میں جا کر دو ہزار سوار میں گھر گیا جو کہ پہلے سے اوسکی کمین میں بیٹھے تھے
پر سب زیادتی لشکر اعدا کے مارا گیا شاہ بلبن کی عمر اوسوقت سنہی برس کی تھی
ایسے لیسق اور فائق بیٹے کے مارے جانے کی خبر سنکر بہت مضحل ہو گیا یہاں تک
اسی غم سے پر مردہ ہو کر ۱۶۷۷ء میں مر گیا

کیقباد

شاہ بلبن کے مرنیکے بعد ۷۷۷ھ میں وسار دہلی نے قیقباد ابن قراخان کو تخت پر بٹھا دیا
 قیقباد نے بادشاہ ہوتے ہی عیاشی پر کمر باندھ ہی ورکار و بارسلطنت کو نظام الدین زہیر
 کے پسر کیا بہت زیر نگرام دلمین بچہ منصوبہ کئے ہوئے تھا کہ اس بے شعور اور زور عمر بادشاہ
 عوام الناس میں منفرد و اوسے اور آپ بادشاہ ہو جاوے قراخان ابن بلبن نے بہت
 خیرد بار شاہی کی پا کر اپنی اس بے تمیز بیٹے کو کئی بار لکھا پراسکا اثر کچھ نہوا تب لاچار
 ہو کر اوس نے فوج ہمراہ لی اور دہلی لگوچ کیا اسلے قبت اندیش قیقباد ابن قراخان نے
 باپ سے لڑنے کیو اسطے بھی حسب فہمائش اپنے وزیر کے فوج جمع کی اور باراد جنگ دوز
 فوجوں کا مقابلہ کیا گہرا دریا پر قراخان نے معلوم کیا کہ لڑائی ضرور ہوگی اس لئے ایک محبت
 آئیر خط اس بیٹے ناخلف کے نام لکھا اور اس میں یہ مضمون درج کیا لڑائی سے پہلے ایک دفعہ
 ملاقات کا ہونا ضرور ہے وہ خط پڑھ کر قیقباد کے دل پر اثر ہوا اور چاہا کہ باپ سے ملوچ اوس
 وزیر کی شرارت سے یہ پیغام پہنچا کہ حکم بادشاہ ہند سمجھ کر اول ملاقات میں میرا باپ
 خود اگر حاضر ہو جائے یہ سمجھ کر موقع ملاقات کا مانتہ سے نہ جاوے منظور کیا چنانچہ
 تخت پر بیٹھا اور حکم ہوا کہ قراخان میں دفعہ آدیشا ہی بجا لاو اور قیقباد نے با آواز بلند بکار
 کر کہا کہ قراخان جاننا یہ کہ حضور التجا لیکر حاضر ہوا ہے یہ بغیر قیقباد کے دیکھ کر قراخان
 آنسو ہرایا قیقباد ہی یہ حالت دیکھ کر اس کا تخت سے اتر کر باپ سے بغلیں ہو کر ملا اور باپ کو

تخت پر بٹھاکر اوسکے سامنے مچرا کیا پہرہ بپا کر بیٹھے میں جفا کی ہو گئی میں وزن تک متواتر
 بخوشی ملاقات رہی قراخان نے اپنے اس فرزندنا ارجمند کو بروقت رخصت بہت نصیحت کی
 بروہ عقل کا دشمن جب ملی میں آیا پہر تو نصیحت باپ کی پہول گیا اور عیش و عشرت میں مصروف
 ہوا اور انجام کار اوسکو فالج ہو گیا اسوقت دربار میں کئی فریق ہو گئے منسل تو طرفدار کیتبا
 کے تھے اور قوم خلجی اپنی قوم سے کسی آدمی کو بادشاہ بنانے کا ارادہ رکھتے تھے اس لئے
 دو نو فرقہ کی فوج بہم آئی خلجیوں نے مغلوں کو ہٹا کر جلال الدین فیروز کو بادشاہ بنالیا اور
 چند آدمیوں کو محل میں بچھڑایا جنہوں نے وہاں جا کر کیتبا بادشاہ کو سونٹوں سے مار کر اوسکا بچا
 نکال ڈالا اور اوسکی لاش کھڑکی کی راہ دریا جنامین ڈال دی اور اوسکو مرنے پر خاندان
 غوری تمام ہوا یہ بادشاہ ۱۲۱۱ء میں مارا گیا تھا۔

باب پیم سلطنت خلجیان

۱۲۱۱ء سے ۱۲۹۱ء تک

جلال الدین فیروز علاؤ الدین مبارک

شہر برس کی عمر میں جلال الدین فیروز خلجی تخت ہند پر ۱۲۱۱ء میں متمکن ہوا یہ شخص خاندان
 خلجی کا اول بادشاہ ہے جبکہ وہ تخت سلطنت پر مستقل ہو گیا اوسوقت اوس نے کیتبا دے کے
 بیٹے کو جو ابھی تک صغیر سن تھا قتل کروا ڈالا صرف یہی ایک خون ناحق اس نے اپنی زندگی
 میں کیا تھا پہر کیونہیں مارا اور نہایت رحم اور انصاف اور شفقت سے رعایا کے ساتھ اوس

نے سلوک کیا۔ ۱۲۰۰ء میں کہن کو فتح کیا اور علاؤ الدین نے جو کہ اس بادشاہ کا بھتیجا تھا
 اجازت شاہی حاصل کر کے جنوبی کے راجاؤں پر چڑھائی کی اور قرین پہنچ کر فوج جیسے طریقہ کی
 اور دریا کے نزدیک پار ہو کر دلت آباد بادلوگڈہ کے راجہ سے مقابلہ کیا راجہ دو میل شہر کے
 باہر اگر لڑائی کی علاؤ الدین کی فتح ہوئی راجہ فی شکست اپنی شہر میں علاؤ الدین کی فوج نے
 گھس کر تمام شہر کو لوٹ لیا کہتے ہیں کہ بارہن سے زیادہ موتی الماس لعل نمرود اور یاقوت اور چاند
 سونا۔ علاؤ الدین کے ہاتھ لگا یہ سب لٹ لیکر اوس نے اپنے گھر کو مراجعت کی جلال الدین
 فیروز کو جب یہ خبر پہنچی کہ اوس کے بھتیجے علاؤ الدین نے دیوگڈہ فتح کر لیا اور وہاں سے
 اس قدر مال و دولت لایا ہے کہ کسی بادشاہ سابق کے پاس ہی اس قدر دولت نہ تھی طبع نے
 اس بات پر اس کو آمادہ کیا کہ علاؤ الدین سے وہ دولت لے لیوے بعد مشورۃ مشیر شاہی کے
 یہ نہ صلاح ٹھہری کہ جب تک علاؤ الدین سرکشی نہ کرے تب تک خاموش رہنا مناسب ہے علاؤ الدین کو
 خوبطے حسو معلوم نہا کہ اوس کے دشمن دربار میں بہت ہیں اس لئے اوس نے ارادہ کیا کہ کسی طرح
 بادشاہ کو قید کروں اس لئے اپنے بھائی الماس بیگ کو بادشاہ کی خدمت میں بھیجا کہ وہ جا کر
 بادشاہ کو فریب دے اور مقام قرار کی طرح لے آوے چنانچہ اوس نے جا کر عرض کی کہ
 اگر حضور وہ دولت جو علاؤ الدین لوٹ کر لایا ہے لینا چاہتے ہیں تو مقام قرار اوس سے ملاقات
 کریں جب بادشاہ معہ فوج شاہی مقام مقرر یہ پہنچا تو علاؤ الدین اس کے استقبال کیواسطے شہر
 سے نکلا اور بھائی سے کہا کہ بادشاہ کو سمجھا دیوے کہ ملاقات کیوقت اس قدر هجوم اور بہتر
 بہار آدھینو کی اپنی ہمراہ نہ لاوین چنانچہ بادشاہ نے ایسا ہی کیا علاؤ الدین کے لشکر نے بادشاہ

کو فوراً گھیر کر قتل کر ڈالا اور اسکا سر کاٹ کر ایک برہمن پر رکھ کر ساری فوج میں پھرایا ^{۱۲۹۵}۔
 میں یہ واقعہ ہوا اور کل سات برس اوسنے بادشاہت کی۔

علاؤ الدین

علاؤ الدین اپنے چچا فیروز کو قتل کر کے دہلی کی طرف گیا اور مقتول کے لڑکے کو خارج
 کر کے ^{۱۲۹۶}ء میں تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور رعایا کے دل سے اس گناہ کے بہلانے
 کیواسطے رعایا کو تماشے اور سیر میں بلایا اور امرائے درجے بڑے بہت شخص اپنے وقت
 میں مغرب کی طرف مقلوبے اور دکن کی طرف را جاؤسے ہمیشہ لڑتار با گجرات فتح کی جھجھکیوں
 سونما کے برابر ایک مسجد بنائی بدھ کی مورت پھنکوا دی اور صلی باشندہ کی کتابیں
 جلا ڈالیں انکے راجہ رانی کھلا دیو تھی کہا و سو قسطنطین بے نظیر تھی اور ایک غلام خوبصورت
 مسیحی کا فوراً دو علاؤ الدین کے ہاتھ آئے کھلا دیو کو گہر میں اخل کیا اور کافور کو بڑا
 عہدہ دیا اس بادشاہ کے عہد میں مغلوں سے ایک بڑی بہاری لڑائی ہوئی تھی جنہوں نے
 سندھ سے لیکر دہلی تک کے ملک غارت کر کے دہلی کو آکر محاصرہ کر لیا تھا اس لڑائی میں
 اوس نے فتح پائی اگرچہ علاؤ الدین ایک ناخواندہ بادشاہ تھا اور اسکو لکھنا پڑنا نہ تھا مگر
 باوجود اس حال کے اوس نے ارادہ کیا تھا کہ اپنا مذہب ہندوستان میں ایسا قائم کرے جیسندو
 اور مسلمان دونوں شریک ہو کر عبادت کر سکیں لیکن اس ارادہ سے اوسکے وزیر و راجہ راضی نہیں
 نے اوسکو باز رکھا دوسرے یہ خیال اوسکے دماغ میں سما یا تھا کہ ہندوستان میں ایک ^{سلطنت} ایک
 مقرر کر کے آپ نیا کے اور ملکوں کو فتح کرنے کو جاوے یہ بات بھی اوسکے دل سے اسطور پر

کی گئی کہ ابھی تک سلطنت ہند میں فتور برپا ہے تمام قطعات ہند کے مفتوح نہیں ہو سکے ہیں
 اور اؤکھوٹی بویں کہنا بہت غرضکہ اوس نے تھوڑی سی مدت میں ہندو علمی ہی پیدا
 کی اور لکھنا پڑنا خوب سیکھا یہاں تک کہ مشکل کتابیں پڑھ لیتا تھا اور معنی خوب طرح بیان
 کر سکتا تھا ایک وزا اوس نے وزرا کو جمع کر کے اوس بے انتظامی کل جو اوس کے ملک میں ہو
 رہی تھی باعث دریافت کیا انہوں نے عرض کی کہ بادشاہ کی شراب خواری اور امر کی اپنی
 شادی ہونی اور فوج کو تنخواہ زیادہ ملنی اور نرخ غلہ کا یکساں ہونے کے سبب یہ فتور برپا ہو
 ہیں اس وزے سے اوس نے شراب کا پینا چھوڑ دیا اور حکم دیا کہ کوئی امیر نہ پیوے چنانچہ نے
 شراب کی بوتلیں گلیوں میں پھینک دیں ہر ایک گلی سے ندی شراب کی بہنے لگی اور حکم دیا
 کہ بدو ن حکم شاہی کے امیر لوگ آپس میں شادی نہ کرنے پاویں اور مال برابر کرنے کے فکر میں نہ
 ارادہ کیا کہ تمام رعیت کو مفلس کر دے اور غلہ کا نرخ اپنی مرضی کے موافق مقرر کر دیا اور
 اوسکی فوج میں چار لاکھ چھتر ہزار سوار تھے *

سنہ ۱۲۳۳ھ میں اوس نے براہ بنگالہ تلنگانہ پر فوج کشی مگر چتور پر خود حملہ آور ہوا اور بہت دیر
 مقام چتور پر رہا اور پہلی دفعہ ایک حملہ بدینی کیوں طو کیا تھا جو کہ ہیرم راجہ چنور کی بی بی نہایت
 اور صاحب جمال تھی چنانچہ اوس نے شہر کا محاصرہ کیا اور راجہ کو پیغام دیا کہ اگر اپنی بی بی کو دیکھ
 تو محاصرہ اٹھ جاوے ورنہ اس نے بہتر خواست منظور کی تب اس نے بہتر خواست کی کہ صرف ایک دفعہ
 اوس کا جمال مجھ کو دکھلا دیا جاوے اسکو راجہ نے تسلیم کیا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ علاؤ الدین
 نے مع چند آدمیوں کے شہر میں گھس کر ایک بند کے عکس میں اوسکی صورت دیکھی اور راجہ

کو اپنی ہمراہ لیتا آیا اور دغا کر کے راجہ کو پکڑ لیا اور حکم دیا کہ اگر وہ پٹنی نہ دے گا تو رانی
 ہنگوی اوسکی بی بی نے یہ خبر پا کر بادشاہ کو لکھا کہ میں اس شرط سے تمہارے پاس آتی ہوں کہ
 سات سو ڈولی میرے ہمراہ میری سہیلیوں کی اونٹنی اور سنا عاقبت اندیش عاشق نے منظور
 کیا اوس نے سپاہی ڈولینوں میں بٹلا کر شاہی لشکر میں بھیجے کہ جنہوں نے اگر راجہ کو
 ایک ڈولی میں یہاں ملاقات بی بی کے بٹلا کر لشکر سے باہر نکال دیا اور تیر و گھوڑے
 پر سوار کر کے بھاگ دیا راجہ چنور میں جا پہنچا یہاں سپاہیوں نے کنت و خون کیا علاؤ الدین
 نے پر چنور کو گھیر لیا پر فتح نہ کر سکا اور ناکام پہر آیا۔

سنہ ۳۱۷ میں پر محاصرہ چنور کا بادشاہ نے کیا اس حملہ میں تمام بیٹے راجہ کے کام آئے
 صرف ایک بیٹا جسکو راجہ نے خود حکم دیا تھا کہ وہ بھاگ جاوے تاکہ اوس سے نسل
 اوسکی قائم رہے بچا تھا جب کوئی صورت بچنے کی نہ رہی تب شہر کے عمدہ خاندان کی
 ستواؤں نے لکڑیاں جمع کر کے آگ لگا دی اور اوس میں گر کر جل گئیں راجہ مع چند بہادر لڑنا
 کے باہر دروازہ کے نکل کر لڑا اور دوا مردانگی دیکر مارا گیا بادشاہ نے شہر میں گیس کے
 وہ چیتا دیکھ کر جسمیں پٹنی جگہ میری تھی اپنی تسلی کی اور عمارات بلند اور مندر سب
 منہدم کر کے مسمار کر دئے اسی انتشار میں خبر آئی کہ مغلوں نے ملک پنجاب کو لوٹ
 کر دہلی تک تاخت و تاراج کا بازار گرم کر رکھا ہے وہاں سے اگر سنہ ۱۳۷۱ میں مغلوں کو
 شکست دیکر دریائے سندھ کے پار گیا اور جعفر قیدی پکڑے تھے اوج کے سکڑاٹ
 کر اونسکے کہویریوں کے بٹنار دہلی میں بنائے اور عورتوں اور لڑکیوں کو فروخت کر دیا

اور چونکہ دیوگڑھ یا دولت آباد کے راجہ نے خراج کے دینے میں تاخیر کی تھی اس واسطے
 اس پر فوج روانہ کی جس کا سردار ملک کا فور تھا اس نے دیول دیوی کو جو کملا دیوی
 کی بیٹی اور خاوند ہندو سے تھی پکڑ لیا یہ لڑکی اب جوان ہو گئی تھی اور خوب صورت تھی
 اپنی ما کے برابر تھی جب ہ دہلی میں آئی بادشاہ کے بیٹے نے اس سے شادی
 کی کافر راجہ کو پکڑ لایا اور باقرار اطاعت اس کو ملک عطا ہوا کافر نے تلنگانہ ہی فتح
 کیا اور لوٹ کا بہت سامان لیکر دہلی کو مراجعت کی بادشاہ نے کافر کو بہرہ کھنڈی
 روانہ کیا تاکہ سلطنت مسلمانی کو پہلا دی چنانچہ ہندو کے کنارے تک گیا اور راہ
 میں کرناٹک کے ملک کے غارت کیا اور ہندو روہین سے تمام سونے کی موتین لوٹ لیں
 ہندو کے کنارے پر اس نے ایک مسجد بنائی اور بہت خزانہ لوٹ کر دہلی میں لایا
 بادشاہ نے یہ روپیہ عالموں اور سرداروں اور مساکین کو تقسیم کر دیا اور پچاس
 ہزار سے زیادہ مغلوں کو جو مسلمان تھے قتل کرایا باوجود ایسی تعدی و ظلم کے اس بادشاہ
 کے وقت میں ملک ایسا آباد تھا کہ پہلے کہی نہ ہوا تھا اور کئی صوبوں میں بھی نظام
 اور انصاف جاری تھا اور تمام قلعہ و خصوصاً دہلی میں نہایت عالیشان محل مسجدیں
 حمام قلعہ اور مدرسے طلبہ کے طور پر بننے چلے جاتے تھے ۔

جبکہ علاؤ الدین کو اوج حاصل ہوا تو عیاش ہو گیا اور ملک کا فور کی نیت بادشاہت
 لینے کی طرف بگڑی وہ سب سرداروں میں ممتاز سردار تھا جبکہ بادشاہ کم زور ہوا ملک
 جا بجا سرکشی ہوئی اس فکر سے اس کی بیماری بڑھتی گئی چنانچہ ۱۶۳۷ء میں

بیس برس کی سلطنت کے بعد مر گیا بعضے یہ کہتے ہیں کہ کافور نے اوسکو زیر دیکر مارا
 تھا یہ بادشاہ سب مسلمان بادشاہوں میں جو اوس سے پہلے گذریں تھے اور اور بہت
 اور صاحب ارادہ تھا سکتہ رسانی جو اوس نے اپنا لقب سکھ میں لایا تھا بوجہ نہ تھا
 مبارک

کافور نے سلطان علاء الدین کے انتقال کے بعد اوسکے دو بڑے بیٹوں کی انہیں نکالوا
 ڈالیں اور سب سے چھوٹے بیٹے سے عمر کو جو صغیر سن تھا اس خیال سے تخت پر بٹھایا کہ
 وہ لڑکا برائے نام بادشاہ رہے اور کافور خود حکومت کرے مگر بتیس دن کے اندر
 ہی میروں نے اوسکو قتل کر ڈالا اور مبارک خلیجی کو جو کہ علاء الدین ہی کا ایک بیٹا تھا
 سلاطین میں تخت پر بٹھایا اس مبارک بادشاہ نے تخت پر بیٹھتے ہی وہیں سے داروں کو
 جہنوں نے اوسکو تخت پر بٹھایا تھا قتل کرنا شروع کیا اور نہایت مالا لائق اور کمینوں کو
 عہدے اور درجے دینی لگا اور بعضے سخت قانون جو اس کے باپ کے مقرر کئے
 ہوئے تھے انکو منسوخ کیا اور بعضی اچھے آئین بھی رد کر دئے گجرات کو دوبارہ اوس نے
 تابع کیا اور دکن میں حملہ کئے اور فتح پائی مبارک کو اوس نے فتح کیا کم بختی جو آئی تو اس نے
 ملک خسرو کو جو دلی میں ارادہ خود بادشاہ ہونیکا رکھتا تھا اپنا مصاحب اور مشیر بنایا
 اوس نے بادشاہ کو لہو و لعب اور عیاشی اور حرام کاری میں بہت مشغول کیا یہاں
 تک کہ وہ بدنام ہو گیا اور سو فیصد ملک خسرو بادشاہ کو مروا ڈالا اور خاندان خلیج کا خاتمہ
 کر دیا سلاطین میں مبارک مارا گیا کل تین برس اوس نے بادشاہت کی ۔

اب خلیجیوں کا خاندان تمام ہوا اور اس خاندان نے صرف تینتیس برس سلطنت کی

باب ششم خاندان تغلق

۱۳۲۱ء سے ۱۳۸۳ء تک

غیاث الدین تغلق سلطان محمد فیروز شاہ

سلطان محمد تغلق ثانی ابوبکر محمد تغلق ثالث سلطان محمود

غیاث الدین تغلق

ملک خسرو جب شاہ مبارک کو مار کر تخت پر بیٹھ گیا تو امرا اور رعیت اس کے ظلم سے ناراض تھے ابھی اس کو ایک سال ہی نہ گزرا تھا کہ غازی بیگ تغلق جو کہ صوبہ دار ملتان کا تھا ایک بڑی فوج لے کر دہلی پر آیا اور خسرو کو قتل کر کے تخت دہلی پر امرا کی رضامندی سے جلوس فرما ہوا تغلق اصل میں ملین کا ایک غلام تھا ترقی پا کر ملتان کا صوبہ دار ہو گیا تھا اس نے سلطنت کو کاروبار کو بہت عقل اور انتظام سے انجام کیا ۱۳۲۱ء میں وہ بادشاہ ہوا اور اپنا خطاب غیاث الدین تغلق مقرر کیا اور اپنے بیٹے الف خان کو اپنا ولیعهد ٹھہرایا اس بادشاہ نے سوداگری کو تقویت دی اہل علم کو اپنے دربار میں جمع کیا الف خان نے اس کے حکم سے تلنگانہ پر فوج کشی کی اور روارنگول کو فتح کیا اور ہزار ہا ہندوؤں کو قتل کیا اور وہاں کے راجہ کو معہ اس کے قبیلہ کے پکڑ کر دہلی کو روانہ کیا اور غیاث الدین نے بنگالہ کے صوبہ کو زیر کیا مگر بروقت بازگشت کے

افغان پور میں اپنے فرزند الف خان سے ملا اوس نے اپنے باپ کی ملاقات کیوسلے میں ان کے عرصہ میں ایک چوبی محل طیار کیا تھا بابیٹے اوس محل میں سے اور ضیافت کہاں چھوٹ اوس محل سے بیٹا رخصت ہو گیا وہ محل فوراً بادشاہ پر گر پڑا اور بادشاہ سے اپنے رفتار کے دب کر شکستہ اعین مر گیا اس ادرات سے بعضے مورخ گمان کرتے ہیں کہ الف خان نے فریب سے اپنے والد کو آپ مارا تھا اوس نے صرف چار برس بادشاہت کی

سلطان محمد عرف الف خان

غیاث الدین تغلق کے مرنے کے بعد اوسکا بیٹا سلطان محمد ۲۵ء میں تخت نشین ہوا مختلف صفتیں تھیں براؤن سب پر دیوانہ پن غالباً اور علم ہی پڑا ہوا تھا علم کی ترقی بہت چاہتا تھا اور شجاعت میں بھی حد سے زیادہ تھا ماسوا اس کے اپنے بزرگوں سے زیادہ وہ بھی اور ظالم و جبرم بھی تھا اس کے وقت میں ہر ایک ہفتہ میں ایک دو میلے جاتے تھے اکثر صنوں پر جو اوسکی بے انتظامی اور ظلم سے منحرف ہو گئے تھے فتیاب ہوا مگر طمع کے سبب اوسکی قلمو سرسبز نہ ہو سکی جبکہ زربدا اور کرشنا کا ملک فتح کر چکا لاکھ سوار کوہ ہمالہ کے راہ میں بس ہوئے اوس نے روانہ کئے کہ وہاں دولت بہت ہے براؤسکا بہتہ نتیجہ ہوا کہ چند آدمی بھی کر گئے اور باقی سب پہاڑ میں مارے گئے اور جو لوگ پہر کر آئے تھے انکو بادشاہ نے مار ڈالا ایسی بیہودہ مہمیں نہ خطیر صرف ہو گیتا تب خراج کی توفیر میں کوشش کی اس سب سے تمام رعایا تنگ آئی اور سب جا اور صوبے بگڑ گئے دیوگڑھ جکانام اوس نے دولت آباد کہا تھا اوسکو پسند آیا اور اوس نے چاناکہ دہلی کو ویران کر کے اوسکو باؤن اسلئے اوس نے

حکم دیا کہ سکنا سے دہلی دولت آباد میں جا کر بسین چنانچہ لوگ جبراً وہاں بس گئے اور دہلی
ویران کی گئی ہزاروں آدمی قحط اور مفلسی کے باعث اس کے عہد میں ہلاک ہوئے اس نے
حکم دیا کہ بڑی بڑی درخت جڑ سمیت اٹھا کر دولت آباد کی سرک پر لگائے جاویں ایک دفعہ اس
نے قنوج پر حملہ کیا اور شہر کے آس پاس کے لوگوں کو بے قصور قتل کر ڈالا ایک دفعہ اوسکا
ایک دانت ٹوٹ گیا تھا اوسکو بہ تجل شانہ ایک جگہ دفن کروایا اور ایک عہد قبر اس
دانت کی بنوادی ملتان اور تلنگانہ اور بنگالہ اور صوبہ اودہ کو جو پہرے ہوئے تھے اونچا
کی قوم لکھنؤ کو اس نے مغلوب کیا مگر ملک میں غدر اور بے امنی اور بے انتظامی بکثرت
تھی ایسی آئین کسی عارضہ میں مبتلا ہو کر ۱۳۷۷ء میں بتائیں برس سلطنت کر کے مر گیا۔

فیروز شاہ

سلطان محمد شاہ کے انتقال کے بعد اوسکا بھتیجا فیروز شاہ ۱۳۷۷ء میں بادشاہ ہوا اگرچہ
یہ بادشاہ عاقل اور عادل تھا لیکن اس قدر قابلیت و سمیع نہ تھی کہ محمد شاہ کے عہد میں جو پیشا
اور ابرہی ہو گئی تھی اوسکا انتظام کرنا اور سلطنت کو مستحکم کر کے رونق دینا یا اولکوں
کو جو اس کے قبضہ سے نکل گئے تھے پہرا سر نو مطیع کر لیتا چنانچہ ملک دکن میں ایک
شخص حسن نامی خود سر ہو کر بادشاہ بن گیا اور کئی سو برس تک اس کے خاندان میں علی الانصالح
سلطنت قائم رہی اور ملک بنگالہ بھی فیروز شاہ کے ماتہ سے نکل گیا مگر جلد رصوبہ
اوس کے ماتحت رہے اونکا انتظام اس نے خوب کیا اور اتنے ہی ملک کو اس نے رونق
بخشی بہت قسم کے محصول جو خالی از ظلم نہ تھے اس نے معاف کئے اور خراج میں بھی تخفیف کی

علاوہ ازین ترقی زراعت اور فائدہ عوام کیواسطی ۳۰ نہرین اور ایک سو بل اور مہمجدین اور ۳ مدرسے وغیرہ تعمیر کیے یہ بادشاہ دہلی کے بھرتیکنام بادشاہوں میں شمار کیا جاتا ہے آخر ۱۳۹۹ء میں عمر رسیدہ ہو کر اپنی قضا سے اوس نے انتقال کیا اور ۳۰ برس سلطنت کی

سلطان محمود

شاہ فیروز کے انتقال کے بعد بابت تخت ہند کے بڑا فساد قائم ہوا چار بادشاہ بے درجے تخت پر بیٹھے چنانچہ سلطان محمد غیاث الدین تغلق ثانی ۱۳۹۹ء میں اور ابو بکر بھی ۱۳۹۹ء میں اور ناصر الدین محمد تغلق ثالث بھی ۱۳۹۹ء میں ہمایوں ۱۳۹۹ء میں چونکہ ان سب کے ایام سلطنت میں سوائے فساد ملکی اور تنازع سلطنت اور بے انتظامی عایا کی اور کوئی بڑا حادثہ یاد رکھنے کے لائق نہیں ہے اسلئے ان سب کو چھوڑ کر سلطان محمود کا ذکر لکھتا ہوں جبکہ ان سب کے بعد ۱۳۹۹ء میں تخت پر بیٹھا بہت شخص پڑ پڑتا فیروز شاہ کا تھا اس بادشاہ کے سن جلوس سے تیس برس پیشتر اقلیم فارس میں ایسی بتری واقع ہوئی تھی کہ وہاں کا ہر ایک صوبہ منحرف ہو گیا تھا اور سمرقند اور ماہر النہر اور خراسان اور کابل اور قندھار کے اکثر حاکم باہم نزاع کرتے چلے آتے تھے اور سوقت میں ملک تانار اور چین کی بادشاہت بھی ضعیف ہو گئی تھی اور قویب تھا کہ سلطنت ہند بھی تباہ ہو جاوے غرض کہ ایشیا کے تمام ملکوں میں غدر مچا ہوا تھا کہ تیمور نے ہندوستان پر چڑھائی کی

تیمور

تیمور جو ایشیا میں بڑا نامی مظفر اور منصوبہ ہوا ہے اگرچہ سطر کا حق یاد عوے ہندوستان کے

لینے کا زکھتا تھا اس باعث سے کہ اس ملک کی فتح کرنے کی اوسکو خواہش تھی اور اُس
 بے انتظامی کے سبب جو ہندوستان میں چھ رہی تھی اوسکو یقین تھا کہ میں کامیاب ہوں گا
 ۱۳۵۱ء میں ہرقند سے کوچ کر کے دریائے سندھ پر آیا اور جیجگہ سے سکندر راتر تھا اسی
 جگہ سے وہ بھی ریائے مذکور پر پایا و تر کر ملتان کے چنان و سکا بہتجا بیر محمد قابض
 منصرف تھا گیا اور وان سے اوسکی فوج ہمراہ لیکر بڑا غلبہ پایا تیمور جمعیت سہڑا سوار
 از مودہ کار کے بہتیر کی طرف جو بیابان کے کنارہ پر واقع ہے روانہ ہوا چونکہ فوج شہر
 دیکھا کہ تیمور کے پاس تھوڑی فوج ہے اس لئے دلیرانہ شہر کے باہر نکل کر لڑے لیکن تاب
 حملہ مغلیہ کی نہ لا کر پس پشہر کو ہاگے تیمور کی فوج نے بھی برابر دوا کر کے شہر میں پس کر
 اپنا دخل کر لیا مگر قلعہ پر ابھی تک قبضہ نہوا تھا تیمور نے حکم دیا کہ وے پانسو آدمی جو
 اوسکے پیچھے پیر محمد سے غنا در کہتے ہیں قتل کئے جائیں بہ حال یکہ دے ہندو قلعہ
 بہتیر پر قابض تھے آبی باہر ہو گئے اوہوں نے شہر کو آگ لگا دی اور اپنی زن و فرزند
 کو اپنے ہاتھ سے آپ قتل کر کے مغلیہ فوج پر ان پڑے اگرچہ اوہوں نے تیمور کے کئی
 ہزار آدمی قتل کئے پر اوہیں سے بھی ایک نہ بچا اس نقصان کو دیکھ کر تیمور کا غضب
 بڑھ گیا حکم دیا کہ تمام شہر میں قتل عام کیا جاوے بعد ازاں تیمور تمام ملک کو ویران
 کرتا ہوا ۱۳۹۱ء میں ہلی کو آیا چونکہ اوسکی ہمراہ قیدی بہت تھے اوسکو خوف ہوا کہ فوج
 پر حملہ نکرین اس لئے اونکو قتل کروا دیا چنانچہ ایک لاکھ قیدی سبھکے مقتول ہوئے
 سلطان محمود بادشاہ دہلی نے چالیس ہزار پیادہ اور دس ہزار سوار ہمراہ لیکر دروازے

شہر کے بند کر لئے اور محصور ہو گیا امیر تیمور نے خیال کیا کہ اگر اس مستحکم الاساس شہر کا
 محاصرہ کروں تو بہت عرصہ ہو گا اس لئے وہ ایک بہ فریب کی چال چلا کہ اوس نے
 حکم دیا کہ تھوڑے تھوڑے سپاہی شہر کے مقابل ہن اور سوائے اسکے اور علامتیں اپنے
 کمزوری کی دستہ محمود کو دکھائیں چنانچہ وہ فریب میں لگیا اور بجارگی تمام فوج بیکر
 اور ہتھیار ہاتھوں کی صف باندھ کر شہر کے باہر لڑنے کو اگر طیار ہوا چونکہ امیر تیمور کی فوج
 کار آزمودہ تھی اس لئے اوس نے فتح پائی اور نا تجربہ کار غل مچانے والی جماعت کو
 ایک لمحہ میں پرانگندہ کر دیا شاہ محمود مایوس ہو کر گجرات کی طرف اپنی اہل و عیال لے کر ہٹ گیا
 اور شہر والوں نے تیمور کی اطاعت قبول کی تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ تیمور کی
 سپاہ سے کسی نے شہر کے باشندہ و پیر و ست درازی کی تھی اس لئے باشندہ و ن نے جمع
 ہو کر خنڈ سپاہی قتل کر ڈالے اس پر امیر تیمور نے اس شہر کے لوٹنے کا حکم دیا اور نصف
 زیادہ پہونک دیا ہندوؤں نے دیوانہ پن کے باعث اپنے ہاتھ سے اپنی بیویوں کو قتل
 کر کے دشمنوں پر حملہ کیا پر مغلوں سے کچھ پیشرفت نہ گئی تمام کو چون میں خنج ہتا تھا اور تھوڑے
 عرصے کے بعد صدمہ باشندے شہر کے اسیر کر کے جلا وطن کئے گئے تیمور تخت دہلی پر
 جلوس فرمایا اور اپنے تین بادشاہ ہند مشہور کر کے پندرہ روز دہلی میں ہر گنگا
 کی طرف کوچ کیا اور ہر دواری پہنچا اور وہاں سے ہمالیہ پہاڑ کے نیچے ہی نیچے واکرے
 سے لڑا تاہل لاہور میں آیا ہاں جو سرکشی ہو رہی تھی اوس کو فرو کر کے سندھ پار ہو کر سلطنت
 روم پر چڑھائی کی اور بخارا کو فتح کیا مدت تک وہ ملک اوس کا حلقہ بگوش

بنار مانیکن ہندوستان سے تیمور کے جنگ کے بعد اوسکی حکومت ہندوستان میں کچھ یوں ہی
برائے نام رہ گئی تھی سکہ اوسکے نام کا بیشک جاری تھا راجا لوگ برائے نام اوس کے
مطيع تھے ہر ایک صوبہ چند روز کے بعد خود سر ہو گیا شہر دہلی جو دیران ہو گیا تھا پراہاد
ہونے لگا اور دست بدست ایک کے قبضہ سے دوسرے کے قبضہ میں آتا رہا محمود شاہ
کا یہ حال تھا کہ کبھی ہوس بادشاہت دست کش ہو کر تارک الدنیا بنتا تھا کبھی شاہی
بحال کہنے کو ساعی اور سرگرم حکومت ہوتا تھا یہاں تک کہ ۸۱۳ھ میں بن برس
برائے نام سلطنت کر کے وفات پائی اور خضر خان الی ملتان نے تخت دہلی بطور
نیابت تیمور کے حاصل کیا اور اوسوقت دہلی میں آسائش کی صورت دکھلائی دی ۔

باب ہفتم خاندان سیدون کا

خضر خان

سیدون کے خاندان نے دہلی کے تخت پر صرف چھتیس برس یعنی ۸۱۲ھ سے ۸۱۷ھ
تک سلطنت کی ہے اس خاندان میں دہلی کا پہلا بادشاہ سید خضر خان والی تھا اوس نے
بعد وفات محمود شاہ تغلق کے جیسے تغلقی خاندان تمام ہوا شاہ رخ ابن امیر تیمور کے
وقت میں ساٹھ ہزار سوار لیکر دہلی پر حملہ کیا اور اوسکو قبضہ میں لاکر ۸۱۷ھ میں تخت
دہلی پر جلوس کیا اس حاکم نے تمام استقلال اور دنیائی حکومت اور سلطنت کی اوس
نے بادشاہ اپنا لقب نہیں مقرر کیا بلکہ نائب تیمور کہلائے جانے پر قناعت کی اور

شاہ رخ کا سکھ اور خطبہ جاری رکھا اور اس باپ کے چھوٹے چھوٹے سردار و پرنسپل نے کہ تابداری چھوڑ دی تھی ہمیں کر کے بعضوں کو مطیع کیا مگر بڑے بڑے باغی بدلتو خود مختار رہے اگرچہ اسکو زمانہ میں حوصلہ تسخیر بنگالہ اور گجرات اور دکن نہیں ہا تھا مگر دہلی اگرہ ملتان لاہور اوسکی زیر حکم تھی یہ بادشاہ ۱۷۲۱ء میں سات برس بادشاہت کر کے فوت ہوا۔

سید مبارک شاہ

مبارک اوسکا بیٹا ۱۷۲۱ء میں تخت پر بیٹھا اوس نے چودہ برس سلطنت کی مگر مثل اپنے والد کے دشمنوں کی لڑائیوں میں بایہ شخص تدبیر جنگ و انتظام مملکت میں ہوشیار تھا اس سبب سے باغی صوبوں کو اسوزیر کیا اور اوسکے عدل سے رعیت نے آرام پایا ۱۷۳۵ء میں اپنے محکم وزیر سرور الملک کی سازش سے ناگہان ایک مسجد میں نماز پڑھتا ہوا ہندوؤں کے ہاتھ سے جنگو اوس نے کبھی کچھ ایذا پہنچا دی تھی مقول ہوا

سید محمد شاہ

سرور الملک وزیر اعظم محکم نے بادشاہ مبارک کے بیٹے محمد کو تخت پر بیٹھایا اور آپ وزیر اعظم ہوا اور ہندو لوگ جو اسکے دوست تھے اونکو اس وزیر نے بڑی بڑی خدمتیں دیں اور کالی خان کو اپنا نائب مقرر کیا جبکہ سرکشوں نے زور پکڑا اور کالی خان اوکے تنہی کیواسطے مامور ہو کر اونکے مطیع کرنیکو گیا تو وہ خود اُنسے ملکر دہلی پر معہ باغیان کے چڑھ آیا باغیوں نے وزیر اعظم کے مرواڈا اُنسے کی درخواست کی چنانچہ وزیر اعظم

سورالملک حسب حکم محمد شاہ کے مارا گیا بادشاہ نے گویا اپنے باپ مبارک کا قصاص لیا اور سرکشوں نے اپنی عناد کی آتش بجھائی اور کالیخان کی بن آئی کہ وہ وزیر اعظم مقرر کیا گیا مگر بادشاہ نے اپنے تئیں ایسی حش اور آرائش ڈال دیا تھا کہ روز بروز سلطنت میں ضعف آتا گیا یہاں تک کہ ایک شخص سہمی بہلول لودھی نے جو کہ سرسہند کا باشندہ تھا اور بادشاہ کی طرف سے ملتان کا صوبہ ہو گیا تھا سلطنت کا دعو کیا اور اس کا بیان یہ ہے کہ جب لاہور کا بادشاہ فوج لیکر دہلی سے دوہل کے قاصد پر آ پہنچا تو بادشاہ بہلول لودھی سے اعانت چاہی اور بروقت آئی بہلول کے اس حملہ آور سے صلح ہو گئی مگر بہلول نے صلح نہ مانی اور برخلاف مرضی بادشاہ کے مالوسے کی فوج چڑھائی کی اور اسکو شکست دی بادشاہ نے اس امر نمایان کی باعث سے بہلول لودھی کو نیا خطاب دیکر ملتان کی حکومت پر مستقل مقرر کیا اس نے اس بہانہ سے کہ میں جسرت خان پنجابی لوٹیرے پر حملہ کروں گا ملتان میں فوج جمع کر کے دہلی پر کوچ کیا اور چار مہینے تک دہلی کا محاصرہ کئے پڑا مگر فتح نہ کر سکا آخر کو ملتان کی طرف مراجعت کی سید محمد شاہ دس ہجرت کی سلطنت کر کے ۱۱۴۴ھ میں فوت ہوا اور اس کے جگہ علاؤ الدین اوسکا بیٹا بادشاہ ہوا۔

سید علاؤ الدین شاہ

سید علاؤ الدین ابن سید محمد شاہ اپنے والد کی وفات کی بعد ۱۱۴۴ھ میں تخت دہلی پر متمکن ہوا یہ شخص ختم کنندہ خاندان سادات اور برباد کنندہ سلطنت دہلی اور

بڑا کم حوصلہ اور اپنے باپ سے بہن یا دہ عیاش تھا اسکے وقتیں سلطنت شاہی کو بہان
 تک زوال آیا کہ بادشاہ کا حکم صرف دہلی سے چند ہی ہل ارد گرد تک و گیا اور تمام
 صوبجات خود سر ہو گئے تیرہ آدمی اس سلطنت میں خود مختار ہو کر حکمران ہو گئے تھے
 اور بادشاہ نے شہر بدایون میں ایک باغ بنایا تھا اوسکی آراستگی اور زیبائش میں مصروف
 رہتے تھے جب چار طرف سے غدر ہو گیا اور بادشاہت کے کاروبار میں خلل پڑ گیا تب
 بادشاہ نے وزیر کو جمع کر کے تدبیر لوچھی اوہوں نے اپنی بد ذاتی کے باعث یہ
 صلاح دی کہ وزیر اعظم حمید کو حضور موقوف کر دیں ساری قباحت اوسکی فٹالی
 ہوئی ہے بادشاہ نے یہ فریب کہا کہ حمید خان وزیر اعظم کو قید کیا اور اوسکا یہ
 ارادہ تھا کہ وزیر کو جلد مروا دے مگر وزیر نے یہ چالاکی کی کہ بد اوئے دہلی کو بہان
 گیا اور وہاں جا کر تمام مال اور سببائش ہی پر قبضہ کر کے بادشاہ کے زنا نوکوں کا لایا
 اور اوئے کہا کہ تم بد اوئے چلے جاؤ اور آپ بھلول لو دہلی کو لکھنہ بیجا کہ میدان
 خالی ہے آپ جلد تشریف لائی بادشاہ دہلی کے بجائے غنیم کھتی میں مصروف ہو پ
 اوسکا پہل کہانی اوس فی حوصلہ اور بلند نظر سردار نے فوراً کوچ کر کے
 دہلی میں پہنچ کر تاج شاہی سر پر رکھا اور شہداء میں تخت پر عروش اب سیدون کا
 خاتمہ ہوا اور افغانوں کا خاندان قائم ہوا علاؤ الدین پستہمت نے کچھ تنخواہ اپنی
 مقرر کروالی اور اٹھائیس برس تک اپنی سیر گاہ اور باغ میں جو بد اوئے میں بنوائی تھی
 مزے سے زندگی کر کے چودہ سواٹھتر میں وفات پائی ۛ

سادات جو دہلی کے بادشاہ ہوئے

نمبر شمار	نام بادشاہ	سنہ تخت نشینی	سنہ وفات	تعداد سال حکومت
۱	سید خضر خان	۱۲۱۴ھ	۱۲۲۱ھ	۷ سال
۲	سید مبارک شاہ	۱۲۲۱ھ	۱۲۳۵ھ	۱۴ سال
۳	سید محمد شاہ	۱۲۳۵ھ	۱۲۴۵ھ	۱۰ سال
۴	سید علاؤ الدین	۱۲۴۵ھ	۱۲۴۵ھ میں فوت ہوا ۱۲۴۵ھ میں تخت سے اٹا گیا	۵ سال
				کل مبعاد حکومت ۳۶ سال

باب ششم خاندان لودھی

شاہ بہلول خان لودھی

سنہ ۱۲۴۵ھ میں بہلول خان صوبہ ملتان و پنجاب نے بادشاہت کا تخت حاصل کیا اور بادشاہ سید علاؤ الدین کی کچھ تنخواہ مقرر کر کے بد اون میں اس کو بٹھلادیا ہی شخص سے افغان کے خاندان کی بادشاہت ہند میں شروع ہوئی یہ لوگ باشندے دریائے انک کے پچھم کے کنارے کے ہیں سابق میں ہند اور ایران میں سوداگری کیا کرتے تھے فیروز شاہ کی حکومت تک ان لوگوں کی کچھ قدر و منزلت نہ تھی مگر اسکے زمانہ میں ان کو کچھ حوصلہ پیدا ہوا تھا کیونکہ اس بہلول کا دادا اسمی براہم نے

فیروز شاہ کے دربار سے ایسا افتخار پایا تھا کہ حکومت ملتان کی و سکول گئی تھی بھتی
 و راشت بھلول تک پہنچی تھی اور روز بروز اسکو ترقی ہوتی گئی اور سلطنت دہلی کو زوال
 آتا گیا یہاں تک کہ حمید خان وزیر عظم کے سبب بادشاہ ہو گیا مگر بھلول نے دیکھا کہ وزیر کا
 طاقت و اختیار بہت ہے اس سبب اس نے مستقل بادشاہ ہو کر پہلو اس وزیر ہی کو
 برخاست کیا پہلو اس صوبہ کو جو سلطنت دہلی سے پر گئی تھی مطیع کرنے پر کمر باندھی
 چنانچہ چھوٹے چھوٹے صوبے سب مطیع کئے مگر جو پور کا صوبہ طاقت ورتھا اگرچہ سر
 سے دو دفعہ بھلول شاہ نے لڑائی کی پر کچھ فائدہ نہ ہوا تو اسے عرصہ میں مجھو شاہ واپس
 جو پور نے وفات پائی اور اسکی جگہ بادشاہ ہونے کا تنازع ہوا بھلول نے پرحملہ
 کیا مگر حسین خان سوجواو اسکی جگہ تخت نشین ہو چکا تھا چار برس کی واسطے صلح
 ہو گئی اسوقت میں بھلول لو دھی پنجاب کی سرکشی فرو کرنے آیا تھا کہ حسین خان
 نے یکایک ہلی پر فوج کشی کی بھلول بہت جلد ومان گیا اور کئی لڑائیاں ہوئیں
 مگر کچھ فائدہ نہ ہوا یہ کچھ مدت کی واسطے صلح ہو گئی ۸ برس جلوسی شاہ بھلول تک
 جو پور کی طاقت قائم رہی آخر کار بعد چند لڑائیوں اور فریب اور بد عہدیوں کے
 بھلول غالب آیا حسین شاہ اپنی دارالسلطنت چھوڑ کر بھاگ گیا اور بھلول اس میں
 داخل ہوا اس نے اتنی بر سکے بعد اس صوبہ کو تخت دہلی کے تابع کیا بھلول نے عمر سید
 ہو کر اپنی حیات میں تمام سلطنت اپنے بیٹوں کو تقسیم کر دی اور یہ امر ایسا واقع
 ہوا کہ گویا خود اس نے بنیاد فساد کی ڈال دی سکندر لو دھی کو جو اسکا بڑا بیٹا تھا

ولیعہد دہلی کا مقرر کیا اور اپنے چوٹے بیٹوں اور بیٹیوں کو ایک ایک صوبہ حصہ
میں یا آخر شمس العین بہہ بادشاہ اٹھتین برس سلطنت کر کے فوت ہوا کہتہ ہیں
کہ یہ بہہ بادشاہ پرہیزگار اور ملکی تدابیر میں ہوشیار تھا اور اہل علم سے بہت صحبت کرتا تھا

شاہ سکندر لودھی

بہلول لودھی کے مرنے کی وقت امرارنے چاہا کہ سکندر لودھی کو تخت پر نہ بٹھاؤں کیونکہ
وہ ایک سارن کے شکم سے تھا مگر برخلاف اونکے ارادہ کے وہی تخت پر بیٹھ گیا اور
انیس برس تک اوس نے بادشاہت کی اوس نے تمام صوبجات اپنے بہائیوں سے
لیکر سلطنت دہلی میں داخل کر لئے مگر اپنے ایک بہائی باریک پر جھکواؤں کے باپ نے
جونپور کا ملک یا تہافوج کشے کر کے لڑائی کی اور پہراوسکا ملک دے دیا اس
خوف سے کہ مبادا حسین شاہ والی سابق جونپور جسکو کہ صوبہ بہار پر اپنا قبضہ کر لیا
اور اپنا موروثی ملک لینے کا فکر کر رہا ہے اس ملک کو پہی لے لیوے حسین شاہ کا قبا
سپاہ شاہی نے جو ایک لاکھ تھی بہار پر کیا اور اوسکو بھاگ کر بنگالہ کی سرحد تک
پہنچا دباوان جا کر وہ گننامی کی حالت میں مر گیا سکندر لودھی نے اگرچہ تمام عمر شکر
کشی میں صرف کی پر صرف چند برکوفتج کیا اور کوئی صوبہ اوسکے قبضہ میں آیا اور
لڑائیوں سے ملک تباہ ہوا پر سلطنت کی ذرا حد پہی نہ بڑھی شہر امین اوس نے مسجد بن
اور بازار تعمیر کئے ہندوؤں کو بت پرستی سے مانعت کی عہد میں اوس نے
وفات پائی اور اوسکے جگہ اوسکا بڑا بیٹا ابراہیم لودھی بادشاہ ہوا

ابراہیم شاہ لودھی

شاہ امین ابراہیم شاہ لودھی بٹیا سکندر شاہ لودھی کا تخت سلطنت پر اجلاس فرما ہوا یہ بادشاہ ایسا مغرور اور سرکش تھا کہ امرائے اوسکی نخوت اور غرور کے سبب سے اوسکا ساتھ چھوڑ دیا بلکہ اوسکے خاندان کے تباہ کرنے کے فکر میں ہو چکا تھا اور اوسکے بہائی جلال خان کو جو پور کی حکومت کا دعوے دار مقرر کیا اور اس امر میں بڑا جھگڑا اور فساد برپا رہا یہاں تک کہ جلال خان نے جو پور قبضہ کر لیا اور بادشاہ نے فوج کشی کر کے اوسکو بہگادیا پر جبکہ وہ گرفتار ہو کر آیا تو اوسکو دانی میں قید کر نیکا حکم دیا اور محافظوں سے کہا کہ راہ میں اوسکو قتل کر ڈالنا پھر اس بادشاہ کو اپنے صوبہ پور ایاں شک ہو گیا کہ کئی صوبے اوس سے خوف کر کے پھر گئے اسلام خان نے چالیس ہزار سوار جمع کر کے بادشاہ پر حملہ کیا جس میں سلاخان مارا گیا اور اوسکی فوج فی شکست کہانی بادشاہ نے تپ دربار کے امیرین پر زیادہ ترغیب کرنی شروع کی اور بہادر خان کاکم بہار نے بادشاہی خطاب خود بخود پا کر اکیلا کہ فوج جمع کر کے کئی دفعہ بادشاہ فوج کو شکست دی اس حصہ میں دولت خان جو بدار ملتان نے جب کہا کہ اس بادشاہ کے وقت میں کسی صورت میں امن نہیں ہوتا اور ہندوستان میں کھلبلی پڑ رہی ہے اور بچاؤ کی صورت نظر نہیں آتی شاہ بابر کو جو کابل میں مغلوں کا بادشاہ تھا یہ لکھا کہ ہندوستان میں اگر اسلام کو اپنے قبضہ میں لاؤ اور ابراہیم لودھی کے پنجہ سے جو ظالم بادشاہ ہے دنیا کو چھڑا کر حیرت پہنچاؤ چنانچہ اوسکی لکھیے موافق شاہ کابل ملک پنجاب کو لوٹا اور تاراج کرتا ہوا درہلی کو روانہ ہوا جبکہ پانی پت پر پہنچا تو سلطان ابراہیم نے بذات خود مقابلہ کیا اور دمان ابراہیم لودھی

کے لشکر کو شکست ہوئی اور خود مارا گیا ۱۵۲۶ء میں خاندان مغلیہ کے ماتہ ہندوستان
آیا اب خاندان لودھی کا ختم ہوا اور اس خاندان میں بادشاہ ہوئے جنہوں نے
چہتر برس تک سلطنت کی *

خاندان لودھی افغان

نمبر شمار	نام بادشاہ	سنہ جلوس	سنہ وفات	مدت سلطنت
۱	بہلول شاہ لودھی	۱۵۱۶ء	۱۵۶۶ء	۳۸
۲	شاہ سکندر لودھی	۱۵۶۶ء	۱۵۸۴ء	۲۹
۳	ابراہیم شاہ لودھی	۱۵۸۴ء	۱۵۲۶ء	۹

۷۶

کل مباد سلطنت

باب نہم خاندان مغلیہ بابر بادشاہ

محمد ظہیر الدین بابر پڑپوتا میر تیمور کا ایک بڑا شجاع اور بہادر بادشاہ ملک انیشا میں گزرا ہے
یہ بادشاہ ۱۵۱۹ء میں پیدا ہوا اور اس کا سلسلہ ما کی طرف سے جنگیز خان تک اور باب
کی طرف سے میر تیمور تک پہنچتا ہے اسکے باپ نے جو اند جان اور فرغانہ کا والی تھا اس کی کو بیٹا
دیکھ کر بارہ برس کی عمر میں اند جان کا ناظم کیا اور وہ اپنے باپ کے انتقال کے بعد
تخت خلافت پر بیٹھا اس بادشاہ کی عجیب سرگذشت ہے کہیں تو وہ ایک شہنشاہ

عالی ہو جاتا تھا اور کبھی سو آدمی بھی اسکی ہمراہ نہ ہوتے تھے ابھی تو وہ لاک ایک بڑے
 ملک کا تھا اور ایک دم میں ایک جھوٹا ہی پناہ لینے کو اس کے پاس نہ رہتا تھا جبکہ وہ
 اپنے ملک موروثی سے نکالا گیا تو اسنے صرف دو سو چالیس آدمی جمع کر کے سمرقند
 پر جہان ایک بڑی فوج موجود تھی حملہ کیا اور یہ تدبیر کی کہ قریب آدھی اس شہر کے
 نزدیک جا کر فاصل پر چڑھ کر شہر کے اندر داخل ہو گیا اور وہاں کچھ اسکی طرفدار بھی
 ساتھ ہوئے پہر ایک دفعہ ہی فتح کا خل مچا دیا یہ شور سن کر سمرقند کا بادشاہ اپنے دار الخلافت
 چھوڑ کر بھاگ گیا با بر فوراً وہاں کا بادشاہ ہو گیا تھوڑے دنوں کے بعد سمرقند سے اسکی
 مصافحہ کے اس کے ماتھے سے نکل گیا اس نے کابل پر حملہ کیا وہاں کی باشندوں نے بے
 انتظامی ملک کے باعث اسکا آنا غنیمت بنا پر قنداریوں نے بھی اسکو بلا وہاں کر اپنے
 مخالفوں سے ایسا لڑا کہ چند مہینے پہلے اس نے قتل کئے اسکے دشمن کی تمام
 فوج اسکی شجاعت دیکھ کر متحیر ہو گئی اور سب نے اسکی اطاعت قبول کر لی۔
 بعد ازاں بابر نے اونا ضلع پر جو سندھ کے قریب جوار میں واقع ہیں کئی مہینے کیلئے
 پہر ایک مدت کے بعد سندھ و شان کا دعوے کیا چنانچہ تیرہ ہزار سوار لیکر دہلی کو آیا
 اور ابراہیم شاہ ایک لاکھ سوار اور ایک ہزار تھی لیکر باقی پت پر آکر صف ارا ہوا
 ابراہیم کو فن جنگ نہ آتا تھا تمام فوج ایک جگہ صف باند کر کھڑی کر دی جسکو بابر کی
 فوج نے ایک حملہ میں پراگندہ کر دیا مگر ابراہیم نے اس پر بھی دشمن کی فوج کے قلب پر
 حملہ کیا وہاں جہاں بادشاہ نہیں لڑائی ہوئی ابراہیم مارا گیا اور اسکی فوج بھاگ گئی

اور باربر نے ۱۲۶ھ میں جہلی کے تخت پر اجلاس کیا۔

باربر کی وقت سے پٹھانوں کی سلطنت کو زوال آیا اول ہی اول بابر کی سلطنت کو استقلال نصیب ہوا کیونکہ پٹھانوں کی سردار جو مختلف اضلاع میں حاکم تھے بابر کو غاصب سمجھتے تھے اور راجپوت لوگ جو قوم ہنود میں بڑے شجاع اور دل چلے تھے افغانوں کے طرفدار تھے الغرض ایک لاکھ آدمی بسر کر دکی محمود کے جوشاہ بہتونی کا بہائی تھا ہندوستان کے مغرب کی طرف جمع ہوئے اس وقت میں بابر چاروں طرف سے دشمنوں کے زرعہ میں آگیا مگر وہ ایسا شجاع تھا کہ اوس نے اس امر سے ذرا بھی نہ خوف کیا ہر چند اوس کے سردار اپنے صلاح دی کہ آپ دریائی سندہ پر تشریف چلیں پادشاه علی ہمت بادشاہ نے اتنی بڑی سلطنت کا چھوڑ دینا مناسب جانا اور انکو یہ جواب دیا کہ مقتضائی عزت کا یہ ہے کہ لڑائی کیجاوے دنیا میں ایک دفعہ مرنا ہے اس لئے یہ بات سب سے بہتر ہے کہ لڑکر مرین اور کتاب شاہنامہ کے مضمون بہادرانہ کے اشعار پڑھکر لوگوں کو سنائے او چونکہ اوس کے دشمنوں میں کٹر ہندو لوگ تھے اسنے اپنی فوج کے لوگوں سے بیان کیا کہ یہ لوگ کافر ہیں اسنے جہاد کرنا بھی ضرور ہے اوسکی فوج اس باعث سے کہ وہ شراب پیتا تھا اوسکو امام بنانے سے انکار کیا اسنے اوس نے جیسٹ توبہ کر لی او شراب پینے سے پرہیز کیا اور جقدر سونے کی پیالیاں شراب خوری کی واسطے بنی ہوئی تھیں سب کو گلا کر فقرا اور مساکین کو فقہ دیدین یہ دیکھ کر تمام فوج نے قرآن شریف اٹھالیا کہ ہم تم سے ساتھ خوب لڑینگے اور جانینگے اس قرار سے بابر کو حوصلہ ہوا اور برابر ہوسا اوسکا

بند و قبیون اور توپخانہ پر تھا کیونکہ بابر کے زمانہ سے پہلے توپخانہ اور فوج پیادوں کی
 ہندوستان میں کم لڑی تھی چنانچہ بروقت مقابلہ کے توپین آگے لگائی گئیں اور توپوں کے
 پیچھے پیادہ تھے اور بائیں طرف توپوں کے سوار تھے علی الصبح فوج ٹہانوں کی آگے بڑھی
 اور میں وبار سے بابر کے لشکر کو گھیر لیا لیکن بعد توپخانہ کے وہ اونکو ہٹاتا رہا جب بابر
 نے دیکھا کہ غنیم کی فوج دو چار حملے کر کے اب تھک گئی اور سوت دو دستہ فوج منتخب کے
 لیکر دشمن پر دھاوا کیا مخالف تاب مقابلہ کی نہ لاکر ہاگا اور بہت سے نامور سردار مار گئے
 اگرچہ بابر کے مخالف جو بڑے قوی اور زور آور تھے تتر بتر ہو گئے مگر بہرہی اس سبب
 کہ سرکشان کابل اور ہندوستان کے عیش کو منغص کرتے رہتے تھے دلجمعی سے اوسکو
 بادشاہت کرنی نصیب نہ ہوئی آخر کو چار برس کی سلطنت کے بعد شہداء میں وفات پائی *

تاریخ وفات بابر بادشاہ

بادشاہ دہر بابر باکمال عدل بود واقف احسان عالم مصدر لطف الہ سال
 اوگزیدن جای فردوسش گوی جائی فردوس بد بگزید بابر بادشاہ اس تاریخ
 میں ہر مصرعہ سے ۹۳۴ ہجری نکلتے ہیں گویا چار مادہ تاریخ کے یہ ہوئے اور اگر ہر
 مصرعہ کے حروف منقوطہ دوسرے مصرعہ کے حروف معطلہ کے ساتھ شامل کر لیا جائے
 مادے علحدہ نکلتے ہیں بڑی صنعت کی یہ تاریخ ہے اٹھ مادے اسمین ہیں *

دوسری تاریخ

تاریخ وفات شاہ بابر شہ صدوسی و ہفت بود

بابر تمام بادشاہان ہند میں سے شجاعت اور اورچند کار نمایاں میں نہایت بڑا بادشاہ
 ہوا جس کے سب سے امیر محمود سے بھی ہفت لیگیا جس قدر وہ فتحیاب ہوا اوس قدر اوس نے
 شکست بھی کھائی اور جس قدر ملک اوس نے فتح کئے اوس قدر ماہتہ سے کہوئے
 پراخہ عہد میں باستقلال سلطنت کی لڑائی میں بڑا کامل سپہ سالار تھا اوسکی طاقت
 جسمانی لڑائی اور شکار میں حد بشریت سے زیادہ تھی علم موسیقی اور فن شاعری میں
 اوساد کامل اور سخی اور صاف دل تھا کئی دفعہ اوس نے اپنے جانی دشمنوں پر رحم کیا ہے

ہمایون بادشاہ

ظہیر الدین بابر بادشاہ کی وفات کے بعد شہ اسمین ہمایون ابن بابر جو کہ ہر دل عزیز
 اور عقلمند تھا تخت نشین ہوا اس بادشاہ کو علم نجوم کے سیکھنے کا بڑا شوق تھا اور خود
 ہی خوب ماہر تھا اوس نے سات دیوانخانہ سات سارونکے نام پر بنائے تھے چنانچہ
 سپہ سالار اور فوج کے سردار خانہ سرخ میں بلائے جاتے اور مفتی اور قاضی خانہ عطا
 میں اور قاصد اور شاعر اور سافر خانہ قمر میں طلب ہوا کرتے اور سازندے اور راگی
 ناچ والے خانہ زہرہ میں آیا کرتے تھے اور علی ہذا القیاس اوایل عمر میں ہمیشہ
 دنشایمیں مصروف تھا کہ یکایک سلطنت کا بوجہ اوس کے سر پر آکر پڑا اور اوس
 امتحان میں ہر پورا نکلا چند روز کے بعد اوس کو اتفاق لڑائیکا بہادر شاہ حاکم گجرات
 سے ہوا ہمایون نے بلحاظ اتحاد مذہب کے سردار مذکور کو جبکہ وہ جے پور کے راجہ سے

لڑتا تھا کچھ ایذا نہ دی تھی مگر اب ایک فوج جزار لیکر اوس پرچڑھائی کی اور اوسکو
 اس قدر تنگ کیا کہ وہ لاچار ہو کر گجرات کو بھاگ گیا اور وہاں جا کر شہر جانی من اپنا
 خزانہ رکھ کر احمد آباد کو بھاگ گیا اور بادشاہ نے گجرات کو فتح کر لیا یہ ہم کچھ اون مہات
 سے کم نہ تھی جو تیمور یا بابر نے سر کی تھیں بعد ازاں ہمایون کو اوسکے بھائیوں یعنی ہندال
 اور کامران نے جو بیب عفو جرائم اور جسم دلی بادشاہ کے دلیر ہو گئے تھے
 تنگ کرنا شروع کیا چونکہ فوج شاہی ان بادشاہ زادوں کے پاس پہلے سے منقسم ہو کر
 زیر حکم رہتے تھے اسلئے اوہوں نے ایک دوسرے کے بعد سلطنت کا دعویٰ
 کیا شیرخان افغان جا کمنگال نے جب دیکھا کہ بادشاہ کے گہرین جھگڑا ہو رہا ہے دلیری
 کر کے فوج کثیر لیکر ہمایون پر چڑھائی کی چونکہ ہمایون ملک کی بے انتظامی کے باعث
 سے فوج کافی جمع نہ کر سکا اسلئے شکست کھا کر پریشان حال اگرہ کی طرف بھاگ گیا
 جب ہمایون کے بھائیوں نے دیکھا کہ آپس کے نفاق کے سبب سے ملک ماتم سے جاتا
 رہیگا ہمایون کی مدد کو آئے مگر آپس میں کچھ دلی محبت نہ تھی ہمایون نے ایک اور
 فوج جمع کر کے شیرخان پر پرچڑھائی کی مگر آخر کو شکست کھائی اور لاچار ہو کر دہلی
 کو چھوڑ کر چھوٹی چھوٹی حاکمون سے پناہ کا طالب ہوا مگر یہ ایسا بد بخت بادشاہ
 تھا کہ کسی نے اوسکو مدد نہ دی بڑی پریشانی اور جبرانی کے بعد راجہ مال دیو راجہ
 اجمیر کے پاس پناہ لینے کو گیا اور اوس سے اعانت چاہی راجہ نے بظاہر اقبال
 کیا اور باطن میں چاہا کہ کسی حیلہ سے ہمایون کو قید کر کے دشمن کے حوالہ کر دے

مگر ایک راجپوت نے جو ہمایوں کا ننگ ارقدم تھا اس ہید سے بادشاہ کو اطلاع دی
ہمایوں نے اپنے رفیقوں کے ادھی رات کو واپس ہٹ گیا اور سو کوئٹک کہیں لہجی
سے دم نہ لیا اٹار راہ میں اس تمام گروہ نے پانی کے نہ ملنے سے بہت تکلیفیں
اٹھائیں کیونکہ زمین یگستانی تھی اور کوئٹک تک پانی نہ ملتا سیکڑوں آدمی اور
جانور مارے پیاس کے مر گئے ہمایوں کی سواری کا گھوڑا مر گیا ایک سپاہی نے اپنے
والدہ کی سواری کا گھوڑا بادشاہ کو دیا جب لوگوں نے اپنے پیچھے غبار اٹھا ہوا دیکھا
تو یقین جانا کہ دشمن تعاقب کئی چلا آتا ہے اس وقت سب کے ہوش زیادہ تر پریشان ہو گئے
اور جھانک پھا گیا ہاگے اتفاقات کی تاریکی میں ہمایوں نے ملکہ اور بیسواروں
کے راہ ہولکر لشکر سے جدا ہو گئے اور جب صبح ہوئی تو دشمن کے ایک گروہ
نے اگہر ہمایوں نے کوئی صورت رائی کی نہ دیکھ کر شجاعت کو کام فرمایا
اور انہیں چند آدمیوں کو ہمراہ لیکر ایسا لڑا کہ دشمنوں کے ہوش بہلا دی اور اس
لڑائیں ناگہانی ایک تیر مخالفین کے سردار کے ایسا لگا کہ اس کا کام تمام ہوا اس
سبب سے وہ لوگ ترتر ہو گئے ہمایوں نے قہیاب ہو کر واپس کو چل گیا لیکن
رات اور دن میں کہیں پانی کی شکل نہ دیکھی آخر کو چند شخصوں کے ساتھ امر کوٹ
میں جو سندھ کے قریب واقع ہے پہنچا تو وہاں کا راجہ نہایت تواضع سے پیش آیا اور
جو مدارج مہمان نوازی کے میں بجالایا اسی جگہ اکتوبر کی چودھویں تاریخ کو ۱۵۵۶ء
میں اکبر متولد ہوا (یہ وہی اکبر ہے جو بڑا نامور بادشاہ ہندوستان کا ہوا)

لیکن بادشاہ کو لاچار سی سے بہانہ مقدم تھا چھ طفل ایک سردار مکھرام و بدو کی
 ہاتھ آگیا جس نے اس لڑکے کو لیکر مرزا کا مران یعنی بادشاہ کے بہائی کو جو کابل
 قندہار کا بادشاہ اور ہمایون کی دشمن جانی تھا حوالہ کر دیا سلطان طہا شاہ فارس نے
 جب سنا کہ ہمایون نے سکندریہ سے بہت مصیبتیں اٹھائی ہیں ایک نامہ بدین مضمون
 ہمایون کو لکھا کہ تم یہاں چلے آؤ میں ہر حال میں تمہارا معین مددگار ہوں اور ہر
 مجھ سے ہو سکے گا تم سے نیک سلوک کرونگا ہمایون تو جان سے تنگ تھا فوراً فارس
 کو روانہ ہوا اور ایک سال تک اصفہان میں بادشاہ ایران نے ہمایون سے کچھ عہد و پیمان
 کئے اور اسکو دس ہزار سوار دیکر کہا کہ اب تم اپنے ملک موروثی کو دوبارہ حاصل
 کرو ہمایون نے یہ مدد و نعمت غیر شرفیہ سمجھی اور پہلے اس نے کابل پر جہان اوسکا
 بہائی کا مران حکومت کرنا تھا اور جبکہ پاس و سکا بٹا اکبر تھا چڑھائی کی جیکہ اس
 نے شہر کا محاصرہ کیا کا مران نے اس کے بیٹے اکبر کو لکڑیوں میں بند کر فیصل شہر سے نکال
 دیکھلایا اور اس سے اسکا مطلب یہ تھا کہ اگر تم حمد کرو گے تو میں تمہارے بیٹے
 کو لکڑیوں میں جلاؤنگا باوجود اس دردناک اور رحم انگیز حال کے دیکھنے کے
 بادشاہ اپنے غم پر مستقل ہاگر بہت دہکیمان اس امر قبیح کے کہنے کیواسطے
 دتیار ہا کا مران نے اکبر کو تو کچھ نہ سنا یا مگر اپنے ہمراہی لوگ لیکر کابل سے نکل گیا
 ہمایون نے شہر میں داخل ہو کر اپنے بیٹے اکبر کو چھانٹے لگایا اور اپنے تین اڑ
 سر نو بادشاہ بنایا نور میں تک ہمایون نے اس شہر میں سلطنت کی اگرچہ

اور کا بہائی اس عرصہ میں اوسکو متواتر ستارہ لیکن انجام کار متواتر شستون کے سبب سے
منفویا بعد ازان چہرے کے عرصہ میں اپنے تمام ممالک موروثی کو فتح کر لیا اس
ہنگامہ میں اوسکا ایک بہائی عذر و معذرت کر کے اُس سے اٹلا اور ایسے ایسے
شجاعت کے کام کئے کہ ہایون کی خاطر سے اگلا غبار ملال کا رفع ہو گیا اور نہایت
محفوظ ہو کر اپنے جلال الدین اکبر کو اوسکی بیٹی کے ساتھ منسوب کیا یہ بہائی
ہایون کا کسی لڑائی میں مارا گیا اور دوسرے بہائی کامران کو جو نہایت مفسد اور
مشرقتہا اور اوسکی چشم پوشی کو خیال میں نہ لاتا تھا ناچار ہو کر ہایون نے قید کیا
سب لوگوں کو یقین تھا کہ ہایون اوسکو زندہ نہ چھوڑے گا مگر اوس نے خدا کا
خوف کر کے اوسکے خون سے اپنا ہاتھ آلودہ نہ کیا صرف انکھ میں اوسکی ننگو ادا لیں
ایک مدت کے بعد کامران مرزا باجارت ہایون بادشاہ مکہ کو چلا گیا اور وہاں تین
برس کے بعد اوسکا انتقال ہوا۔

خاندان سوری

۱۵۰۶ء سے ۱۵۵۶ء تک

جیتک کہ ہایون ان حادثات میں مبتلا تھا شیر شاہ نے موقع پا کر تمام مملکت ہند
پر اپنی سلطنت بخوبی کر لی اور ایسا انتظام کیا کہ ہر ایک شخص اوس سے خوش
ہو گیا چنانچہ اوس نے لگنے سے لیکر دریائے سندھ تک جو تین ہزار انگریزی میل

کا فاصلہ ہے ایک ٹرک بنوائی اور اس کے دو نو طرف میوہ دار درخت لگائے اور دو
دو میل کے فاصلہ پر ایک ایک کوا گھدوا دیا اور ہر ایک منزل پر ایک ایک سرے
مسافروں کے اترنے کو بنوائی جن میں ہر ایک مسافر کو بادشاہ کی طرف سہولت کہاں تھا
انصاف رعایا بخوبی کرتا تھا کہ لوگ بڑے اسن چین سے گزر کرتے تھے۔

پانچ برس شیر شاہ سلطنت کر کے بد بختی ملک سے فوت ہوا اور اس کی جگہ سلیم شاہ اوکا
بیٹا تخت ہند پر جلوس فرما ہوا اس نے نو برس سلطنت کی مگر پھر لڑکا دانا بنی اور یا
مین اپنے باپ کے برابر نہ تھا اب چونکہ سلطنت کا وارث ایک لڑکا صغیر سن کا اسلئے
امیرون اور نوابوں کے سبب سے انتظامی کے بڑا فساد برپا ہوا۔

یہ حال ہندوستان کا دیکھ کر ہمایون کے خیر خواہوں نے اس کے دل پر نقش کر دیا کہ اگر
وہ تھوڑی سی فوج بھی لیکر ہند کا قصد کرے تو یہ بے نظامی ملک جلد فتح ہو جاوے گا
ہمایون نے پندرہ ہزار سوار اور کتنے ہی پنجابی لوگ نوکر رکھے کہ ہندوستان پر فوج
کی اور جس پر حملہ آور ہوا اسے اپنی اطاعت میں لایا دیا ہند کے عہد کے بادشاہ
حاکم لاہور لڑائی ہوئی جب کو بہرام خان سپاہی لار شاہ ہمایون نے حالت غفلت میں
کر کے شکست دی بیٹا ہمایون نے یہ حال دیکھ کر ایک شخص سے سکندر کو جو شیر شاہ کا بیٹا
فن سپاہ گری میں بڑی دشگاہ رکھتا تھا تخت دہلی پر بٹھا دیا اس نے اسی ہزار آدمی
کی فوج جمع کر کے ہمایون کے مقابلہ پر کوچ کیا بڑی بہاری لڑائی جانیں کی سرگرمی ہوئی
اکبر ابن ہمایون نے جو اس وقت صرف تیرہ برس کا تھا اس لڑائی میں بڑی داد مردانگی کی

دی اور او کو دیکھ کر سپاہ کو جانفشانی کا ایک عجیب شوق ہو گیا چنانچہ پٹھانوں نے شکست
کہا ہی اور ان کی فوج پریشان ہو گئی اور سکندر شاہ سیسے زرخیز ملک کو عبسیر چوڑ کر کوہ
شمال کی طرف بھاگ گیا۔

ہمایون نے تیرہ برس کے بعد دوبارہ اپنے باپ کے تخت پر جلوس کیا پر ایک برس بھی
اوسکے جلوس کو گزرنے نہ پایا تھا کہ ایک در کسی تقریب کے خاتمہ کی جہت پر چڑھا اور
دیر تک تقریب ٹھہلا کیا بعد ازاں تھک کر ہوا کہانے کو بٹھ گیا اس میں اذان ہوئی چاہتا تھا کہ
عصائیہ کر اٹھے مگر چونکہ وہاں سنگ مرمر کا فرش تھا اس واسطے لکڑی پہل گئی اور
وہ سنبھل سکا اور جیت کے نیچے آ پڑا چند روز بیمار رہ کر شہداء عین جان بحق تسلیم ہوا
اوسکی تاریخ وفات شاعر کا ہی نے یہ لکھی ہے۔

تاریخ وفات ہمایون بادشاہ

زبانم قصر خود افتاد ناگاہ و زان عمر عزیزش رفت برباد

پلے تاریخ او کا ہی رقم زد ہمایون بادشاہ از بانم تاد

یہ بادشاہ بہت شجاع اور ہر دل عزیز فاضل اور کم قیمت نہا جیسی مصیبتیں اس پر گزری
ہیں کسی بادشاہ پر ایسا مین نہیں گزریں اور اوسکی یہ وجہ ہے کہ وہ رحم دل بہت
تھا چنانچہ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ اگر یہ بادشاہ شکر لہوتا تو نہایت بڑا شاہ
اپنے وقت کا ہوتا اگر اس زمانہ میں یہ قاعدہ قرار پاتا کہ سوائے بڑے بیٹے کے اور کوئی

بنیاد و ارث سلطنت ہو سکتا تو کہی ایسی قبا حین پیش نہ آتین جو اس وقت ظہور میں نہ
محمد جلال الدین اکبر بن ہمایون بادشاہ

ہمایون بادشاہ کی وفات کے بعد ہندوستان کے تخت نے ایسے نشستہ کے جلوس
 زینت پائی جسکا نامی اسلمک میں تو کیا کسی مملکت میں نہوا ہو گا کہ بادشاہ جلال الدین
 محمد اکبر بن ہمایون بادشاہ تھا جسکے نیر اقبال کے روبرو کسی بد اندیش اور مفید کے
 جراح نے فروغ نہ پایا اور باوجودیکہ اپنے باپ کی وفات کی وقت تیرہ برس سے زیادہ
 عمر کا نہ تھا لیکن کسیکا حوصلہ نہ پڑا جو اس کے تخت نشینی کا مانع ہوتا ہنگام طفولیت میں
 بجائے جو تربیت اوستا کے اوس نے بڑی بڑی فتن پر فلک کے ہاتھ سے کنہی
 ہتین اور بہت سی مہیتیں اپنے باپ کے دشمنوں سے اٹھائی تھیں باوجودیکہ اپنے
 ذہن عالی کی صفائی اور عقل خداداد کی رسائی سے چند روز میں معاملات سیاست
 اور ملک داری کے رموز کو خوب سمجھنی اور ہر امر کے نیک بد کو اچھی طرح پہچاننے لگا
 کی خوبی سے ہر خان اتالیق بھی اس کو ایسا ملا جو ہمہ تن اس کی خیر خواہی کا دم
 بہر تھا تھا اور سو ایک ایک گستاخی اور بیباکی اس کی مزاج میں تھی اور سب سے
 اپنے مالک کی وفاداری اور ترقی دولت میں ثابت قدم رہتا تھا اکبر بادشاہ جلوس
 کے تھوڑے دن کے بعد ہیون نبال جو اصل کارزویل مگر حوصلہ حلیل کہتا تھا برس
 بغاوت آیا اور فوج کثیر جمع کر کے نعلوں سے دوڑیوں میں فقیاب ہوا یہاں تک

کہ اکبر کو سلیج پازنک ہٹلے گیا جطرح پرا دس نے ابتدا میں اپنی ترقی جابہ و ثمت کیواسطے
 سعی کی تھی اگر اوسطرح اپنے ارادہ میں قائم رہتا تو مشہور تھا کہ خاندان تیموریہ کا نام
 ہندوستان میں باقی نہ رکھتا مگر چونکہ تھوڑے پانیکا بلبلاتا تھا اس لئے جلد اتر آیا اور دہلی میں
 قیام کر کے شائع شوکت کر نو دین مصروف ہوا اس عرصہ میں مغلوں نے لاہور میں جمعیت
 بہمنیچا کے دہلی کا پھر قصد کیا اور باقی پت میں دو نو شکرو نکا مقابلہ ہوا بہمنوں
 نامیمون کی فوج پر شکست پڑی اور وہ خود گرفتار ہو کر بادشاہ کے روبرو لایا گیا اور
 بیرامخان شیرتدبیر سلطنت نے عرض کی کہ جہانپاہ اس کا فر کو اپنے ہاتھ سے قتل کریں
 اگرچہ دل بادشاہ کا نہ چاہتا تھا کہ اوسکے خون سے اپنے ہاتھ کو آلودہ کرے لیکن
 بیرامخان کی خاطر شمشیر بہنہ ہاتھ میں لیکے بہمنوں کے سر سے چہا دی تب بیرامخان
 نے اوسوقت ایک ایسا ہاتھ مارا کہ سر بہمن کا تن سے جدا ہو گیا اسوقت تک تو
 بیرامخان بادشاہ کی خیر خواہی میں رہا لیکن آگے کو اپنی خدمتوں پر مغرور ہو کر
 اور احسان رکھنے اور سخت کرنے لگا اکبر نے بھی اپنی قوت کو جابج کر اُسے یہی بے
 اعتنائی کی کہ بیرامخان کھلے بندوں باغی ہو گیا مگر شکست کہا کر اس فوجت کو بہنچا کہ
 پیغام بھیجے بادشاہ سے بقی عفو قصورات کا ہوا اکبر کے دلیر میل تو بیٹھا ہی نہ تھا اسنے
 قصور و کمو معاف کیا بلکہ بادشاہی جلو اسکے لینے کیواسطے بھیجے بیرامخان نے
 استمانہ دولت پر قدم رکھتے ہی دستار گردنیں ڈالی اور پاؤں سے دوان اپنے
 گریبان اپنے تئیں زیر پاے پایہ سریر خلافت کے سرنگون کیا اکبر نے خیر خواہ

قدیمی سمجھ کر دو تو ہاتھوں سے اوسکے سر کو اٹھالیا اور اگلے مرتبہ پر سب امیر و سچ اور
 بٹھلا کے خلعت پیش بہ عنایت کیا اور زبان مبارک سے فرمایا کہ اگر بیرنخان کو کار سپہ گری
 خوش آوے تو حکومت کا لپی اور چنیری کی اوسکے واسطے موجود ہے اور جو
 حضور میں رہنا پسند خاطر ہو تو بھی عاطفت اور کرم مت شہنشاہی بدستور تیرم بلا
 تفریق اوس خیر خواہی دیرینہ کی نسبت مرعی اور ملحوظ ہوگی اور اگر طبیعت اوسکی عبادت
 اور اپنے معبود کی بندگی کو چاہے تو مکہ کے حج کو روانہ ہو فوج شاہی اوسکی عزت اور
 منزلت کے موافق وہان تک پہنچانے کی واسطے ساتھ کر دی جائے گی بیرنخان نے
 جواب دیا کہ بندہ جب ایک مرتبہ قصور وار ٹھہرا اب کس منہ سے تمنا حضور میں رہنے
 کی کرے حضور سے قصور اوسکے معاف ہوا سیکو دولت عقیبی اور سعادت و این
 سمجھتا ہے اور یہی بہترین انعام خدمات سابقہ کا اپنے حق میں جانتا ہے اوسکی تمنا
 دلی اب یہی ہے کہ فکر عاقبت میں مصروف ہو اور حضرت سلطان سے اجازت حج کی
 ملے بادشاہ اس امر میں متعرض نہوا اور بیرام خان نے بہت
 ہٹیر ہار لیکر مکہ کا غزم کیا لیکن اہ میں کسی شخص کے ہاتھ سے جکے باب کو
 اوس نے ایک لڑائی میں مارا تھا مقتول ہوا +
 اکبر نے بڑے عدل و داد کے ساتھ بادشاہت کی اور باوجود مہمون متواتر
 کے بہت سادقت نظام ملک اور بند و بست امور مالی میں مصروف کیا سارے
 جنگی اور ملکی اور مالی اور محصولوں کی واسطے ضابطے معین فرمائے اوس نے

لئے آئین اور قانون جاری کئے کہ اونکا بیان اس مختصر میں گنجائش نہیں
 رکھتا ابو الفضل کے اکبر نامہ کی چند سطروں کا مضمون جو یہاں لکھا جاتا ہے اس کے اوضاع
 اور اوصاف کی کیفیت میں کافی ہے ہمیشہ بہت اس بادشاہ کی اسی پر مصروف
 رہے کہ سب آدمیوں کے دلوں کو ہاتھ میں لاوے اور باوجود بیشمار شغلوں اور بوجہ
 فکر و فکر کے جو شہنشاہ عادل اور رعیت نواز کو ضروری ہیں اس کے دل پر کبھی اضطراب
 ظاہر نہیں ہوتا بلکہ جب دیکھو شاہ نظر آتا ہے کبھی مرضی الہی سے قدم باہر نہیں نکلتا
 از بسکہ تشہ علم و فضل کا ہے عالموں اور فاضلوں کی صحبت سے استفادہ کرتا
 ہے اور اپنے فہم رسا اور تہنظام شائستہ پر ناز ان نہیں ہوتا ہر ایک بات پر
 کان ہڑتا ہے اس خیال سے کہ دیکھئے کسی کسٹہ سے کیا بات سنے میں آوے
 اور کس امر کی بہت اور عقدہ کشائی ہو باوجود اس قدر قدرت اور شوکت کی کبھی
 غصہ اس کے دل پر نہیں آتا بلکہ ہمیشہ خیالات نیک اور سکی طبیعت کے گرد ہجوم کرتے
 ہیں کسی ملت اور مذہب کی تحقیر و تضحیک کا کلمہ اس کے منہ سے نہیں نکلتا اور شاہ
 وجہ میں کبھی تکاسل و تغافل اسے ظہور میں نہیں آتا یہ بادشاہ ہر بات پر
 سجدہ شکر کا درگاہ ایزدی میں بجالاتا ہے اور ہمیشہ نگران اپنے حال اور افعال
 کا رہتا ہے خصوص صبح و شام اور نصف روز اور نصف شب و کو تمام امور
 دینی سے کبھی بیک طرف مبعود کے رجوع کرتا ہے گنہگاروں کی تقصیر میں
 کرتا ہے رعایا کی رفاہ اور آسودگی پر نظر رکھتا ہے خواہش نفسانی کا

طالب نہیں ہوتا اور شب روز میں فقط ایک مرتبہ تناول طعام فرماتا ہے اور خواب بہت کم کرتا ہے باقی تمام وقت امور ضروری کے انصراف منہج کرتا ہے شام کو تھوڑی دیر آرام بعد میں مصروف ہوتا بعد اسکے خلوت میں مجلس حکما اور فضلا جمع کر کے دانا ئی و عقلندی کی باتیں سنتا، عدول کے سزا اور دیقوں کو اپنی عقل باریک بین سے دریافت کرتا ہے اور نئے آئین ایجاد فرماتا ہے اسلام کی غلطیوں کو اصلاح دیتا ہے اور اخلاف کی وسطی ضوابط صحیح اور درست مقرر کرتا ہے اور اسکی مجلس میں فاضل تاریخ دان بھی حاضر رہتے ہیں اور روایات پیشین کو حکیم و کاتب بیان کرتے ہیں بعد ازاں بادشاہ کچھ رات گئی تک عرضیان حکام اور عمال کی سنتا ہے اور ہر ایک پر حکم مناسب چڑھاتا ہے قبل طلوع آفتاب کے ابالی موالی ج جمع ہوتے ہیں اور دن نچتے ہی جلوہ شاہی سے بہرہ یاب ہو کر کورنش بجالاتے ہیں بعد اسکے بہت سے امور متفرق انصرام پاتے ہیں اور اسوقت بادشاہ بیدار دل تھوڑی دیر تک خواب اسراحت فرماتا ہے اس بادشاہ نے لڑائیاں بھی بہت کیں کبھی کوئی صوبہ برسر تھا بلکہ آیا کبھی کسی ہندو راجہ سے جنگ ہوئی کبھی اون محمدی بادشاہوں سے جنگ ملک کی حدین اسکی سلطنت متصل تھیں میدان پڑے مختصر یہ ہے کہ بالوں دو دفعہ اسکے قبضہ سے نکل گیا اور دو مرتبہ مفتوح ہوا اسی طرح صوبہ گجرات بھی بڑی لڑائی سے ہاتھ آیا کابل میں اس کے بہائی نے سرکشی کی اور آخر مغلوب ہو کر عفو جرائم سے جان برہو صوبہ بنگالہ میں کئی دفعہ سرکشی ہوئی اور خطبے نظیر کشمیر کے وقت تک کسی سے مفتوح نہوا تھا اس بادشاہ نے خود عزیمت کی اور دکن کی مہم پر اپنے

بیٹے کو بھیجا قصہ جہان اوسکے لشکر کا نشان جاتا تھا فتح و نصرت بشیوا ہوتی تھی پند
 بھی اُس نے فتح کیا برا کا صوبہ صلح سے ہاتھ آیا احمد آباد بھی بہت لڑکر مفتوح ہوا
 بادشاہ کے چھ سب پچھلی محم تھی جو قوت کہ وہاں آگرہ کی طرف حیرت کر کے آیا اکاؤ
 بر سکی سلطنت کے بعد شہنشاہ درمیان اکبر آباد کے اس عالم فانی سے مسافر عالم باقی کا ہوا
 اوسی جگہ اوسکی قبر درمیان سکندرہ کے ہے اور تمام عمر صفات ذاتی اور حسن نظام امور

ملکی و مالی میں نیک نام رہا اوسکی تاریخ وفات کی یہ ہے
تاریخ وفات اکبر بادشاہ
 فوت اکبر شہ از قضا میرا گشت تاریخ فوت اکبر شہ

اس بادشاہ کے مذہب میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ شمس تھا اور بعض کہتے ہیں کہ سنو
 کے مذہب ہے اوسکو برا عقائد تھا مگر اصل حال یہ ہے کہ وہ کسی اور مذہب کا معتقد نہ تھا
 ہاں اوسکو ہر ایک مذہب کی کتاب سنو اور عقائد ہی باتیں ہر ایک مذہب کی دستاویز
 شوق بہت تھا چنانچہ ایسوا سٹے پرنکیز کے بادشاہ کو نامہ لکھ کر تین بار پادری لوگ
 تھنق مذہب عیسوی کیو سٹے بلوائے اور انجیل سنی اور مباحثہ اون میں اور مسلمانوں
 عالمون میں ہوا چونکہ اکبر کسی مذہب کا تعصب نہ کرتا تھا ایسوا سٹے اتنے دنوں کی
 سلطنت قائم رہی اور سب لوگ ہندو اور مسلمان وغیرہ اوسکے مداح نہیں

شاہزادہ سلیم ابوالمظفر نور الدین جہانگیر بادشاہ

شہنشاہ اکبر کی وفات کے بعد اوسکا اکلوتا بیٹا شاہزادہ سلیم درمیانِ شہنشاہِ اعظم طاعتی شد
 بھری کے تحت ہندوستان پر قلعہ اکبر آباد میں جلوس فہما ہوا اور جہانگیر اپنا خطاب اختیار کیا
 کیا اگرچہ لوگوں نے خسر و ابن جہانگیر سے سازش کر کے چاہا کہ جہانگیر کے اس بیٹے کو تخت پر
 بٹھلا دیں مگر پیشرفت نگئی اور بسبب مہر پوری کے اس دفعہ جرم اپنے بیٹے خسر و کا نشانہ کیا
 پر خسر و نے پہر بغاوت کی تب بادشاہ نے اوسکی فوج کی شکست کے بعد اوسکو حضور میں
 بلا کر یہ حال پوچھا تو اوس نے اپنے اس جرم کا اقرار کیا مگر اپنے ساتھ کے سرکشوں کا نام
 زبان پر نہ لایا آخر کار تمام عمر اوسکی قید کا حکم ہوا اور اسکی چھاتی کو تلاش کر کے ایک ایک
 کو بہت تکلیف دیکر اوسکے سامنے جان سے مارا دوسرے کے بعد یہ بادشاہزادہ قید سے
 رہا ہوا اور اوسکو اوسکے حقیقی بہائی شاہجہان نے اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالا۔ جہانگیر
 کی تاریخ میں اوسکا عاشق ہونا ایک سیر کیر کی منکوحہ پر اور یہ اوسکو اپنے قابو میں
 لانا بعد قتل کر کے اوسکے شوہر کے سب سے بڑا ماجرا اور گناہ تصور کیا گیا ہے اسکا یہ
 قصہ ہے کہ ایک شخص سے خواجہ ایاز کسی عالی خاندان کا بکر اہو اقوام تار سے تہا جب
 محتاج نان شبینہ کا ہوا تو اوس نے معہ اپنی بیوی کے ہندوستان کا سفر اختیار کیا
 اون ایام میں اوسکی عورت حمل سے تھی جبوقت بہم دونوں اس دشت سے گزرتے تھے
 ہندوستان اور تار کے راہ میں واقع ہے رہتہ میں ایک لڑکی پیدا ہوئی چونکہ
 خواجہ ایاز اوسکا باپ اور ماہلات افلاس میں مبتلا تھی یہ سوچ کر کہ اس لڑکی کے
 پرورش کیونکر کریں گے اور کہاں اوسکو لیکر پہرین گئے اور یہ بھی خیال کر کے

کہ یہ لڑکی بڑی منحوس طالع ہے جو ایسی نفسی کے وقت پیدا ہوئی ہے اوسکو اوسی
 جگہ جنگل میں چھوڑ کر آگے قدم بڑھایا پر پیٹ کی آگ بری ہوتی ہے محبت جوش کر آئی
 دو دو قدم پیچھے مڑ مڑ کر دیکھتی تھی آخر کو ماکا قدم آگے نہ اٹھا ایک جاشل سرود کے
 کھڑی ہو کر زار زار رونے لگی روتے روتے وہیں ریگستان کے میدان میں گر پڑے
 اور مثل مہی بے آب اوس بچہ کو یاد کر کے ٹرپنے لگی مگر اتنی طاقت اوس میں نہ تھی جو
 پہر کر جاوے اور اوس بچہ کو اٹھا لاوے خواجہ ایاز کا دل بھی یہیہ حالت دیکھ کر اٹھ اٹھا
 لگا کہ صبر کرو میں جاتا ہوں اور بیٹی کو تمہارے پاس آتا ہوں خیر جو قسمت میں لکھا ہے
 سو ہو گا غرض انہیں قدموں پیچھے پہر احب وہاں پہنچا جگہ اوسکو چھوڑا تھا کیا دیکھتا ہے
 کہ ایک کلاساں اوس لڑکی سے لپٹا ہوا ہے یہ بے اختیار محبت کے جوش میں آگے
 بڑھا اور شور کیا وہ ساں فوراً الگ ہو کر ایک درخت کی کہوہ میں چھپا یا زبے بچہ کو
 وسلامت پایا خدا کا شکر کیا چھپ کر گود میں اٹھالیا اور گلے لگا کر مونہ چومتا ہوا اوسکی
 پاس لایا تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک قافلہ سا فرونگا ملا اونہوں نے اُن دونوں کو
 بنیر و سامان دیکھ کر بطور خیرات کے کچھ خراج جمع کر دیا زن و شوہر خدا کا شکر بجالائے
 قطع منازل کرتے ہوئے لاہور تک پہنچا یا زہر وزیرک اور صاحب سلیقہ عاقبت آپ
 تہا جلد تر نوکر ہو گیا رفتہ رفتہ چند روز میں ایسا بڑھا کہ اکبر بادشاہ کی عدالت میں میر
 کے عہدہ پر متمنا ہوا اوس نے اس اپنے بیٹے نور جہاں بیگم کی تعلیم میں بہت کوشش
 کی خباںچہ وہ پڑھ لکھ کر قابل ہوئے شاہزادہ سلیم کہ ابھی تک وہ بادشاہزادہ تھا اور

اوسکا باپ اکبر شاہ تھا اوسکے حسن اور علم اور عادات دیکھ کر موش باختم ہو گیا مگر چونکہ اوس
 لڑکے کی نسبت شیر افغن خان ترکان سے ہو چکی تھی اس واسطے اکبر بادشاہ نے شاہزادہ سلیم
 کی خاطر نسبت کا توڑنا بعید از انصاف سمجھا کہ اوس امر میں غل میں مناسب نہ جانا پڑتا کہ
 نور جہان کا نکاح شیر افغن خان سے ہو گیا شاہزادہ سلیم بسبب اہل باپ کے سو نہ دیکھتا گیا لیکن
 جبکہ جہانگیر تخت سلطنت پر بیٹھا تو اپنے مقصد کے حاصل کے لیے فکر میں پڑا کہ فی دفعہ شیر افغن خان
 کے ناروا سلنے کی تجویز کی مگر وہ یہی ایسا شجاع اور بہادر تھا کہ بادشاہ کو غلامیہ مردواڈا لے گا تو
 نہ ملا ایک دفعہ بادشاہ نے شیر کا مقابلہ شیر افغن خان سے کروایا اور ایک دفعہ ایک ست ہاتھی اوسکے
 سامنے چھوڑ دیار شیر افغن خان اپنے قوت بازو سے جو نہان کی طاقت باہر تھی اون دنوں بادشاہ
 سلامت رہا آخر کار جہانگیر نے ایک امیر کو جسکا نام قطب تھا صوبہ دار بنکا لگا اس شرط پر کیا کہ
 وہ شیر افغن خان کو کسی لڑائی میں قتل کر ڈالے اس پر بھی چالیس قاتل جو اس صوبہ دار نے
 شیر افغن خان کے قتل کو روانہ کئے تھے اوس نے مار کر بھگا دے آخر کو صوبہ دار بنکا لہ کا قہج
 لیکر اوس پر چڑھا اس دفعہ ہی شیر افغن خان بڑی داد شجاعت کی دی اور قطب کو جو کچھ
 ہاتھی پر سوار تھا معہ چند اور سرداروں کے اپنے ہاتھ سے اوس نے مارا پر جسوقت چار
 تیروں کی بوجھاڑا اوس پر ہوئے لگی تب لاچار ہو کر ماتا گیا +

نور جہان جسکے دل میں بادشاہ کی بیوی بننے کا شوق تھا اور حکومت کی شہتہ تھی جیسے
 سن جلوسی جہانگیر میں اپنے خاوند کے مرتے ہی بادشاہی محل میں جا داخل ہو کر بادشاہ
 کو اوسکے خاوند کے مردواڈا لے کر ایسی مذہت تھی کہ چار برس تک اوس عورت کی جبر

سبب
 بادشاہ
 منور
 سبھا ہوا

نہ پوچھی جب چار برس کے بعد وقفہ ایک روز بادشاہ کی نظر نوز جہان پر پڑی تو فوراً

ادسکا عشق جوش گرایا اور محبت پیدا ہوئی ایاز نے نوز جہان کا باپ وزیر اعظم ہوا

اور اس کے دونوں بھائی بڑے بڑے عہدوں پر سرفراز کئے گئے اور امور سلطنت میں

اختیار رکھی اور انکو سونپا گیا مگر جنک کہ ایاز جیتا رہا تب تک اسکی نیک ذاتی سے کسیکو

اپنی حق تلفی کی شکایت نہ ہوئی بلکہ اسکی وزارت میں عایا اپنے حق کو پہنچتی تھی مگر ایاز

کی وفات کے بعد بہت فتنہ برپا ہوئے جنکا تدارک بڑی دشواری سے ہوا چنانچہ شاہزادہ خرم

عرف شاہجہان بنی ہو کر پہلے اپنے بھائی خسرو کو قتل کیا پھر صوبہ دکن میں باپ پر

شکر کشی کی اور شکست کھائی اور گرفتاری سے بچ کر کئی برس تک آوارہ و پریشان

پہرا کیا

نوز محل یا نوز جہان اپنے باپ کے مرتے ہی سلطنت میں قدر چلنے لگی اکثر فرمانبر نوز جہان کے

حکم ہوتے تھے آپ دوبار کرتی تھی بادشاہ مثل دیوانوں کے اسکی صورت پر عاشق

و محو ہوا بیہار تھا تھا جو فرمان کہ حسب الحکم نوز جہان بیگم کے لکھے جاتے تھے اون پر

طفا لکھا جاتا تھا حکمت علیہ عالیہ علیہ نوز جہان بادشاہ

اور اسکی ہر پہ پہ شعر تھا شعر نوز جہان گشت بحکم الہ ہدم و ہراز جہانگیر شاہ

اگرچہ خطبہ بیگم کے نام کا نہیں پڑا جاتا تھا مگر وہ پہر آنز کو کہ نوز جہان کا یہ

مضروب ہونا شروع ہو گیا تھا **شعر** حکم شاہ جہانگیر یافت صد نور

بنام نوز جہان بادشاہ بیگم زریہ اور جہانگیر کا کہ ہر ایک شہر میں مختلف تھا چنانچہ

ہر ماہ
تس تا
سین
تس تا

محو حور
انفا
ہیں

اکبر نگر میں سنہ ہجری میں یہ سکہ رائج کیا **شعر**
 روئے زر ساخت نورانی بزرگ ہوا شاہ نور الدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ
 اور جب بعد وفات اکبر بادشاہ کے اگرہ میں تخت پر بیٹھا تو یہ سکہ جاری ہوا **شعر**
 سکہ زد با اگرہ شاہی بزر در مہر و ماہ شاہ نور الدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ

ایضاً

سکہ زد در شہر اگرہ خسرو گیتی بناہ شاہ نور الدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ
 اور شہر لاہور میں درمیان سنہ ہجری کے یہ سکہ مضروب ہوا
 بدہر بادروان تافلک بود در دور بنام شاہ جہانگیر سکہ لاہور
 احمد آباد میں یہ سکہ سنہ ہجری میں مطبوع ہوا **شعر**
 سکہ زد در احمد آباد از عنایات الہ شاہ نور الدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ
 اور شہر برہانپور میں یہ سکہ رائج کیا **شعر**

سکہ زد در شہر برہانپور شاہ دین پناہ شاہ نور الدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ
 یہ سب روپیہ جہانگیر کے سکہ کے مولف نے بچشم خود دیکھیں اور ایک روپیہ پرچہ
 برہانپور سکہ ہے اسطور پر لکھا ہوا دیکھا *

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ برہانپور

محمد نور الدین جہانگیر بادشاہ غازی ضرب

شاہ جہان جو بوقت باغی ہو کر بادشاہ کے مخالف ہو کر لڑا تھا تو مہاتن خان کی جو انفرادی بہت

کام آئی تھی اور اس لئے جہاگیر نے اوسکو اپنی عنایت سے سرفراز کیا تھا مگر نور جہان
 بیگم جو کیکونہ دیکھ سکتی تھی اور بادشاہ کی مزاج پر بالکل قابض تھی اوس نے مہا تین
 جیسے خیر خواہوں کو جہاد کر دیا۔ شاہ جہان نے جو بغاوت کی تھی اوسکی وجہ صرف یہی
 تھی کہ وہ بڑا بیٹا تھا اور سلطنت کا مستحق تھا اور نور جہان بیگم بدل چاہتی تھی کہ کیسٹھ
 مرزا شہزادہ جو اوسکے شکم سے تہا تخت پر بیٹھ مگر شاہ جہان تمام بیٹوں سے زیادہ تپا
 رکھتا تھا اور وہ فوجات دیکھ کر کہیں کہیں اوسنے کی بہن اوسکے سبب سے اوسکی شہرت
 اور بڑا نام پیدا ہوا تھا اور بڑی قدرت اور قوت اوسکو حاصل ہو گئی تھی تخت کی لالچ
 اس شاہزادہ شاہ جہان نے اپنے بڑے بھائی خسرو کو جو ابتدا سلطنت جہاگیر میں خلل
 انداز ہوا تھا اور اب بعد دس برس کے اوس نے رہائی پائی تھی اور بادشاہ کو اوسکے
 غور پر دہشت منظور تھی قتل کیا چنانچہ خسرو کی بیماری ہوئی ایک روز صبح کو جو اوسکے
 خیمہ میں گئی تو متنا سفاک کیا دیکھتی ہے کہ وہ خون میں بڑا ہوا لوٹ رہا ہے اوس نے
 بڑے زور و شور سے واویلا کی تمام شکر میں اوسکی آواز سن کر دھوم مچ گئی کہ کیا ہوا شاہ
 جہان
 اوسجگہ گیا اور بظاہر ایسا انگلیں ہوا کہ اوسیر کسی نوع کا شک نہ پڑتا تھا مگر اوسکے باپ
 تمام آدمیوں کو ثابت ہوا کہ شاہ جہان نے اوسکو قتل کیا ۔

نوٹ :-

میں بار
 بیٹا تین دہا
 تھا ۔ یہ دور
 ہوا ۔ جس سے
 اور شری قہر
 سید رکن
 تھی

ان تمام باتوں
 کیا مارچ
 دور تھا جس
 میں ہے
 باتوں سے
 غناوت کو
 مستور ہے
 یہ بات
 سے دور

جہاگیر کا اس نازک وقت میں صرف مہا تین اوسکا سپہ سالار بڑا مددگار تھا اس
 نے اوسکو نہایت استقلال سے سلطنت پر قائم رکھا اور سبب شجاعت کے بادشاہ
 کا طرفدار ہو کر شاہ جہان کو بارہا سکین دین بلکہ حبوت شاہ جہان فوج کے فراہم کرنے

13.12.62

کیواسطے گجرات یا بنگالہ کو گیا تو اس بہادر آدمی نے شاہزادہ مذکور کا ایسا تعاقب کیا کہ
 اوسکو ذرا فرصت نہ دی الغرض اس بادشاہ زادہ کو مہابت خان نے ہی بہت ہمت کر دیا
 تھا مگر جب بتو قیام اور مرحمت سلطانی کے مہابت خان نے دار الخلافت کو رجوع کیا
 نور جہان نے جو بادشاہ کے حق میں ایک بی کا فرشتہ تھی مزاج جہانگیر کا مہابت خان
 برگشتہ کر دیا تھا اور یہ سمجھا دیا تھا کہ مہابت خان شاہ جہان سے مل گیا ہے اور حضور والا کو
 تحت سے اتارنے کا ارادہ رکھتا ہے جب یہ حال مہابت خان کو معلوم ہوا اپنی جان بچانے
 کو اپنے قلعہ رستم کو مرحمت کر کے چلا گیا بادشاہ کے دربار خلگی کے فرمان صادر
 ہونے لگے آخر کو وہ قلعہ مستحکم کہ جسکی حکومت پر مہابت خان معین تھا نور جہان بیگم کے
 کسی آوردہ کو سونپا گیا اور مہابت خان کے نام حکم حکم پہنچا کہ جلد اپنے سین حضور سلطانی
 میں حاضر کرے اگرچہ بافی الضمیر بادشاہ کا اس حکم سے ظاہر تھا لیکن مہابت خان اپنے
 بیگناہی کے بہرہ سے بے اندیشہ حضور شاہی میں جانے کو مستعد ہوا اسوقت پانچواں
 راجپوت اوسکی مدد پر تھے اور بادشاہی شکر کابل کو جانا تھا جب وہ جیلیم پہنچا تو معلوم
 ہوا کہ فوج شاہی جیلیم دریا سے اتر گئی اور نور جہان بیگم ہمراہ اپنے بہائی اصفہان کے
 جو وزیر اعظم تھا دریا پار چلے گئی ہے صرف بادشاہ مع چند امیروں کے بخیرہ پیچھے گئے
 ہیں اسوقت مہابت خان نے یہہ دلیری کی کہ راجپوتوں کو لیکر آگے بڑھا اور پل کا بند بست
 کر کے تھوڑے سے سوار لیکر بادشاہ کے خیمہ میں گھس گیا امرائے کچھ مقابلہ کیا بہترین
 کو قوی دست دیکھ کر سب دم بخود ہو گئی مہابت خان تھوڑی تماش کے بادشاہ کو

نہانے کے خیمہ میں پایا جس نے مہا بتخان کو دیکھتی ہی کہا کہ مہابت خان تمہارا
 کیا ارادہ ہے اوس نے جواب دیا کہ دشمنوں کی سازش سے جو بندے کے خون کے
 پیاسے ہیں حضور کی حمایت میں آیا ہوں بادشاہ نے پوچھا کہ یہ فوج مسلح تمہارے
 ساتھ کس واسطے ہے اوس نے جواب دیا کہ میری جان کی حفاظت اور کینہ کا بدلہ لانا
 کیواسطے یہ فوج ہے جہانگیر نے کہا کہ مجھ کو تیری جان مارنے کا خیال ہرگز نہیں
 تھا اور کلمات نوازش آمیز فرمانے لگے مہا بتخان نے بادشاہ کو راجپوتوں کے بہرہ
 سپرد کر دیا نور جہان بیگم نے جو پار اتر گئی تھی جسوقت یہ خبر سنی کیسی غصہ ہوئے
 اور کیسی گھبرا گئی کہ بیان کرنا اور کا بیفائدہ ہے غرضیکہ بعد مشورہ کے یہ صلاح
 پٹری کہ مہابت خان پر بادشاہ کی رہائی کیواسطے حملہ کرنا چاہیے اور اگرچہ دریا
 اتنا مشکل تھا کیونکہ راجپوت لوگ مقابلہ پر تھے مگر بہرہ ہی نور جہان نے فوج کو
 دلاوری دینے کیواسطے سب سے اول اپنا ہاتھی دریا میں ڈال دیا اور چار ترکش
 تیروں کے خالی کئے اس بیگم کے چار پیدیاں بھی مارے گئے اور اوسکے بیٹے کے
 بھی بازو پر زخم آیا جبکہ فوج شاہی کنارے پر آگئی راجپوتوں نے بے دریغ حملہ
 کر کے اونی کو شکست دی بہر فوج کثیر سیر کردگی بہادر امیروں کے اطراف سے آگئی
 اور مہا بتخان کی بچہلی فوج پر حملہ کیا یہ فوج اگرچہ قریب بادشاہ کے خیمہ کے پہنچ گئی
 تھی اور تیر باران ہو رہا تھا مگر صرف بادشاہ نے ڈالین ڈال دی تھیں اسلئے وہ بچ
 رہا تھا آخر کار مہا بتخان نے فوج پائی نور جہان لاہور کی طرف بھاگ گئی مگر بادشاہ

۱۳۱۲۰۶۲

درستی

مفتوح

1911

27

سید

الحمد لله

فرموده است

جاسر

...

100

10

72

25.

6 17 18

...

...

روزنامہ

فمنه

19

10

موسمی

—

۱۰۰

۱۰۰

19

10

۱۵۰

1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	16	17	18	19	20	21	22	23	24	25	26	27	28	29	30	31	32	33	34	35	36	37	38	39	40	41	42	43	44	45	46	47	48	49	50	51	52	53	54	55	56	57	58	59	60	61	62	63	64	65	66	67	68	69	70	71	72	73	74	75	76	77	78	79	80	81	82	83	84	85	86	87	88	89	90	91	92	93	94	95	96	97	98	99	100	101	102	103	104	105	106	107	108	109	110	111	112	113	114	115	116	117	118	119	120	121	122	123	124	125	126	127	128	129	130	131	132	133	134	135	136	137	138	139	140	141	142	143	144	145	146	147	148	149	150	151	152	153	154	155	156	157	158	159	160	161	162	163	164	165	166	167	168	169	170	171	172	173	174	175	176	177	178	179	180	181	182	183	184	185	186	187	188	189	190	191	192	193	194	195	196	197	198	199	200	201	202	203	204	205	206	207	208	209	210	211	212	213	214	215	216	217	218	219	220	221	222	223	224	225	226	227	228	229	230	231	232	233	234	235	236	237	238	239	240	241	242	243	244	245	246	247	248	249	250	251	252	253	254	255	256	257	258	259	260	261	262	263	264	265	266	267	268	269	270	271	272	273	274	275	276	277	278	279	280	281	282	283	284	285	286	287	288	289	290	291	292	293	294	295	296	297	298	299	300	301	302	303	304	305	306	307	308	309	310	311	312	313	314	315	316	317	318	319	320	321	322	323	324	325	326	327	328	329	330	331	332	333	334	335	336	337	338	339	340	341	342	343	344	345	346	347	348	349	350	351	352	353	354	355	356	357	358	359	360	361	362	363	364	365	366	367	368	369	370	371	372	373	374	375	376	377	378	379	380	381	382	383	384	385	386	387	388	389	390	391	392	393	394	395	396	397	398	399	400	401	402	403	404	405	406	407	408	409	410	411	412	413	414	415	416	417	418	419	420	421	422	423	424	425	426	427	428	429	430	431	432	433	434	435	436	437	438	439	440	441	442	443	444	445	446	447	448	449	450	451	452	453	454	455	456	457	458	459	460	461	462	463	464	465	466
---	---	---	---	---	---	---	---	---	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----

۱۱۱۱

U. S. 1

10

4/2

2-10-68

三

1

نے اوسکو حفظ لکھ کر شکر میں بولایا مہابت خان نے نور جہان کے قتل کرنے کا ارادہ
کیا اور بادشاہ سے بھی حیرا اوسکے قتل نامہ پر دستخط کروائے پراس عقلمند بیگم نے
یہ کہہ کہا کہ اب تو میں ماری جاؤنگی جگو میرے مالک سے صرف مل لینے دو مہابت خان
نے اجازت دی مگر اس شرط پر کہ میرے روبرو ملاقات ہوو چنانچہ بادشاہ کے
خیمہ میں وہ داخل ہوئی اور اپنے خاوند کے روبرو خاموش کھڑی ہوئی جہانگیر
بھی اوسکے حسن اور خوبصورتی اور عزم کو دیکھ کر رو پڑا اور لاجپات ہو کر مہابت خان سے
منتیں کر کے اپنی بیوی کی جان بخشی کر دوائی غرض کہ مہابت خان نے اوسکی جان بخشی
کی بعد ازاں مہابت خان بادشاہ کو کابل میں لے گیا اور نہایت اوسکے پیش آیا اور
تمام جلوس شاہی قائم رکھا آخر کار بعد عفو کرانے قصور کے اپنا اختیار سب چھوڑ دیا
بادشاہ کا مثل سابق اختیار ہو گیا پراوس نے ایسی حرکت نہ کی تھی جو چین سے بیٹھا
اوسکو غضب ہوتا بادشاہ جہانگیر کا تو مزاج البتہ ایسا تھا کہ وہ اوسکے جرم کو معافی دیتا
بلکہ بھول ہی جاتا لیکن نور جہان کے دل میں جو بغض تھا وہ بغیر مستول ہونے
مہابت خان کے ہرگز رفع نہیں ہو سکتا نہایت مہابت خان بیباک نور جہان نے فوراً اوسکا
مال ضبط کیا اور شہر تہار دیا کہ جو کوئی شخص مہابت خان کا سر کاٹ کر لادی گا
بہاری انعام سرکار سے پادشہ کا تمام اضلاع میں اوسکی تلاش ہوئی صرف خان
وزیر عظم جو بجائے خود بادشاہ تھا اپنی بہن نور جہان کے ظلم اور اودن حرکات
ناشائستہ سے خود بادشاہ کو بھگا کر کرداتی تھی بہت ناپسند کرتا تھا پرا لاجپات تھا

ایک روز شام کو وقت جب اندھیرا ہو گیا آصف خان کو اس کے نوکروں نے اطلاع دی کہ ایک غیب آدمی کچھ عرض کرنا چاہتا ہے اس کے دل میں رحم آیا اس نے ملوایا تب اس نے دیکھا کہ یہ وہی شخص مہا بتجان ہے جو ابھی مالک تمام ہندوستان کا تھا اس کو خلوت میں لے گیا اور آصف خان نے خود اپنی بہن کے ظلم اور جہانگیر کی برائیوں کا اتوار کیا تب مہا بتجان نے یہ صلاح بتلائی کہ سب بہتر تدبیر انتظام ملک کیوں ملے یہ ہے کہ شاہجہان تخت نشین کیا جاوے آصف خان نے تامل کے بعد اس رائے کو پسند کیا اور اس وقت سے خط و کتابت شاہجہان سے شروع ہوئی لیکن جب مولف کے باعث سے اس تجویز کا ظہور نہ ہو سکا اسی عرصہ میں بادشاہ کو دمی کی بیماری بابت شہادت ملک کشمیر کے بہت بڑے گئی اور نوین تاریخ ماہ نومبر ۱۶۲۷ء کو مطابق ۱۳۷۰ ہجری کے انتقال کیا اس کی تاریخ وفات یہ ہے *

تاریخ وفات جہانگیر بادشاہ

شہنشاہ جہان شاہ جہانگیر کہ دستِ عدل اور برآستانِ
چونور الدین محمد بود نامش ازان از رفتش نور جہان
ازین ماتم سرا چون رخت بست جہان نگین شدہ او از جہان

جو تاریخ وفاتش جست کشف

خود گفتا جہانگیر از جہان رفت

تاریخ نویسی

مردمان

نور الدین

مردمان

نور الدین

مردمان

نور الدین

مردمان

نور الدین

شہر لاہور میں درمیان شاہدہ کے مدفون ہوا اسی بادشاہ کے وقت میں سرٹاس
سفیر تھیں اول شاہ انگلند کا و بار شاہی میں حاضر ہوا اور اسکو سورت میں کوٹھی بنانے
کی اجازت ملی تھی یہ بادشاہ نیک مزاج اور رحم دل تھا اور ملوں المزاج اس کثرت
سے تھا کہ اس سے انتظام ایسی بڑی سلطنت کی امور ات کا نہو سکتا تھا طاس صاحب
لکھتا ہے کہ اگر یہ بادشاہ بد مزاج ہوتا تو بہتر ہوتا یا بہ نسبت اور لوگوں کے صوفیہ اور ست
فیرون سے بہت خوش ہو کر صحبت گرم رکھتا تھا۔

شاہجہان بادشاہ

جہانگیر ابن اکبر کے دور کے بیٹے شاہجہان اور شہریار اسکی وفات کے بعد باقی رہے
اگرچہ بد وقت وفات کے جہانگیر نے بہت صیت بہت غلامی نوز جہان بیگم کے کلبہ دی
تھی کہ شہریار جو نوز جہان کے شکم سے تھا بعد اس کے والی تخت و تاج کا ہو پر ہاتھ تاج
اور صف خان وزیر غلام اگرچہ وہ بھی بہائی نوز جہان بیگم کا تھا شہریار کا حق نہ تھا
تہیرو اسطے تخت نشینی شاہجہان کے کی اور اسکا بہائی شہریار قبل بیٹے شاہجہان
کہ وہ اون ایام میں درمیان دکن کے تھا شکست کہا کر اسیر اور اندھا بھی ہو چکا تھا
شاہجہان تخت سلطنت پر بیٹھا تو اسے نہایت خراب تدبیرین نظام سلطنت کی
وقع میں آئیں وہ یہ تین کہ پہلے اپنے بہائی شہریار کو اور پھر اسکی اولاد کو
قتل کیا اور تیور کی اولاد میں جو شخص مذکر تھا اگرچہ بچہ ہی کیوں نہ ہو زندہ نہ رکھا
سب کو چنوا کر قتل کیا۔

شہر لاہور
۱۶۱۱/۱۶۱۲

۱۶۱۱/۱۶۱۲

۱۶۱۱/۱۶۱۲

باوجود اس احتیاط کے قریب سلطنت ایک اور شخص ظاہر ہو لیکن ایک شخص سے
 لودھی جو اپنے تئیں افغانی خاندان سے بتلاتا تھا جو قوت کشاں جہان دکن میں بر
 فساد تھا اس امیر کو بادشاہ جہانگیر نے اس کے مقابلہ کی واسطے روانہ کیا تھا وہ جہانگیر
 کی وفات کی خبر سن کر شاہ جہان کی تخت نشینی کا مانع ہوا شاہ جہان نے اس کو کھنکھایا
 کہ اگر تو ثابت کرے گا تو میرے حق میں اچھا ہوگا وہ راضی ہو گیا اور اس کو صوبہ
 مالوا عطا ہوا بعد ازاں جب حکم شاہ جہان کے دار الخلافہ میں آیا کہ دربار شاہی میں
 اس نے اپنی بوقری سوچ کر خیال کیا کہ شاید میرے گرفتار کرنے کی تجویز ہے
 یہ دیکھ کر اس کے بیٹے عظمت خان نے دربار میں تلوار کھینچ لی اور لودھی اپنے
 مکان کو جلد پہاگ آیا ایک سو آدمی اس کے ہمراہ تھے سب اس مکان میں محصور ہو گئے
 مگر چونکہ دشمنوں میں گہر گیا تھا اور موت سلسلے سے نظر آتی تھی اسلئے طرح طرح کے
 خدشے اس کے خیال میں گزرتے تھے۔ اسی عرصہ میں زنان خانہ سے آواز پہنچنے لگی
 آئی لودھی فوراً اندر گیا دیکھا تو تمام عورتیں خون میں لوٹ رہی ہیں معلوم ہوا کہ ان
 عورتوں نے بیاس عفت اور ناموس کے بدن خیال کہ مبادا دشمنوں کے ہاتھ میں
 اسیر اور قید ہو جاویں اپنے ہاتھ سے اپنے اپنے شکم میں خنجر مار لئے تھے لودھی
 یہ حال دیکھ کر قریب دو انگلی کے ہو گیا۔ الفرض دونوں بیٹوں کو ہمراہ لیکر گھوڑوں پر
 سوار ہوا اور نقارے بجاتا ہوا مکان سے نکلا اور پکار کر کہتا جاتا تھا کہ ظالم بادشاہ
 کو ان نقاروں سے اطلاع دیتا ہوں کہ میں جاتا ہوں اور دوبارہ آکر اس کی

جانیر مصیبت برپا کر دیا گا اگرچہ اوسکا تعاقب فوراً کیا گیا پر وہ لشکر کو اپنے پاس
 نہ آنے دیتا تھا افسوس کہ دریائے جہلم کہ موسم برسات کے باعث سیلابیانی پر تھا اوسکے
 سد راہ ہوا مگر پھر بھی اوس نے یہ بہ بہادری کی کہ فوج کے قریب آتے ہی گھوڑی
 دریا میں ڈال دی اور اگرچہ عظمت خان اوسکا پیارا بیٹا اور اوسکے ہمراہی مار
 گئے مگر وہ پار ہو گیا اور دکن میں جا کر اوس نے جہند اسرکشی کا بلند کیا اور علاوہ
 جمع کرنے اپنے رفیقوں کے بادشاہ گو لکنڈہ اور دریا پور کو بھی بادشاہ سے باغی کر دیا
 کوئٹہ یہ لوگ شاہجہان سے آرزوہ خاطر بہت تھے۔ شاہجہان ایسا ڈر گیا کہ اوسکو
 بدون جنگ کرینکے اور کچھ چارہ نہ سوجھا اور چونکہ تمام فوج پر اوسکو بہرہ و ساقو کے
 نہ تھا اسلئے علیحدہ علیحدہ فوج بسر کر دگی ارادت خان اور اور سرداروں کے مختلف
 مقام پر وسط تہذیب مفید و نیکے زمانہ کی مگر یہ فوج لودھی پر ہرگز غالب نہ ہوئی سب نے
 شکست پائی آخر کار شاہجہان نے آصف خان کو تمام فوج کا سپہ سالار مقرر کیا آصف خان
 کا نام سننی ہی دشمن تتر تتر ہو گئے پر لودھی قسمت آزمائی کے ارادہ پر پڑتا رہا آخر کو
 شکست کھائی گو لکنڈہ کا بادشاہ مطلع ہو گیا اور چونکہ لودھی کے بکڑے اوسنے کی بھی
 شرط ہو گئی تھی اسلئے وہ اپنے ملک سے نکل گیا اور اگرچہ بادشاہ نے تمام رستے
 بند کر دیے تھے مگر وہ شجاع مودہ اپنے رفیقوں کے مالوہ میں پہنچا۔ شاہجہان نے فوراً
 عبداللہ کو دس ہزار سوار سے لودھی کو تعاقب کیا و سب نے متعین کیا لودھی اس
 باعث سرکہ اوسکو اتفاق حملوں کا اثناء راہ میں پڑتا تھا بہت شکستہ حال ہو گیا

تہا جب اوس نے دیکھا کہ فوج کثیر قریب آگئی اور اوسکا بڑا بیٹا بھی مارا گیا اور صرف
 بیس آدمی ساتھ رہ گئے ہیں اور یہ بھی گھر گئے ہیں تب دشمن برجلہ کیا ناگیاں ایک
 گولی اوسکی چپاتی میں ایسی لگی کہ وہ مارا گیا اور ہمراہی بھی اوسکے ساتھ اوسکی
 میں رہے۔ مہا بھان سپہ سالار اور صف خان وزیر عظم شاہجہان کے دربار میں
 اور اوس نے اون دنوں کی مشورت پر بعض دفعہ ظلم اور ستم ہی سے نہیں دست کشی
 کی بلکہ اور بہتر سے اچھے کام کئے چنانچہ راجہ بندیل کھنڈ کی جان بخشی کی اور پھر اوسکو
 اوسیکے ملک پر بحال کر دیا اگرچہ یہ بادشاہ مذہب اسلام میں متعصب تھا مگر اول
 میں ہندوؤں کی یہودہ باتیں دیکھ کر اوس نے بہت برہم ہوا اور انکو سخت ایذا دی
 اور جب دیکھا کہ ہندو لوگ اپنے بتوں کی پرستش اور واپسیات رسمیات سے پائون
 آتے لاچار ہو کر مسلمان اور ہندو دونوں کو یکساں سمجھنے لگا اور پھر کیسکو ایذا نہ دے
 اسکے وقت میں ہند کی سلطنت بہت وسیع ہو گئی تھی قندھار اور بلخ پر بھی اوسنے
 چڑھائی کی اگرچہ سبب حکام شاہ عباس کے کامیاب نہ ہو سکا ملک دکن کے راجا اور
 نواب بھی بہ نسبت سابق سلطنت کے اوسکے زیادہ مطیع تھے ہندوستان میں شاہجہان
 بادشاہ نے بڑے بڑے رونق دار مکانات بنائے چنانچہ دہلی نو کو شاہجہان آباد
 خطاب دیکر اپنا مسکن اوسی جگہ مقرر کیا اور قلعہ سنگ سرخ کا ایسا تحفہ بنوایا کہ بڑا
 ہی برصاحب فرماتے ہیں کہ اپنے اپنی زندگی میں ایسا تحفہ قلعہ کہیں نہیں دیکھا
 جامع مسجد جو اس شہر میں بنوائی نہایت عالیشان ہے اوسکے برابر تمام ہندوستان

کہیں کوئی ایسی مسجد نہیں ہے روضہ تاج محل جو اگرہ میں اس بادشاہ نے اپنی بیماری سے
کیواسطے بنایا تھا تمام عمارتوں سے عمدہ ہے یہ روضہ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے اور اسکو
گزمربع میں بنایا ہے بڑے قیمتی پتھر اس میں لگے ہوئے ہیں قطر گیند کا سہ گز ہے اور گرد
بڑا دلچسپ باغ بنا ہوا ہے اس روضہ کی تعمیر میں (۷۵) لاکھ روپیہ خرچ ہوا ہے

میں یرس تک شاہجہان کی سلطنت امن سے رہی جب آصف خان درمہا تاجن جو رکن عظم
اوسکی سلطنت کے تھے مر گئے تو بادشاہ کو اسوقت سلطنت میں نہ یادہ مصروف ہونا پڑا اور اس
نے تمام خلق کو اپنے سے ارضی کیا۔ اس بادشاہ کے چار بیٹے بڑے خوش نصیب و قابل حکمران
کے تھے ان کو ن اور باب میں بدرجہ کمال پڑا تھا اونکو بڑے بڑے عہدوں پر بادشاہ نے تقرر
رکھا تھا مگر جبکہ وہ جوان ہوئے تو ان میں بڑی دشمنی ظاہر ہوئی کیونکہ ان میں ہر ایک
وعدوی تخت کا رکھتا تھا۔ داراشکوہ بڑا بیٹا بادشاہ کا بہت عزیز تھا ہمیشہ بادشاہ کے ساتھ
رہتا تھا اوسکے واسطے ولی عہدی کی تجویز تھی یہ لڑکا اگرچہ نیک اور علم دوست اور عیش
عشرت سے نفرت کرنا لاتھا پر عاقبت اندیش نہ تھا اور اوسکی مزاج میں جلدی بہت تھی +
دوسرا بیٹا شجاع عباس رحمہ اللہ لاور تھا ملک بنگالہ پر حکومت کرتا تھا +

تیسرا مرزا مراد جلیل القدر اور دلیر اور جنگ جو تھا یہ بادشاہ زادہ گجرات میں حکمرانی کرتا تھا
پر جو تھا بیٹا ان سب بہائیوں بلکہ باپ ہی الگ ایک خصلت رکھتا تھا اس شانزادہ کا
نام اورنگ زیب تھا وہ مزاج کا دہیا مگر سرد مہر تھا بیداری اور احتیاط کے ساتھ پرفتن تھا
اور توڑ جوڑ میں لگا رہتا تھا اس بات میں اوستاد تھا کہ باطن میں کچھ ہو ظاہر جیسا جاتا

تھا بنا دیا تھا اگرچہ تیر ہوش اور نیرک تھا خیالات اس کے فراخ نہ تھے ہمیشہ اس تاڑ
 میں رہتا تھا کہ دشمن موافق بنیں اور دوست پیدا ہوں مگر ان سب باتوں کے مقابلہ
 میں شجاع تھا اور فن سپاہگری میں ہوشیار صورت میں وجہہ اور حضور رسوئے کے ساتھ
 الطاف اور مہربانی سے پیش آتا تھا اور اس کی تقریر دلاویز اور فصیح تھی مگر جملہ امور میں
 ساختگی اور اسکی مزاج میں اس درجہ تک تھی کہ اوپر مذہب کے معاملات میں بھی ریا کاظن
 کیا گیا ہے اور اگرچہ اس نے مذہب کی اپنی تدبیر ملکی کا ایک آلہ بنایا ہوا تھا حقیقت
 میں وہ اپنے مذہب میں صدق بلکہ تعصب کہتا تھا حتیٰ کہ ایک مرتبہ ترک دنیا کی نیت کا اظہار
 کیا اور اپنی تمام زندگی میں اپنے مذہب پر ایسا قائم تھا کہ بعض اوقات ایسے معاملات
 میں بھی کہ جو اس کے غرض کے نہایت منافی تھے اپنے مذہب کے عقاید کا گردیدہ رہا
 نماز اور مطالعہ قرآن میں مصروف رہا کرتا تھا بار بار سنا یہ بحث کیا کرتا تھا اور پرہیز گاری کا
 یہاں تک دم پڑتا تھا کہ یہ بات دکھانی چاہتا تھا محنت بازو سے اپنا ذاتی قوت
 حاصل کرتا تھا طبیعت میں اس کے انکسار تھا اور بخشش میں تحمل اور مصیبت میں تسلیم
 اسکی خود تہی سب سے زیادہ علامت پاس مذہب کی یہ تھی کہ بت پرستی اور کفر کو دبانے
 اور اپنے مذہب کو فروغ دینے میں ہمیشہ دل سے سامی رہتا تھا باوجود اس کے
 نظری اسکی مزاج پر ایسی حاوی تھی کہ مذہب یا اخلاق کو کیسے اپنے مطلب کے حصول
 کا سد راہ نہونے دیتا تھا۔ اور چونکہ اس نے مدت تک دکھن کی فوج پر سپہ سالار کے
 کی تھی تو وہ بہ نسبت اپنے بہائیوں کے زیادہ تجربہ کار اور فن سپاہگری میں بڑا

قاعدہ دان ہو گیا تھا۔ اس اثنا میں شاہجہان ایسا بیمار ہوا کہ جیس و حرکت کئی دن تک
 بڑا رہا۔ داراشکوہ بجز دلاحتی ہونے اس بیماری کے حسب الحکم اپنے باپ کے کارسلطنت
 بادشاہ بنکر انجام کرنے لگا اور بہائیوں نے ایسی طرح پیش آیا جس سے رشک و خیال
 بدترسی کا صاف پایا جاتا تھا کیونکہ اوس نے حکم قطعی دیدیا کہ کسی طرح کا حظ یا اخبار
 اوس کے پاس کوئی روانہ نہ کرے اور اون تمام امراء کو جو اوس کے خیر خواہ تھے جلا وطن
 کر دیا ان حرکتوں سے اوس کے بہائیوں کے دلوں میں جو پہلی سے اوس سے رنجیدہ
 تھے کینہ کی آگ زیادہ بڑھ گئی اور اب توقف کرینا کوئی عذر نہ باوجود ان تمام
 احتیاطوں کے اذکو اپنے باپ کی بیماری کی خبر برابر پہنچتی تھی بلکہ اذکو شک مرنے کا
 بھی پڑ گیا تھا اوہوں نے ہی ایسا طور اختیار کیا جس سے صرف یہ ثابت ہوتا تھا کہ
 اپنی جان کی محافظت کر رہے ہیں مرزا شجاع جو بنگالہ میں تھا اوس نے وہاں سے
 حرکت کی اور دارالخلافہ کو چلا۔ اوس کے تھوڑے دنوں کے بعد مرزا مراد نے
 گجرات سے تمام حقیقت حال اور رنگ زیب کو لکھی اور اوس کو لکھا کہ ہم تم دونوں بچتے
 ہو کر داراشکوہ پر چڑھائی کریں اس رائے کو اورنگ زیب نے بھی پسند کیا اس
 عرصہ میں بادشاہ نے صحت کلی پائی داراشکوہ نے نہایت فرمان برداری سے
 امورات سلطنت سے دست بردار ہو کر پھر خستہ سلطنت اپنے باپ کو دیدیا۔ اور
 شجاع کو لکھا گیا کہ چون کہ تم نے فوج کشی بخجال مرنے شہنشاہ کے کی تھی اب لازم ہے
 کہ ایسی باتوں سے تم دست بردار ہو لیکن وہ چونکہ کھل کھلا تھا اور اوس کے دل میں

بلند نظری سماگنی تھی اس خبر کو اوس نے نامعتبر خیال کیا بلکہ شہنشاہ نے اپنے ہاتھ سے جو نامی لکھے تھے اوکو بھی اوس نے جعلی تصور کیا اس لئے مرزا سلیمان ابن داراشکوہ نے گنگا کے کنارے پر اوسکو جا کر شکست دی اور وہ بھاگ کر منیگر کے قلعہ میں مستحصن ہوا سلیمان کی فوج نے اوس قلعہ کا محاصرہ کر لیا ایک اور مہم جنوب کی طرف یہ ہوئی کہ اوزنگ نے اپنے فوج جمع کر کے حسب الطلب مرزا مراد کے بہت جلد کوچ کیا پر شاہزادہ مراد کو ایسے کلمات لکھی جن سے اوسکو یقین ہوا کہ اوزنگ بہت میرا مطیع رہیگا چنانچہ اوزنگ نے یہ لکھا کہ میں صرف تم ہی کو لائق تخت ہندوستان جانتا ہوں اور رعایا بھی تمکو بادشاہ بنانے پر خوش ہے اور میں تمہاری مدد کروں گا اور میرے دلکی تو یہ تمنا ہے کہ گوشہ عبادت میں ٹھیکہ اپنی زندگی یاد الہی میں بسر کروں یہ لکھا دیکھ کر مراد فریب میں آگیا دونو بادشاہزادوں نے فوج لیکر کوچ کیا نربانڈی کے کنارے پہلے بعد عبور دریا مذکور کے جنونت سنگہ راجپوت کو جو بادشاہ کی طرف سے ایک فوج کثیر سواروں کے لئے ہوئے مقابلہ کو گیا تھا شکست فاش دی +

شاہجہان یہ واردات سُکر بہت حیران اور ہراسان ہو رہا تھا کیونکہ وہ خوب جانتا تھا کہ انجام کو اوپر کچھ مصیبت پڑے گی یہ سوچ کر شہنشاہ نے ارادہ کیا کہ داراشکوہ کی طرف ہو کر مین ہی میدان جنگ میں جاؤں پر داراشکوہ کی یہ قسمتی کے سبب سیدہ باز رہا اور سلیمان ابن دارا کو حکم ہوا کہ شجاع سے

صلح کر کے اس دشمن خوفناک پر چڑھائی کرے اور داراشکوہ کو حکم دیا کہ تاوقتیکہ سیدمان
 شکوہ نہ آجاوے دشمن سے لڑائی کا ارادہ کرنا داراشکوہ ایک لاکھ سوار لے کر دریاء
 جبل کے کنارہ پر بھاگے اگر وہ کو باسانی مرحمت ہو سکتی تھی مورچہ بندی کر کے پڑا ہوا
 اوزنگ زیب اور مراد جب قریب آئی تو شاہی فوج دیکھ کر بڑے متعجب ہوئے مرزا مراد نے
 یہ صلاح دی کہ سورج چال توڑ دو اوزنگ زیب نے عاقبت اندیشی اور ہوشیاری سے
 یہ بات بعید جانی اوس نے معلوم کیا کہ ایک راہ پہاڑوں میں سے سیپہ ہگرہ کو
 جاتی ہے اس لئے اپنے لشکر کی وضع اسی جگہ بنی رکھ کر فوراً اگرہ کو روانہ ہوا
 مرزا شجاع کو اب سوا چھوٹے دارالخلافہ یا لڑنے کے چارہ نہ رہا پراسکی گرم مزاج
 نے اوسکو آمادہ جنگ کیا غرض کہ لڑائی ہوئی اور دونوں طرف کی فوج کے بھاگ جانے
 کے بعد اوزنگ زیب کے پاس ایک سو سوار رہ گئے اور داراشکوہ کے پاس ایک ہزار اوسو اور زنگ
 یابوس ہو گیا تھا اتفاق سے سبب صلح ایک ناک حرام امیر کے داراشکوہ ہا تھی پر سے
 اتر کر گھوڑے پر سوار ہو گیا فوج میں تہلکہ قائم ہو گیا اسلئے ساری فوج تتر بتر ہو گئی
 داراشکوہ کی سپاہ بھاگ گئی اور اوسکو سخت ہوی تفصیل اسکی یہ ہے کہ ان دونوں شاہزادوں
 فوج کے دو حصہ تھے ایک حصہ پر مرزا مراد۔ دوسرے پر اوزنگ زیب سوار تھے جس
 بازو پر مراد سپہ سالار بنا ہوا تھا اوس پر داراشکوہ کی تیزی اور زور سے حملہ کیا یہاں تک
 کہ صف سپاہ کی ٹوٹ گئی اور مرزا مراد زخمی ہوا بلکہ اوسکی جان پر خطرہ تھا اوزنگ زیب نے
 یہ چالاکی کی کہ اوسے عرصہ میں بڑی سینہ زوری سے مقابلہ کر کے اوس فوج کو

جو اس کے مقابل تہی ہنگا دیا اور اوس وقت دوسرے بازو کی فوج کی مدد کو گیا اور مسخ باہمی
اب دونوں شاہزادوں کی فوج ملکر آگرہ کو آئی اور چونکہ مراد زخمی ہو گیا تھا اسلئے اورنگ زیب کو
خوش طالعی سے تمام فوج کا اختیار حاصل ہو گیا پہلے ہی پہل اوس نے سلیمان شکوہ کے
پاس ایچی بھیجا کہ اوس کو اپنے سے ملا لیا بعد ازاں اپنے باپ شاہجہان کو قاقابو میں لانے
کے فکر میں ہوا مگر یہ امر اوس کو بہت نازک اور دشوار معلوم ہوتا تھا کیونکہ قلعہ بہت
مضبوط تھا اور اس خبر کے سننے سے کہ شہنشاہ کو اورنگ زیب نے قید کر لیا ہے لوگ بہت
پہر جاتے اور فساد قائم ہوتا اور شاہجہان اب ابھی نہ تھا جو اوس کے فریب میں آجائے
غرض کہ فریبے باب کے قابو میں کر نیکی تجویز مہمان کر ایک ایچی شاہجہان کی خدمت میں روانہ
کیا اوس نے بادشاہ کی خاطر جمع کی اور محبت اور سعادت مندی کا اظہار کیا شاہجہان سمجھ
گیا کہ یہ سب اوس کا فریبے غرض کہ شہنشاہ نے فرمایا کہ اگر اوس کے دل میں کچھ فریب نہیں
اور سعادت مند لڑکے ہے تو کوسو اسطے یہاں آکر حاضر ہنہن ہوتا اورنگ زیب نے یہ سن کر اپنے
محمد کو بھیجا یا اوس نے جاکر دیکھا کہ قلعہ میں سپاہی اور سوار کین گاہ میں اورنگ زیب
کی گرفتاری کیو اسطے کٹرے تھے اسلئے محمد نے عرض کی کہ اس سپاہ کی بہانہ جمع
ہونے سے شک پڑتا ہے اگر سپاہ نہ ہی تو میرے والد حاضر ہوں بادشاہ نے سپاہ کو حکم
دیا کہ چلے جاؤ پس اسطے سے محمد مرزا نے قبضہ قلعہ آگرہ کا کر لیا شاہجہان بہت عجز و کمزوری
کچھ نہوا +

اب صرف مرزا مراد سے اورنگ زیب کو فیصلہ کرنا باقی رہا سوا اسکی یہ صورت ہوئی

کہ اوسکو کہلا بھیجا کہ آجکی شب کو آپکی ضیافت ہے مرزا مراد خوشی سے آیا اور رنگ زیب نے
 خوب ناچ راگ اور رنگ کروٹ اور بڑی دھوم سے ضیافت کی طیاری کی مرزا مراد جب تیار ہو گیا
 اور مار فرسے کے رات کو اسی جگہ پڑ کر سو رہا اوسوقت حسب الحکم اور رنگ زیب نے اوسکو
 باندھ لیا اور حکم دیا کہ اگر وہ میری تابعداری میں ذرا اپنی قصور کرے تو فوراً مار ڈالو غرض کہ
 وہ بھی مقید ہو گیا اب کیا ہو سکتا تھا۔

چونکہ اورنگ زیب پہلے سے بڑا عالم اور متقی تھا اور دم نہاد اور گوشہ نشینی اور نفرت دنیا کا
 بہرہ تھا اور اسادہ جج کا مشہور کر رکھا تھا اسلئے اب یکایک دعویٰ شہنشاہی کا کرنا
 خلاف ان اوضاع کے پا کر اس امر کا طالب ہوا کہ لوگ اوسکو سمجھا دیں کہ اب خلق الہ
 کے انصاف اور رعایا پر رحم کرنے کے لئے امدادہ جج کا دور کیجئے اور بادشاہ اختیار کیجئے
 چنانچہ ایسا ہی ہوا اور بعد تھوڑے اعراض اور انکار کے اپنے دلی مطلب کے ختم ہونے پر
 کو مستعد ہو گیا اور تخت نشین ہوا اگرچہ اوس نے تمام عمر اپنے باب کو قید میں رکھا
 پر ہمیشہ اوسکی عزت کرتا رہا۔

حال وزنگیب کا اور زوال سلطنت کا

شہنشاہ عالمین اورنگ زیب جس کا لقب عالمگیر تھا تخت ہندوستان پر جلوس فرما ہوا اور یہاں
 کیا کہ جب تک داراشکوہ اور مرزا شجاع کا نام و نشان صفحہ ہستی سے نہ اٹھے گا تب تک
 میری سلطنت مستقل نہ ہوگی کیونکہ داراشکوہ کو خود شاہجہان نے تخت پر بٹھایا تھا

اور اسکے اوصاف حمیدہ ایسے تھے کہ رعایا کی طبیعت اور سکی محبت پر منجذب تھی اس لئے
 اورنگ زیب نے اول اسی شانزادہ کی استیعال کا فکر کیا داراشکوہ لاہور کو محبت کر گیا
 اور وہاں پہنچ کر اوس نے دشمن کی جمعیت سے زیادہ فوج جمع کر لی مگر بدین سبب کہ اوسکی
 فوج سے تھپی اور اورنگ زیب کے سپاہ آزمودہ کار تھی مقابلہ کرنا مناسب نہ جانکر دریا
 سندھ کے پار چلا گیا اور اس سفر میں بہت تکلیف اٹھائی اور اوسکی فوج کے آدمی رفتہ رفتہ
 کم ہوتے گئے یہاں تک کہ بہت تھوڑے آدمی نکھلال اوسکے ہمراہ قائم رہے اسی اثناء
 میں اورنگ زیب کو خبر پہنچی کہ مرزا شجاع اوسکا دوسرا بھائی بنگالہ فوج لیکر اوسکے
 مقابلہ کو چلا ہے اس لئے داراشکوہ کا تقاب چھوڑ کر بنگالہ کی طرف لڑنے کو جلال آباد
 پہنچا اوسکو دیکھا کہ بڑی بہاڑی فوج لیکر آیا ہے جسوت سنگھ باجوٹ جو اورنگ زیب کے ہمراہ
 اثناء راہ میں ہولیا تھا اوس سے جدا ہو کر اوسکے عقب میں چلا آ رہا تھا اب اورنگ زیب کو
 بڑی دقت واقع ہوئی سلمنے دشمن سے مقابلہ تھا اور عقب میں اکیلا دشمن ناگہانی پیدا
 اوسوقت بادشاہ کو حیرانی پیدا ہوئی پر بڑی دلاوری سے اپنے ہاتھی پر چاہوا بیٹھا رہا
 اسی کارزار میں اورنگ زیب کے ایک سردار بڑہ کر مرزا شجاع کے ہاتھی کو زخمی کیا اور رجا
 مخالف سے ایکسایر نے اپنا ہاتھی آگے بڑھا کر اورنگ زیب کے ہاتھی کے پاس لاکر ایسی ٹکڑ
 لگاؤ اسی کہ بادشاہ کا ہاتھی گھٹنوں کے بل ٹھیک گیا بادشاہ حواس باختہ ہو کر چاہتا تھا کہ ہاتھی سے
 اونیسے اتنے میں ایک سردار رسمی میر جلد نے جو وزارت پر مغر تھا پکار کر کہا کہ ہاتھی سے
 نہ اترنا اوسوقت آیکا ہاتھی سے اترنا گویا تخت سے اترنا ہے یہ سنکر اورنگ زیب کو

ذرا ڈھارس ہوئی اور ہاتھی کے پیر میں بخیڑ ڈالو اوسے پر وہی غلطی جو داراسے ہوئی تھی
 اورنگ زیب بھی جھکو کرتے کرتے بچ گیا تھا مرزا شجاع سے وقوع میں آئی سیفے ہاتھی
 سے اتر کر گھوڑے پر سوار ہوا فوج نے ہو وہ خالی پا کر ہمت ہار دی اور بہانہ شروع کیا
 میدان اورنگ زیب کے ہاتھ آیا شجاع بنگالہ کو بہاگ گیا اور قلعہ منگیر میں مستحضر ہو گیا
 اسی اثنا میں خبر آئی کہ دارا شکوہ نے دوبارہ دریائے سندھ سے عبور کیا ہے اور بے قطع
 رگستان اور سخت کشتی گرمی اور سفر صعب کے گجرات میں داخل ہو گیا اور صوبہ گجرات کو جسکی
 بیٹی مراد سے منسوب تھی اپنا رفیق اور سہدم بنا کر فوج کثیر ہمراہ لیکر راجپوتانہ کو روانہ ہوا تو
 اجمیر کے جو دارا اختلاف اوسکا تھا ایک مقام مستحکم حاصل کیا اسلئے مرزا شجاع کا تعاقب چھوڑ کر
 بادشاہ دہان جلد پہنچا اور اوسکا شکر ایک زمین بلند پر پڑا ہوا دیکھ کر دل میں ڈر گیا
 اور فوراً طیارمی لڑائی کی کی دارا کو سخت دست لکھنا شروع کیا تاکہ میدان میں
 لڑائی شروع کرے پراسلئے کچھ خیال کیا تب ایک فریب اورنگ زیب نے اورنگ لالا
 وہ یہ تھا کہ دوسرے داروں کی طرف سے اس مضمون کا خط لکھو یا کہ ہم سے برا تصور ہوا جو ابلی قوت
 جدا ہوئے اگر دروازہ قلعہ کا فلانے وقت برآپ کہلا رکھیں تو ہم سے بے رفقوں کے
 حضور میں حاضر ہو کر جو حکم ہو جائے لاوین ہر چند مسن اور عقل مند لوگوں نے صلاح دی کہ اس
 فریب پایا جاتا ہے مگر دارا شکوہ اپنی نادانی کے سبب نہ سمجھا بلکہ برخلاف اسکے اوسکے
 دماغ میں یہ سمجھا کہ ان سرداروں کے ملنے سے فوج کی کثرت ہو جاوے گی چنانچہ اس
 نے وقت معین پر دروازہ کھولا یا سرداروں کو رد داخل ہوئے اور ان کے پیچھے تمام

منج بادشاہی اندر گھس گئی اور سوقتا و سکو ظاہر ہوا کہ یہ قریب تھا کہ پہر ہی بہت بچا
 اور سردانگی سے لڑا اور حشر کار کا سیاب نہوا اور تھوڑے آدمیوں کے ہمراہ گجرات کی طرف بدین
 کہ وہاں اسکو پناہ ملیگی یہاں کا لیکن جاگم گجرات نے اسکو پناہ ندی اور مرہٹوں نے جو اس کے
 باقیانہ سپاہ تھی اسکا تمام اسباب لوٹ لیا اب ابیر و سامان گجستان کی جانب بہاگا اور
 جس قدر سپاہیوں بادشاہ کو تکلیفین گزری تھیں اس سے زیادہ اسکو برداشت کرنی پڑی غرض کہ
 چند ہجرتیں لیکر ٹہٹہ میں پہنچا اور یہاں سے اگر چاہتا تو ایران کو جہان اسکی بہت خاطر داری
 تو اضع ہوتی جلتا مگر اسوقت اسکی پیاری بیوی مادہ بانو جان بلب ہو رہی تھی اس نے
 اسکی مفارقت حالت نزع میں گوارا کی قریب اس موضع کے سردار جہان خان کا مقام ریت تھا
 اس نے چاہا کہ وہ میرے ساتھ جہان نوازی کا طریق برتے یہ سردار بڑا ظالم اور خونریز
 اور اسکی قتل کے لئے شاہ جہان بادشاہ نے دو دفعہ حکم دیا تھا مگر اس نے اس شکوہ کی شفاعت سے
 دو نو دفعہ اسکی خطا معاف ہو کر جان بچ گئی تھی اس توقع پر دارا کو خیال تھا کہ وہ کچھ پسین
 کر لیا مگر بجائے اسکے اس محن کش نے اس کا قاقب کیا جبکہ دارا اپنی بیوی سے نصیحت کر
 چاہتا تھا کہ کیسے فکرو نکل جاوے سپاہیوں نے اسکو گھیرا اور پکڑ کر خانجہان کے حوالہ کیا وہ دارا
 بحالت خواری و ذلت دہلی میں لایا اور عالمگیر کے سپرد کر کے لاہور کی طرف روانہ ہوا
 خانجہان کو کسی نے قتل کر ڈالا اور بادشاہ نے چند قاتلون کو تجویز کر کے حکم دیا کہ رات کو دارا
 کا سر کاٹ ڈالیں خانجہ ایسا ہی ہوا

اب صف ایک بہائی مرزا شجاع بادشاہ کی نظروں میں وارد کہلائی دیتا تھا اور صرف اسکی

جانب سے ایک خطرہ اوسکو تھا کیونکہ اوس نے فرصت پا کر بہت فوج جمع کر لی تھی اس واسطے بادشاہ نے اپنے بیٹے شاہزادہ محمد سلطان کو ہمراہ میر حلقہ اپنے وزیر کے مرزا شجاع کے مقابلہ پر روانہ کیا وہاں عجب ماجرا گزرا مرزا محمد سلطان حالت صبا میں اپنے چچا مرزا محمد شجاع کی لڑکی پر عاشق ہو گیا تھا اور اس فساد کے سبب سے جو اوس کے باپ اور چچا میں تھا اگرچہ اوسکا عشق فز ہو گیا تھا مگر ایک خط جب اوس لڑکی نے اپنے بھائی شہنشاہ مرزا محمد سلطان کو لکھا تو خط کے پڑھنے سے عشق کی آگ پہر پڑ گئی اسی لئے وہ فوراً اپنے چچا سے جاملہ مرزا شجاع نے اوسکی بڑی خاطر داری کی اور اپنی لڑکی سے اوسکی شادی کر دی اور بعد رسوم شادی اور خوشی کے لڑائی میں مصروف ہو چو کہ مرزا محمد سلطان کو یہہ گمان تھا کہ مجھ کو دیکھ کر تمام سپاہ اور زنگیہ میرے ہمراہ ہو جاوے گی اسلئے وہ سبے اول صف میں کھڑا ہوا اور جب اوس نے دیکھا کہ دشمن کے سوار اوسکے طرف بڑھ رہے تو اوسنے نادانی سے یہ خیال کیا کہ یہہ لوگ ہم سے شریک ہونے کو آتے ہیں مگر جسوقت انہوں نے سخت حملہ کیا اوسوقت اوسکی آنکھ کھلی اور چچا اور بہتیا دو نو خوب لڑے مگر چونکہ بنگالہ کی فوج بزدل تھی اور میر حلقہ کی فوج کار آزمودہ تھی میدان جنگ میر حلقہ کے ہاتھ آیا اب اس شاہزادہ مرزا محمد سلطان کو بڑا خوف ہوا اور سمجھا کہ باپ کے فریضے اب میں ہیچ سکونگا اسی اثنا میں اور زنگیہ نے ایک خط مرزا محمد کے نام اسطور پر لکھا کہ گویا اوسکے خط کا جواب دیتا ہے اور اوس میں بھی ہضمون تھا کہ تم اپنے سرے کی رفاقت چھوڑ دو اور اوس خط کو اسطرح پر روانہ کیا کہ شجاع کے ہاتھ آ جاوے

چنانچہ ایسا ہی ہوا شیخ نے جب ہ خط پڑھا تو اسکو شک پیدا ہو گیا کہ وہ اپنے باپ سے
 ملا ہوا ہے ہر خندہ او س نے اظہارِ صدمہ اور صفائی کا کیا براو سکو ایسا شک پیدا ہوا کہ
 پہراو سکا رفع ہونا محال ہو گیا اور اوزنگٹ یب کا بھی اوس خط کے لکھنے سے ہی مطلب تھا
 سو وہ بن بڑا چنانچہ مرزا شیخ نے حکم دیا کہ تم اپنی بیوی کو لیکر بنگالہ سے چلے جاؤ ^{۱۶}
 اب مرزا محمد سلطان کو کوئی جگہ امن کی نظر نہ آئی کیونکہ تمام ہندوستان میں عداوتی
 باپ اوزنگٹ یب کی تھی ناچار اوس نے اپنے باپ کی طرف رجوع کی اور اوس نے فوراً
 گرفتار کر کے گوالیار کے قلعہ میں اوسکو قید کیا جہاں سات برس کے بعد رنج و دکھ
 سے فوت ہوا اور مرزا شیخ اراکان کو بہاگ گیا وہاں کے راجے اوسکو معہ اوسکے
 عیال و اطفال کے دغا سے پکڑ کر مارڈالا شاہجہان نوال سلطنت کے بعد آٹھ برس حالت
 قید میں زندہ رہا مگر عالمگیر نے اوسکی عزت اور توقیر حالت قید میں ہی بہت کی اور
 اوسکی سخت دست باتوں کی برداشت بہت کی جب اوسکو خبر ہوئی کہ میرے شاہجہان
 کے مرنے کا وقت قریب ہے اوسکو اتنی جرأت ہوئی کہ وہ باپ کے سامنے جاوے اس نے اپنے
 بیٹے شاہ عالم کو پہچا کر وہ اوسکے پہنچنے سے پہلے ہی مرچکا تھا شاہجہان کی وفات ^{۱۶}
 میں ہوئی ^{۱۶}

تاریخ وفات شاہجہان بادشاہ

خود تاریخ نقلش چون کہر سفت جمالِ خلد بادشاہِ جہان گفت

سلیمان شکوہ جو داراشکوہ کا بیٹا اور اوزنگٹ یب کا بیٹا تھا وہ اپنی جان بچا کر کوہ

ہالیہ میں پہنچا تھا اوسکو راجہ سری نگر نے حسب الحکم اوزنگ نیچے لے کر ساجنوری میں لے کر ملاقات
کیا۔ یہیں جادوی الاول شہر بھری میں دہلی کو روانہ کر دیا۔ دسوقت اوسکو ہاتھی پر سوار کر کے شہر
تشریف کیا۔ بعد ازاں بادشاہ کے سامنے لائے پاؤں کی تیریاں دور کی گئیں مگر ہاتھوں میں
ہتھکڑیاں پڑی ہوئی تھیں۔ حضار دربار اوسکا یہ حال دیکھ کر رونے لگی اور اوزنگ نیچے پہنچ کر
شکل نظر ہرنبالی سلیمان شکوہ نے عرض کی کہ اس کو کھانا اور عذاب سے کھر دے۔ چکو بیفائدہ دوایں
چلائی جاتی ہیں ہی بہتر ہے کہ ایک فتنہ چکو قتل کر دیا۔ جادو سے بادشاہ نے نرم آواز سے فرمایا
کہ ہمیں تمہارے سے اچھا سلوک کیا جائے گا مگر یہ عہد پورا نہ ہونے پاپا کہ سلیمان شکوہ
اور اوسکا بھائی سپہر شکوہ اور مرزا مراد کا چھوٹا لڑکا یہ سب گوالیار میں تھوڑے ہی عرصہ
مر گئے اور بادشاہ کا بیٹا سلطان محمد جو کہ اوسے قید خانہ میں محبوس تھا کئی برس تک زندہ
رہا اور آخر کو اوسکو کچھ حکم آزادی کا بھی مل گیا تھا۔

مرزا مراد کا یہ حال ہوا کہ سلیمان شکوہ کے مفید ہونے کے چند مہینے کے بعد اس بادشاہ پر
نے قلعہ کی شہر بنیاد سے ایک سستی لٹکا کر بھاگ جانیکا ارادہ کیا تھا اور اوس دیوار کے نیچے
ایک ہندو عورت رہتی تھی جس سے اوس نے اجازت بھی نیچے اترنے کی لے لی تھی۔ جس
کمند پر کوہ کر وہ نیچے اترادہ عورت ایسی چلائی کہ نگہبانوں کو خبر ہو گئی اور اوسکو معلوم ہو گیا
کہ وہ بھاگنا چاہتا ہے۔ اوزنگ نیچے پہنچا کہ وہاں کے دلہن خیال کیا کہ جب تک میرا بھائی مراد
زندہ رہیگا تب تک مجھکو ٹپک بڑا خطرہ دانگ ہے۔ اس لئے اوسکو پھر قید کیا اور ایک
ایسا لڑکا تلاش کیا جس کے باپ کو مرزا مراد نے بحالت حکومت گجرات کے قتل کیا تھا اور اوسکو

سمجھا یا کہ تو مرزا مراد پر خون کا دعویٰ پیش کر چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس کے مقدمہ کی تحقیقات
 کے بعد قصاص کا حکم دیا اور مرزا مراد کو اپنے روبرو طلب کر کے قتل کروا دالا اب کچھہ اندیشہ
 اس بادشاہ کو کسی کا نہ رہا بس بہاؤن اور ستیج کو اپنے باب شاہجہان کے طور پر قتل کر کے
 ہندوستان کا خود مختار بادشاہ ہوا۔ اس بادشاہ کے عہد میں شاہ عباس بادشاہ ایران
 ایک فوجی گیری پیدا ہوئی اور اس کا باعث صرف میرنشی کا قصور تھا جس نے غلطی سے نامہ پر
 یہ لکھا تھا کہ شہنشاہ جہان کی طرف سے یہ نامہ والی ایران کو پہنچے شاہ عباس یہ دیکھتے ہی
 برہم ہوا اور فوراً آمادہ جنگ ہو گیا ہر چند اس امر سے اوزنگ نے کوبڑا تردد ہوا مگر بہت استقلال
 سے کام کیا اور اپنے امر اور وزرا سے بہت احتیاط کی راہ کام میں لایا اور سب سے عہد اور
 اقوام کے لیکن اسی اثنا میں شاہ عباس بقضا الہی فوت ہو گیا اور اس کی جگہ صفی جو اس کا
 بوتا تھا تخت نشین ہوا اس نے اپنا ملک بے انتظام پایا اور اس لئے غیر ملک پر غم کیا یہ جانبین
 میں صلح ہو گئی۔ اسی بادشاہ کے عہد میں ایک عورت سماٹہ بنامیہ دادو ویش اور خلق اپنا
 دکھلا کر میوار کے ضلع سے بیس ہزار آدمی کا لشکر جنین جتی اور فیقر اور جوگی اور منی شامل
 جمع کر کے اس بادشاہ پر چڑھائی کی اور اگر وہ ملک فتح کرتے ہوئے چلے آئے اور یہ مشہور
 ہو گیا کہ اس عورت نے ایسی قسم کا کہا نا طیار کر رکھا ہے کہ جب تک لشکر کو کہلا دیتے ہیں
 بردت جنگ دے دکھلائی نہیں دیتے ہیں اور وہ ساحرہ ہے اس لئے اوزنگ نے اس کے لئے
 خوف پڑ گیا ہر چند کہ اوزنگ زیب سپاہ کو سمجھاتا تھا پر وہ عقائد باطل اور کئے دل سے نہ جانتا تھا اس لئے
 اس نے چند تمغہ لکھو کر اپنے چہنڈوں پر لکھوائے اور سپاہ کو کہہ دیا کہ اب اس عورت کا ہاتھ

تم پر اثر نہ کرے گا اس طرح خوف اُن کے دل سے دور ہوا اور دشمن براؤن کے سپاہ غالب آئی اور
 سکوتیغ کیا۔ اُس کے عہد میں ایک فساد کابل میں برپا ہوا مگر اُس نے اپنی حکمت سے
 جلد دفع کر دیا اگرچہ اُس ملک کو اپنے ماتحت نہ کہہ سکا اُس کو گو لکنڈہ اور بیجاپور کے سوا
 کرنے کا بڑا شوق تھا اگرچہ بادشاہان سابق اور اُس نے بھی کئی بار ان شہر و ملک فتح
 کیا تھا اور شکر وہاں کی تباہ کر دیا تھا مگر پہر ہی اُن کو بہت زور حاصل تھا چند در چند
 اور واقعات باعث سیوہم ہم ملوی رہی پہر ^{۱۶} تھلہ اسیٹھ اسیٹھ سال جلوس میں
 اوزنگ نے شکر شاہی کے تین حصہ کر کے تسخیر و کن کو روانہ کئے اول شاہ عالم نے
 جو ولیعہد تھا گو لکنڈہ کو جا کر محاصرہ کیا بعد ازاں بادشاہ نے خود معہ تمام فوج کے بیجاپور
 پر چڑھائی کی آخر کار قلعہ کے حادث ہونے کے باعث بہت شرائط اور اقرار کے بعد وہاں
 رعایا نے اطاعت منظور کی سکندر علی شاہ جو وہاں کے سلاطین میں پچھلا بادشاہ تھا مقید
 ہوا بعد ازاں گو لکنڈہ پر چڑھائی کی اور سات مہینے کے محاصرہ کے بعد کئی لڑائیوں میں
 فریب و وفا سے اس شہر کو فتح کیا اور اس شہر کے حاکم ابو الحسن کو بہت ذلت اور رسوا
 سے قتل کیا جبکہ بعد کوئی بڑا حاکم باقی نہ رہا اسی اثنا میں ایک نئی قوم ہندوستان
 میں زور آور ہونے لگی یعنی مرہٹے لوگ اسی بادشاہ کے عہد میں غالب ہوئے
 یہ قوم گجرات سے کنارا تک پہاڑی قطعات میں بستے تھے اُن میں سے ایک شخص
 سیواجی بڑا صاحب حوصلہ پیدا ہوا سیواجی مسلمانوں سے بڑا فساد اور دشمنی
 رکھتا تھا اور اُس کے وجہ یہ تھی کہ اوزنگ نے یہ عالمگیر نے ہندو کو زور شمشیر مسلمان

کرنا شروع کر دیا تھا اس لئے مرہٹے اور اوربہت سی قومیں اس کے دشمن بن جانے لگے
تھے اور یہی امر سلطنت مغلیہ کے ضعف کا باعث ہوا۔

سیوا جی کے ہمراہ پہاڑی قوم بہت تھی جو جنوبی کوستان میں رہتے ہیں یہ لوگ شہر و
لوہتے اور روپیہ جمع کرتے تھے کہ بیجا پور کے حاکم نے ان کے مطیع کرنے کیو سطل ایک
شکر جبار افضل خان کو دیکر سیوا جی پر چڑھائی کر نیکوروانہ کیا سیوا جی نے یہہ کنہا جی
کے مجھے اطاعت منظور ہے لیکن ایک ملاقات آپسے تنہا کرنی چاہتا ہوں اس نے
منظور کیا سیوا جی نے اپنی سپاہ گہات میں چہا دی اور کہہ دیا کہ جسوقت بگل کی آواز
سنو فوراً دشمن کی فوج پر آڑیو افضل خان نذرہ ہزار آدمیوں کو جسکو وہ اپنے ساتھ
لایا تھا الگ کر کے تنہا مقام متعین پر گیا سیوا جی بھی دل میں ڈرتا ہوا چار طرف سے
ہوشیار ہو کر ایک ایک قدم پیچھے مڑ کر دیکھتا ہوا اس مقام معین پر پہنچا
جاتی ہے ہنگلیو کر ملا اور وہیں افضل خان کے پیٹ میں خنجر مارا افضل خان نے
ملاوہ نکالی اور سیوا جی کے سر پر باری مگر چونکہ اسکی پگڑی کے نیچے خنجر تھی اسو
وہ بچ گیا اور وار خالی گیا اس نے دوسرا خنجر مارا خان مذکور کا کام تمام ہو گیا
جب فوج کا سردار مارا گیا شکر ترتر ہو گیا اس فتح سے بہت سی لوٹ مرہٹوں کے
ہاتھ آئی اور سیوا جی کی بڑی مشہرت ہوئی اور اس نے ملک میں بہت دور
تک لوٹ مار کی یہاں تک کہ بیجا پور کے قریب تک اس نے دھاڑ مارنی شروع
کر دی کئی دفعہ حاکم بیجا پور نے اس پر چڑھائی کی مگر وہ مغلوب ہوا آخر کار صوبہ

بہار پر متصرف ہو گیا اور پچاس ہزار پیادہ اور سات ہزار سوار رکھنے کی طاقت کو حاصل ہو گئی بعد ازاں اوزنگ ریسے ایک فوج بسر کر دگی شائستہ شاکی روانہ کی اوس کی فوج حاصل کی مگر ایک خاص موقع میں گھر جانے کے سبب شائستہ خان کا بیٹا مارا گیا اور ایک اگلی اوسکی بھی کٹ گئی اور وہ کنہر کی سے کودتے ہوئے زخمی ہوا بعد ازاں اوس نے مراجعت کی درخواست کی اور چند روز مرثیوں سے لڑائی موقع رہی +

سیواجی نے فرصت پا کر شہر سورت کو لوٹا اور مرثیوں کا شکریہ کیا سو رہیں جاگسا ہاں اٹھنڈا اور چچ اپنی اپنی کونہیوں کے اندر رہے اور یہ فوج مرثیہ کی تین دن تک لڑتی رہی جواہرات قیمتی اور اجناس قیمتی ایک کروڑ روپیہ کے اونسکے ہاتھ آئے اور گتے بہت حال دیکھ کر بہت فروختہ ہوا اور ایک بڑی فوج بسر داری راجہ ناہر کے اوسکی نیبہ کو روانہ کی وہ اکودہ مین پکڑ لیا اور یہ شرط کی کہ تیری عزت بدستور رہیگی مگر یہاں وہ مقصد ہو گیا اور پہر ایک فریب کی چال چلا یعنی وہ اور اسکا بیٹا دونوں کو گر وینیں بیٹھے گئے اور انکے اوپر مٹھائی رکھ کر حلوائی لوگ انکو باہر لائے بطور سے مخلصی پا کر شہر امنچا اور وہاں سے جگنا تہہ کو گیا اور حسب دستور سابق فزانی اختیار کی عالمگیر نے جو اوسکی گوشمالی میں دیر کی اوسکی دو وجہ ہیں ایک تو یہ کہ یہ مفسد ایسا دغا باز اور فریبی تھا کہ عالمگیر کو اسکے فریبوں سے نفرت ہو گئی تھی اور دوسری وجہ یہ تھی کہ اسوقت شاہ ایران کے مقابلہ کی تجویز ہو رہی تھی اور علاوہ اس کے بیٹے کے فساد دفع کرنے میں ہی بادشاہ مصروف تھا اوس سبب سیواجی کو جو فرصت ملی تو اوس نے تمام اضلاع

مغربی کو لوٹ کر تباہ کر دیا اور سورت کو پھر دوسری دفعہ غارت کیا اور اگرچہ پیری فتح
اور میں شہر میں داخل ہوا مگر بہت سارے پوہ وصول کر کے لے گیا قلعہ سنگ جو بہار میں واقع ہے
اوسکو اپنے قبضہ میں کر کے اپنا لقب راجہ مقرر کیا اور سکے بھی اپنے نام کا جاری کر دیا
اپنے برابر سونا تو لکڑ پر منو کو دیا اور ہمیشہ دان و پن کرنے لگا جسکے سبب اوسکی
اور بھی زیادہ شہرت ہو گئی ۔

گوکنڈہ میں باکر بارہ ہزار سواروں کے ساتھ حملہ کیا و نامی علیا نے بہت سا فوج دیکر شہر
کو تاراج ہونے سے بچایا اور سیوا جی نے شہر مذکور میں شانہ دربار کیا اور گوکنڈہ کا راجہ
شہور ہوا اور مقام چنچی اور دیلور وغیرہ میں اپنی فوج متبعین کی اور مدراس و سرنگا
پاٹنم تک فتح کر لی پہر بی پر حملہ کیا مگر غالب نہ آسکا غرضیکہ ترین برکھا ہو کر بہرے کی
سوزش میں مبتلا ہو کر تباہ پنجبم اپریل ۱۷۷۷ء میں وفات پائی اگرچہ اورنگ زیب
اوسکی وفات کی خبر شکر خوش ہوا بلحاظ شانہ مرزا کے اوسکی دلاوری اور جرات
تعریف کی ۔

سیوا جی کی وفات کے بعد اوسکا بڑا بیٹا سنبہا جی گدی پر بیٹھ کے تھوڑے دنوں
تک مغلوں سے مقابلہ کرتا رہا آخر کو پکڑا گیا اور مسلمان ہونے سے انکار کیا اس
۱۷۷۷ء میں قتل کیا گیا اور اورنگ زیب نے اراکان اور چاکام کو فتح کیا اس کے بعد
بیجا پور اور گلگندہ فتح کر کے پٹھانوں کی بغاوت کا مزہ اونکو چکھایا اور ناراٹک
جو مشنوں کی دار الحکومت تھی اپنے قبضہ میں لایا لیکن مرہٹے پہر ہی پرہتے جاتے

تھے اور ہر طرف تاخت کرنے تھے اور اورنگ زیب ان کے ہاتھ سے بہت تنگ تھا
 سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ جب اورنگ زیب بہت بیمار ہوا واپسی زندگی سے
 مایوس ہوا تو کام نخب کو جو اس کا چھوٹا بیٹا تھا اور اس کو بہت پیار کرتا تھا ہر روز دینے
 ستروین ماہ ذی القعدہ ۱۱۰۰ ہجری صوبہ بیجا پور مرحمت فرمایا اور حکم کیا کہ بہت جلد
 بیجا پور میں جا پہنچے کیونکہ اس کو یہ خیال تھا کہ مبادا اعظم شہ کے ہاتھ سے جو اس کا
 دوسرا بیٹا تھا کچھ آسیب اس کو پہنچے اور ہر روز جمعرات بیسویں تاریخ ماہ مذکور کو اعظم شاہ
 منجملے بیٹے کو حکم کیا کہ صوبہ مالوہ کو کوچ کرے مگر بہت پرکے جاوے اور ہر روز
 پانچ کوس چلا کرے اور دو روز ہر منزل پر مقام کرتا جاوے الغرض اعظم شاہ تہواری
 دور گیا تھا کہ بروز جمعہ ۸ ماہ ذی قعدہ ۱۱۰۰ ہجری عالمگیر نے رحلت کی یہ خبر سننے پر
 فوراً وہ معاودت کر کے لشکر شاہی میں آیا اور اورنگ زیب کا بوقت بنوا کر کندہ و بکر
 چند قدم اس کے ہمراہ ہو کر تابوت اورنگ آباد کو روانہ کیا صبح کو حکم دیا کہ نوبت شاہی
 بجائی جاوے اور دس تاریخ ماہ ذی الحج کو کہ روز عید تھا تخت پر جلوں کیا اور عزت
 اور لشکر کی استمالت اور دلجوئی اور خاطر داری کرنی شروع کی خزانہ جو لشکر کا تھا
 اس پر فایض ہوا اور امر اس کو حکم دیا کہ دربار عام میں آوین ہر ایک پر رتبہ کے موافق
 نوازش کی آصف الدولہ اسد خان بہادر بدستور عہدہ وزارت پر مقرر ہوا اور
 اس کا بیٹا ذوالفقار خان جیسا کہ سابق سپہ سالار تھا اسے سطح برقرار رہا اور ہر روز
 ہوز دیتا تھا اور دہر عالمگیر بادشاہ کا بڑا بیٹا سلطان معظم حکما لقب بہادر شاہ تھا اس نے

دو چھوٹے بیٹوں مخمبختہ اختر جہان شاہ اور رفیع القدر کے اپنے والد کی ہی عین
 حیات میں صوبہ کابل میں سرحد ایران پر قبضہ ہوا اور سلطان معظم شاہ کا بڑا بیٹا محمد عزیز
 جہاندار شاہ ملتان کا صوبہ دار ہوا اور اسکادوسر بیٹا عظیم الشان جو اسکی اولاد میں
 بڑا لائق اور منظور نظر اپنے دادا اور نگریکے تہا ملک بنگالہ کی صوبہ داری پر مقرر
 ہوا۔ اور محمد کا مخمبختہ حب الامر اپنے عالمگیر بادشاہ کے بیجا پور کا حاکم ہوا اورنگزیب
 کے خیال میں ہندوؤں کا بادشاہ سلطان معظم بہادر شاہ۔ اور ممالک دکن کا حاکم
 محمد اعظم اور سلطنت بیجا پور کا بادشاہ کا مخمبختہ مقرر ہو چکے تھے اور اس کے دلیں بھی
 آرزو تھی کہ پچھتینوں اپنے اپنے ملکوں میں ہمیشہ کامران اور حکم فرما رہیں مگر
 ملکہ داری کی حرص و سلطنت کے لالچ نے جیسا کہ اگلے پچھتینوں سے نہیں رہنے دیا اور ننگر
 آرام نکر نے دیا کا مخمبختہ نے جو اپنے والد یعنی عالمگیر بادشاہ کی رحلت کی خبر سنی
 تو اس نے کہ اس کے قبضہ میں بیجا پور ایک حقیر سی جگہ تھی اسکو بجائی خود ملک
 گیری کا فکر پیدا ہوا اگرچہ ظاہر محمد اعظم نے کامبختہ اور اسکی والد کو یہ کہہ کر
 خوش کر لیا تھا کہ سوائے صوبہ بیجا پور کے میں اور صوبہ بھی اضافہ کر دوں گا اور مخمبختہ
 حدود بیجا پور میں اپنے نام کا خطبہ اور کہ جاری کر دی مگر اسکو سویش ہنشاہ نے
 نہ چھوڑا

سلطان معظم شہر کابل سے اور اسکا بڑا بیٹا عظیم الشان بنگالہ سے عالمگیر کی شدت
 بیماری کا حال سن کر اکبر آباد کی طرف چلے اور جب انرا راہ میں سلطان معظم بہادر شاہ

نے سنا کہ بادشاہ کا انتقال ہو گیا تو اس نے اول تاریخ ماہ محرم روز سہ شنبہ
 ۱۹^{۱۱} ہجری کو تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور محمد اعظم کو لکھا کہ چونکہ ملک دکن
 وسیع و بکواسبب کہ بموجب مرضی والد کے اوسپر لکھا کرو اور ملک ہند کی سلطنت
 پر سپرد کرو و جب سے صلح بہتر ہوتی ہو اور امن سے فوائد بشمار ظاہر ہوتے ہیں
 اعظم شاہ چونکہ اپنے بہائی کو کچھ نہ سمجھتا تھا اس نے صرف اس قدر جواب دیا کہ دو
 بادشاہ دراقلمی گنجدیچہ سنکر اعظم شاہ نے اپنے بہائی پر چڑھائی کی محمد
 معز الدین حاکم ملتان بہت شکر اور سامان فراوان لیکر لاہور پر اپنے والد کی خدمت
 حاضر ہوا اور وائے ملکر دونوں اکبر آباد کو گئے اور بنگالہ کی طرف سے عظیم الشان بھی
 جو فوج جارا اور بہت سا خزانہ اور سالن لیکر آیا تھا اکبر آباد میں پہنچا اور اس کو اشارہ
 راہ میں ایک کروڑ روپیہ سے زیادہ ماہتہ آیا اور مختار خان صوبہ دار اکبر آباد کو
 جوش ہزادہ بیدار بخت کا خیر اور اعظم شاہ کا خیر خواہ ہوا پھر کر قید کیا اور تمام خزانہ
 اور اسباب سلطنت پر جو کہ اکبر آباد میں با فراط موجود تھا قابض ہو گیا۔ مگر قلعہ اس کے
 ماہتہ اس واسطے نہ آیا کہ قلعہ دار نے یہہ عذر کیا کہ شاہ عالمگیر کے تین بیٹے سلطنت
 وارث میں ابھی تک کوئی اون میں سے تخت پر نہیں بیٹھا جبکہ ایک شخص ملنے
 تخت نشین ہو جاوے گا اس وقت یہہ قلعہ اس کا ہوگا بالفعل میں قلعہ کیلکوسپر
 نہیں کروں گا چونکہ عظیم الشان کو سوار قلعہ گیری کے اور امور ات کا انتظام بھی
 ضرور تھا اس لئے اس عذر شکنی کی طرف اس نے کچھ توجہ نہ کی یہاں تک

کہ او کا باپ معظم شاہ بہار و مان پنج گیا اور اوس نے وہ خزانہ باپ کی نذر کیا
 معظم شاہ اوس خزانہ کو دیکھ کر نہایت خوش ہوا کیونکہ اوسکی سپاہ بسبب قلت
 روپیہ اور ضرورت خراج کے بہت تنگ تھی اور اوس نے نہایت شکر گزاری خدا کی
 کر کے جمعیت خاطر سے سپاہ کی ضرورت رفع کی *

چونکہ اورنگ زیب کو آخر ایام سلطنت میں بڑی بڑی مہمیں چمکے باس ہو گئی تھی اور
 اوسکی سلطنت کا زوال روز بروز زیادہ ہوتا جاتا تھا اس لئے اوسکی زندگی بے لطف
 ہو گئی تھی ایام پیر میں اسکو جذبہ مذہبی نے ہندو کے قتل کرنے پر برا بھلا کہا چنانچہ
 ستھرا اور بنارس کے مندر گرا کر خاک کے برابر کر دی اور بجای اون کے مسجدیں
 بنوائیں اور احمد آباد کے مندروں میں گائیں فوج کروائیں بھہ حال دیکھ کر ہندو ہی کچھ
 باغی نہو گئے تھے بلکہ اوسکے تمام قلمرو میں باشندگان ہندوستان کو اوس سے نفرت دلی
 پیدا ہو گئی تھی ایسے وقیعین مرثیوں نے ہی زور پکڑا اور چوٹے چوٹے راجپوت و سرداروں
 نے سراوٹھا باعلا وہ برہن اورنگ زیب کی آخر عمر اس عٹا سے ہی بہت تلخ کامی سے
 گزر کر کہ اوسکے بیٹوں نے ہی اپنے باپ کے ڈھنگ پر چاہا تھا کہ خود بادشاہ بن کر اوسکو
 شش بھانج کے قید کر لیں چنانچہ اوسکا بیٹا محمد اعظم بسبب بغاوت کے قید ہوا
 اور قیدی میں مر گیا *

چونکہ شاہ عالم ہمدومی نے بہت لوگوں کو اپنے سے متفق کر کے ارادہ کیا تھا کہ
 باپ تخت چھین لوے چنانچہ اوسکے سے پہلے لکھنؤ اور سکاتیا نکلیا۔ تیسرا بیٹا اکبر

کہلا کہلی مفد ہو گیا وہ مرہٹوں اور جاتوں سے مل گیا نہ صرف دو بیٹے ایک عظیم شاہ
 اور دوسرا کام بخشاوسکی وفات کے وقت اسکے پاس حاضر تھے اور اسکو خوب یقین ہو گیا
 تھا کہ میری وفات کے بعد اس تخت کی بابت ان لڑکوں میں جنگ عظیم ہوگی اسی فکر اور
 غم میں ۲۱۔ فروری ۱۸۵۷ء میں ۹۹ برس کی عمر اور وہ برس کی سلطنت

کر کے راجہ ملک بھاہوا *

اورنگ زیب کی شجاعت اور دانائی اور لیاقت پر لحاظ کرنے سے حیرت ہوتی ہے
 کہ اوسکی سلطنت کا انتظام اچا کیوں نہیں ہوا وجہ اوسکی یہ ہے کہ اوسکا دل اچا نہیں تھا
 اور ملازم اوسکے اوسکی بدگمانی کے باعث شوق سے خدمت نہ کرتے تھے عہدہ داروں کی
 نسبت خفیہ تحقیقات رشتی تھی ایک دوسری پر نگران رکھا جاتا تھا۔ تاہم کبھی کبھی بادشاہ
 کے ساتھ اوسکی ملازموں نے اتنی دغا نہ کی نہ ایسی بری طرح سے خدمت کی جیسے کہ
 معاملات میں تنگ نظر ہونے کے سبب رعایا کا دل بادشاہ سے پر گیا تھا یہ تو
 سچ ہے کہ ایک ہندو کو بھی اپنے مذہب کے پابندی کے سبب سے ضرر مال و جان
 نہیں پہنچا نہ کوئی اس سبب سے قید ہوا نہ کسی پر اوسکے مذہب کی رسوم کی پابندی
 کے سبب سے اعتراض ہوتا تھا۔ مگر ہندو کی نسبت اورنگ زیب کا یہ قاعدہ رہا
 کہ اچھے عہدے اونکو نہ ملتے تھے اور ہر چیز مقرر کیا گیا تھا اونکے میلون اور
 تیوٹاروں کے باپ بن مانعت تھی۔ اور اگر دربار میں کوی رسم اس قسم کی جاری
 ہوتی کہ ہندوؤں کے مذہب کی پابندی پائی جاتی تو موقوف کر دے جاتے تھے

نہضکہ معاملات مذہب میں ضد اور منافقت باہم کا ابا اثر ہوتا ہو کہ نہایت سخت
برعتوں کے باعث ایسی نیت فحاصت شاذ پیدا ہوتی ہے جیسے اس بادشاہ کے تعصب کے
سبب پیدا ہوئی مگر باوجود تعصب کے مذہب کے باب میں وہم اس بادشاہ کی طبیعت میں نہ تھا
ہندوؤں نے تو اس کو قلبی نفرت تھی مگر اوسنی مسجدوں وغیرہ پر وہ بہت سادہ و سادہ
وہن کے خادموں کو بدل نہیں مانتا تھا اور فقروں اور درویشوں کی ساختہ بزرگی سے
نفرت کرتا تھا

شاہ عالم بادشاہ

سنہ ۱۷۱۲ء

اوزنک زیب بادشاہ کی وفات کے بعد شاہزادوں نے تخت پر قبضہ کرنی تدریس میں کہیں
مگر شاہ عالم کے حمایتی بڑے طاقتور امرا ہی غلام تھے اس لئے اوس نے تخت حاصل کیا
یہ بادشاہ اپنے بہائیوں سے بہت مہربانی رکھتا تھا کہ وہ اس کے مخالف نہ ہو جائیں
اور تا بعد از مرگ کر رہیں مگر ہر ایک کے دماغ میں بادشاہ ہونے کی ایسی ہوس پر گئی تھی
کہ بدون فساد اور لڑائی کے کسی کو چین نہ ہوا اور ہر ایک نے یہی ارادہ کیا کہ تقدیر
کی ازمایش کرنی چاہئے جسکو خدا تخت دلوائی و ہی بادشاہ ہو آخر کار مجھ ہوا کہ لڑائی
ہوئیں اور سب نے شکست پائی ایک تو لڑائی میں مارا گیا اور دوسرے نے اپنے تئیں
آپ قتل کر ڈالا۔ شاہ عالم کا اصل مطلب یہ تھا کہ اوسکی فلمو میں امن اور صلہ رہی اور
کوئی کسی پر ظلم نہ کرنے پاوے چنانچہ اسی نے اس بادشاہ نے راجہ تو نے بھی ایک اقرار نامہ

اسمضمون کا لکھوالیا کہ وہ بادشاہ کے تابع دار ہیں گے اور کچھ فساد اور لوٹ اوس کے ملک میں نہ کریں گے اگرچہ بیچہ اٹھ صرف برای نام تھی مگر پہر بھی اوس نے اپنے ماتحت کی اچھی اچھی زرخیز صوبے مرہون کی لوٹ اور بربادی سے بچائے اور اونکو چوتھ لکھدی یعنی ملک کے خراج سے چوتھائی آمدنی اونکو بخشی منظور کر لی تاکہ رعایا امن سے بے اور مرہون کے ظلم اور لوٹ مار سے آرام اور چین حاصل ہو دوسرے موقع پر اس بادشاہ نے بیچہ بھی دکھلادیا کہ وہ فن جنگ میں بھی مہارت کامل رکھتا ہے اور جنگ کرنے سے بھی عاری نہیں ہے اور یہہ طہ اس بادشاہ نے بمقابلہ ایک نئے دشمن کے جو اوس کے ایام سلطنت میں کنہڑا ہوا تھا دکھلا بھی چنانچہ اوسکا بیان آگے کیا جاتا ہے قوم سکھ کا ظہور بادشاہ کیو تھیں ہوا اوسوقت میں بیچہ لوگ صرف ایک نیا فرقہ مذہبی شہور ہوا تھا اوس فرقہ کا بانی گرو نانک رحمت دل اور عقل و نرم مزاج آدمی تھا اوس نے اپنے دل میں بیچہ منصوبہ باندھا کہ ہندوستانی ہوں دو قوم کے بہت آدمی بستے ہیں مسلمان اور ہندو کوئی عبادت ایسی نپونہ کرنی چاہیے جس میں بیچہ دونو قومیں شامل ہو جاوے چنانچہ اوس نے دونو مذہبوں کی کتابوں سے وہ مسائل و اعتقادات جو دونوں کے نزدیک مسلم تھے چن کر ایک اپنا گرتھ بنایا اور اپنے متبعین کو وہ مسائل دکھلائے اور واحدیت اور خیر اور منرا کا پائنا ثابت کیا پر جو مسائل کہ دونو فرقوں کے معتقد علیہ تھے صرف وی ہی اوس نے لئے تاکہ اوس سے کوئی انکار نہ کرے اس لئے بہت لوگ جانیں سے اوس کے مذہب کو ماننے لگے

مگر چونکہ اکبر بادشاہ کی وقت تک یہ قوم کچھ طاقت نہ رکھتی تھی اور مثل ہندو و فقیروں کے
تھے اور رعایا کے موافق رہتے تھے اس واسطہ ایام سلطنت اکبر بادشاہ میں کوئی
اونکا متعرض نہوا مگر جب اورنگ زیب نے جنگ دہلی کے سبب سے ان لوگوں کو تکلیف
دی تو اس وقت سے یہ قوم خاندان غلیہ کی سخت دشمن ہو گئی چنانچہ اورنگ زیب نے
سیخ بہادر کو جو اسکے زمانہ میں اس قوم کا گرو تھا پکڑا کر مرہٹوں کا گرو گوبند سنگھ نے
جو گرو سیخ بہادر کا بیٹا تھا اپنے تمام عمر اس خون کا عوض لینے میں صرف کی اور
اوسکی قوم کو گنہگار کی حالت چھوڑ سلجھ اور گہر چڑھی ہو کر بڑے دلیر اور سخت
لوہیرے ہو گئے پراورنگ زیب کی کار آمدودہ فوج کے سامنے ان کی کیا حقیقت
تھی ایک ہی مقابلہ میں تتر تتر ہو گئے اور گوبند سنگھ کے دو بیٹے پکڑے گئے اور قتل
کئے گئے اور اوسکو جلا وطن کر دیا وہ اسی غم میں دیوانہ ہو کر گیا پراوسکے تابعین
کے دل سے اتفاق قوم کا حوصلہ نہ گیا تھا اور مدت سے کوہ ہمالہ میں بیٹھے ہوئے
منتظار کر رہے تھے کہ اورنگ زیب کے مرنے کی اونکو خبر پہنچے اور اس سبب اونکو
صوبجات شمالی کے قریب انیکا قابو ملا اس وقت اونکا سردار ہند نامی ایک سکھ تھا جو
گرو گوبند سنگھ کا چچا اور گدی نشین تھا اور جس نے آخر کو اپنا نام بھی گرو گوبند سنگھ
رکھا تھا اوس نے سر ہند پر قبضہ کیا مگر جب اوس نے سنا کہ شاہ عالم اوس پر چڑھائی
کر کے چلا ہے اوس وقت ڈابر کے قلعہ میں جو کہ کوہ ہمالا میں واقع ہے پہاگ گیا
شاہ عالم نے وہ قلعہ بھی لے لیا پر ہندو جان بچا کر پہاڑوں کی راہ سے پہاگ گیا

شاہ عالم بڑا رحم دل اور لائق تمام بادشاہان سابق سے گذرا ہے اور سکی فیاضی بہت
 بڑی تھی اور ہمیشہ بڑا اور عظیم مہات پروہہ کوشش کرتا تھا اگرچہ بھیہ بادشاہ بڑا
 دیندار مسلمان تھا اور بہت خوب اسلام کی حقیقت اور کے روح اور خونین پوسہ
 تھی مگر بہر بھی اوس نے اپنے ایام حکومت میں مثل اور بادشاہوں کی کسی غیر مذہبی قوم کو
 سبب تعصب کے نہیں ستایا بھیہ بادشاہ شہر لاہور میں سلسلہ اربعین فوت ہوا

معزالدین جہاندار شاہ

سلسلہ اول سے سلسلہ دوم تک

شاہ عالم بادشاہ کی وفات کے بعد اوس کے چاروں بیٹوں میں تخت کیواسطے باہم لڑائی
 ہوئی مگر چونکہ بڑے بیٹے معزالدین کا طرفدار نواب ذوالفقار خان تھا جو کہ اس وقت میں
 ایک بڑا طاقت ور رئیس تھا تو اوس سب سے معزالدین کی فتح ہوئی اور باقی بیٹوں کو
 شکست ہوئی اور لڑائی میں مارے گئے معزالدین جب تخت پر بیٹھا تو اوس نے اپنا لقب
 جہاندار شاہ مقرر کیا مگر حکومت کی بابت نہایت نالائق نکلا سید عبداللہ اور سید
 جو کہ قوم سے سدا اور آپس میں جہاں سے فوج سیر کو جو شاہ عالم کا پوتا تھا بادشاہ

کیواسطے براہین کیا فوج سیر ملک بنگالہ میں علم بغاوت بلند کر کے جہاندار شاہ اور
 نواب ذوالفقار خان کو شکست دی اور وے دو تو مارے گئے اور فوج سیر بدو

کا بادشاہ ہو گیا جہاندار شاہ نے صرف ایک برس بادشاہت کی

فرخ سیر

۱۸۶۱ء تک

۱۳۶۲ء سے

اس بادشاہ کی وقت میں سید و لکا بڑا زور ہو گیا تھا چنانچہ فرخ سیر کو سید عبداللہ حسین
 جہنوں نے اوسکو تخت دلوا یا تھا اپنا غلام تصور کرتے تھے اور اپنی مرضی پر تمام قلم و مہن
 احکامات جاری کرواتے تھے اور بڑے زور آور ہو گئے تھے اس بادشاہ کی وقت میں
 ہندو نامی سبکہ پہ پہاڑ سے نیچے اوترا اور دریائی اٹک کے کنارے پڑناخت و تالاج
 کرتا پہرنا تھا کہ فوج شاہی نے اوسکو شکست دی اور مارڈالا سید عبداللہ حسین
 کی حکومت آورا مر اور کور شک ہوا اور سپہن اسکا چرچا پہلا چنانچہ تمام امرا اوسکو دوسکے
 اختیار کو پسند کرنے لگے اور بادشاہ کو یہی اونکی تابعداری تاگو اور معلوم ہوئی اور اوسنے
 چاہا کہ اب اونکی اطاعت نہ کرے مگر بادشاہ کی یہ سازش اونپر کھل گئی اور اسنے
 اونہونے بادشاہی کو مارڈالا پہر ان سیدون نے اور نگ زیب کے بڑے پوتے
 کو تخت پر بٹھایا مگر پانچ مہینے کی حکومت کے بعد وہ مر گیا پہر انہون نے
 اوسکے بھائی کو تخت پر بٹھایا جس نے صرف تین ہی مہینے بادشاہت کی
 بعد از ان روشن اختر کو جو کہ شاہ عالم کا پوتا تھا تخت نشین کیا اور اسکا
 لقب محمد شاہ مقرر کیا گیا +

محمد شاہ بادشاہ

۱۸۶۸ء تک

۱۹۶۹ء سے

اس بادشاہ زادہ نے پہلے پہل نوبلا عذر سید فکی خاطر داری اور عزت بدستور کے
مگر آخر کو ادنیٰ قتل کی واسطے ایک تجویز کی کہ اس عرصہ میں ان دونوں بہائیوں نے عیسید
عبد اللہ اور سید حسین اور نظام الملک حاکم مالوہ میں کچھ نا اتفاقی ہو گئی اور یہ صلاح
سہی کہ بادشاہ مسیح سید حسین کے اوس سرکش حاکم مالوہ پر چڑھائی کریں چونکہ سید حسین کے
مارڈالنے کی سازش بھی ہو چکی تھی اس لئے اوسکو راہ میں چاکر نے مار ڈالا سید عبد اللہ نے
یہ خبر پا کر ایک نیا بادشاہ قائم کر دیا اور اپنے بچاؤ کی صورت پیدا کر لی
مگر اوسکو شکست ہوئی اور قید کیا گیا ۔

محمد شاہ نے ابھی بہت دنوں حکومت بھی نہ کی تھی کہ اوسکی نالیاقتی ظاہر ہو گئے اور
یہ دریافت ہوا کہ وہ بادشاہت کی لائق نہیں ہے کیونکہ اوسکی چال و چلن ایسے
نمایان ہوئی کہ اوسکے دو بڑے لائق وزیر ایک نظام الملک اور دوسرا سعادت علی
خان اوسے منحرف ہو گئے اور استقلال کا دم بہرنے لگے نظام الملک نے تو اپنے حکومت
ملک دہلی میں قائم کر لی اور سعادت علی خان نے ملک اودہ میں علاوہ برین اس ناک و
میں مرہٹوں نے بھی سر اٹھایا اور ملک کو لوٹ لیا اور سلطنت لینے کو واسطے کئی
لڑائیاں لڑے چنانچہ صوبہ مالوہ اور گجرات کو لوٹ کر آگرہ کے دروازہ تک جا پہنچے
یہ حال دیکھ کر سعادت علی خان نواب اودہ کو بچ کیا اور اوس نے مرہٹوں کو پسپا کیا
کہ اگر بادشاہ اوسکو نزدیک دیتا تو وہ مرہٹوں کا زور بالکل توڑ دیتا مگر بادشاہ نے اوسکو
حکم دیا کہ آپ مرہٹوں سے نہ لڑے کیونکہ بادشاہ اپنے وزیر خاص کو مع چند مزاروں کے

اوسکے مشا بد کیواسطے خود روانہ کر چاہیہ حکم پاکر سعاد تعلیم خان اپنے زمین ذلیل ہو کر
 پہر گیا مرہٹوں کو جو فرصت ملی اوہوں نے دہلی پر حملہ کیا اور بہت سال لوٹ کر مالوہ
 کو پہلے گئے اور سواڈا اوسکے نام قلمرو میں کئی جگہ لوٹ مار کرنی شروع کر دی
 علاوہ برین ایک اور بڑا حادثہ ہندوستان میں واقع ہوا جسکا حال بیان آئندہ سے
 ظاہر ہوگا۔ ملک فارس میں جبکہ خاندان صفی کو زوال ہوا تو وہاں افغانوں نے حملہ کیا
 اور اصفہان کو جو کہ پارس کا دار السلطنت تھا چھین لیا اور شاہ حسین کو جو اوسکا ملک
 بادشاہ تھا قتل کر ڈالا اور اوسکی اولاد کو مار ڈالا اوسکی نسل میں سے ایک لڑکا سمعی
 طہا سپ باقی رہا تھا اوس لڑکے نے گذربونکی قوم میں جا کر پناہ لی جنہوں نے اوسکی حالت
 گر مجبوشی سے کی اون سرداروں میں سے جو خود مختار ہو گئے تھے ایک سردار نادر نام تھا
 اوس نے لقب طہا سپ قلیخان ٹھہرایا اور اپنی کوشش اور لیاقت سے سپہ سالار ہو کر پہر
 اصفہان کو افغانوں سے لے لیا اور اسکا ملک سے حملہ آور و نکو نکال دیا اور سپاہ کی
 رضا و رغبت سے بادشاہ بن گیا اور نادر شاہ اپنا لقب مشہور کیا *

نادر شاہ نے افغانستان پر حملہ کیا اور کابل اور قندھار کو بطع کر کے ہندوستان کی حدود پر
 آپہنچا اتفاق سے اوسکے ملک کا کوئی آدمی ہندوستان کو بہاگ آیا نادر شاہ نے
 ایک قاصد روانہ کیا اور کچھ بھیجا کہ یہ آدمی میرے حوالہ کیا جاوے وہ قاصد کو
 جلال آباد پر پہنچا تو وہاں کے باشندوں نے اوسکو قتل کر ڈالا اور اس ظلم کا انصاف شاہ
 بادشاہ مند کہہ کر اس لئے نادر شاہ نے اٹک دریا سے اتر کر ایسی شتابی کوچ کیا کہ چار

روز کار استہ دہلی نک رہ گیا اور محمد شاہ کو اس کے آنے کی خبر تک نہ ہوئی غرض کہ
 جھٹ پٹ فوج طیار کی گئی اور نواب سعادت علی خان لڑنے کو بڑے پراسنے بالکل شکست
 پائی اور دشمن کے ہاتھ اس پر نواب سعادت علی خان نے ایک عہد نامہ در شاہ کو ہمنگوا
 لکھ دیا کہ وہ دو کروڑ روپیہ لیکر واپس چلا جاوے اور اس کا ارادہ واپس ہونیکا ہو گیا تھا
 مگر محمد شاہ کی بھونی سے نظام الملک معہ محمد شاہ کے نادر شاہ کے قبضہ میں آئے اس لئے
 نادر شاہ آگے بڑھ کر دہلی میں آیا اور تخت دہلی پر بیٹھ کر بادشاہ دہلی ہو گیا اور روز تک
 تو بڑا انتظار اور چن رہا دوسرے روز کی رات کو ایک افواہ مشہور ہوا کہ نادر شاہ آگیا
 یہ خبر سکر ہندون نے اس کے کئی سپاہی مارے جب نادر شاہ نے محل سنانا دیکھا
 ایسا غصہ آیا کہ اس نے قتل عام کا حکم دیار پت کو بیچہ حکم دیا نہاد و پرتک دہلی کے کوچوں
 میں خون کی ندیاں بہ نکلیں تب حکم دیا کہ اب قتل کرنا بند ہوا ویس وقت قتل عام بند ہوا
 اور ۳ دن تک شہر کے لوٹنے کا حکم جاری رہا اس عرصہ میں جو لوٹ کا مال جمع ہوا
 نہایتیں کروڑیں لاکھ روپیہ نہا جس میں قریب نصف کے تو ہیرے اور باقی جواہرات
 تھے جو سلطنت مغلیہ کے برہمنوں کی کمائی تھی نادر شاہ نے ہندوستان کو اپنے قبضہ میں
 رکھنے کی کچھ خواہش نہ کی بلکہ کابل اور قندھار اور اراون صوبجات کو جو دریا انک کے
 مغرب کو واقع ہیں اپنے قبضہ میں رکھنا مناسب جانکر اور محمد شاہ کو پرتخت پر تیار کر
 ۳۹ ہندوستان کو کوچ کیا اور اپنی فوج کا کوئی سپاہی ہندوستان نہ رکھا ہندوستان
 سے کوچ کرنے کی تاریخ سے آٹھ برس کے بعد نادر شاہ مقام مشہد پر خراسان میں آگیا

اور اسکا ملک کئی حصوں میں منقسم ہو گیا احمد ابدالی جو قوم کا افغان اور ایک افغزیر
 نادر شاہ کے تہا پہل حال دیکھ کر گہر کو گیا اور وہاں جا کر اپنے شہر کا بادشاہ بن بیٹھا۔
 اوس نے دیکھا کہ میرا ملک بھٹل میرے قبضہ میں رہیگا اور کچھ اندیشہ نہیں ہے اسوقت اسکو
 بھی نادر شاہ کی ہمت کا لالچ آیا چنانچہ ۱۷۰۷ء میں اس نے دریائی اٹک سے عبور کر کے
 شہر سرہند کو اگر غارت کیا اور وزیر کو جو اوس سے لڑنے کو گیا تھا شکست دی اور وہ
 لڑا نہیں مارا بھی گیا اوس واقعہ کے بعد محمد شاہ بادشاہ مر گیا اور اسکا بیٹا احمد شاہ
 بجائی اوس کے تخت پر بیٹھا ۔

احمد شاہ بادشاہ

۱۷۰۷ء سے ۱۷۴۷ء تک

اس بادشاہ کے عہد میں دربار میں بڑا ہنگامہ اور فساد رہا کرتا تھا کیونکہ احمد شاہ بادشاہ
 اور اس کے وزیر صفدر جنگ میں خانگی بخش ہمیشہ جلی جاتی تھی چونکہ صفدر جنگ وزیر نے
 ایک خوشامی کو جسکو بادشاہ بہت چاہتے تھے مار ڈالا تھا اس لئے بادشاہ اوس سے
 بہت ناراض تھا چنانچہ اوس نے با عانت امیر الامرا غازی الدین خاں کے جو کہ نظام الملک
 پوتا تھا وزیر صفدر جنگ کو اپنے دربار سے نکلوا دیا اور غازی الدین کو وزارت دی
 غازی الدین پہلے وزیر سے بھی بدتر نکلا اس لئے بادشاہ نے اوس کے نکلوانی کی
 بھی تجویز کی مگر غازی الدین نے بددھو لکر ملہا مرہٹہ کے احمد شاہ کو پکڑ کر قید کر دیا
 اور اس کے آنکھیں نکلوا ڈالیں اور جہاندار شاہ کے ایک بیٹے کو جسکا خطاب عالمگیر ثانی

شہور ہے تخت پر بٹھا دیا *

عالمگیر ثانی

۱۷۰۴ء سے ۱۷۰۹ء تک

اس بادشاہ کی موت میں تمام قلمرو میں تہلکہ مچا ہوا تھا اتفاقاً انہوں نے پنجاب پر حملہ کر کے ملتان اور لاہور پر قبضہ کر لیا اور اسی نواح میں سکھوں کی بھی طاقت اور تعداد بڑھتی شروع ہو گئی اور جٹوں اور ریسلیوں نے جاسبالوٹ مچا دی اور مرہٹی بھی ہار مارتے پرتے تھے یہاں تک کہ ہیکلہنڈ کے شہر بھی انہوں نے لوٹ لے لیا اسی وقت میں غازی الدین نے پہرہ پنجاب کی فتح کو نیکار ارادہ کیا چنانچہ ایک عورت کو جو قوم سے پٹانی تھی اور جس کو احمد شاہ ابدالی لاہور کی حکومت سپرد کر گیا تھا غازی الدین نے گرفتار کر لیا یہ خبر بشکر احمد شاہ ابدالی پر تیسری دفعہ سندوستان پر چڑھ کر آیا اور بڑا لشکر لایا دہلی میں پہنچ کر ۱۷۰۴ء میں اس شہر کو ایسا غارت اور برباد کیا جیسا کہ بادشاہ کے ہاتھ سے ۱۷۰۳ء میں ہوا تھا عالمگیر ثانی نے احمد شاہ ابدالی سے درخواست کی کہ کوئی اپنا محافظ میرزا اور پٹنہ دیا جائے تاکہ غازی الدین جو میرا وزیر ہے آپ کے جانے کے بعد مجھ سے بدسلوکی نہ کرے چنانچہ اس نے عالمگیر کی حفاظت کیونکہ اسے قوم روہیلہ کا ایک سردار دہلی میں متعین کر دیا کہ وہ غازی الدین کی قوت کو ترقی نہ ہونے دیوے غازی الدین نے احمد شاہ ابدالی کے چاکر کے مرثیوں کی مدد سے فوراً بادشاہ کو بھی لکھ لیا اور دربار سلطنت پر بھی اپنا قبضہ کر لیا اور بادشاہ کو مار کر جینا میں دسکی لاش پھینک دی مگر اس وقت اپنی جان بچانی دشمنوں سے شکل اور ہر ایک طرف کا فتنہ و فساد نہ ہٹا سکا اس لئے جاٹوں نے جاکر اس نے پناہ لی اب

افغانوں اور مرہٹوں میں لڑائی قائم ہوئی مرہٹوں نے جب دیکھا کہ میدان خالی ہے
 کوئی اور کا حریف نہیں دکھائی دیتا تو انہوں نے ملک کا دعویٰ کیا اور
 جاہل کہ ہم ہندوستان کے مالک بنجاوین بنجانہ سکھوں نے مدد لیکر دہلی اور آگرہ
 اور ملتان اور لاہور انہوں نے فتح کر لئے اور افغانوں کو مار کر دریائی لٹک کے
 پار اتار دیا یہ خبر سنتی ہی چوتھی دفعہ احمد ابدالی بڑا لشکر لیکر ہندوستان پر
 حملہ آور ہوا اور پانی پت پر ایک جنگ عظیم احمد شاہ ابدالی اور مرہٹوں نے ہوئی
 جس میں مرہٹوں نے شکست پائی اسی ہزار آدمی مرہٹوں کا مارا گیا اور دتا سبتیا
 اؤکامیشکر میدان میں کام آیا افغانوں کی طرف شجاع الدولہ صوبہ دار اور دہلی
 رحمت خان اور دوندے خان روہیلہ تھے اور دوسری لڑائی سکندرہ کی قرب
 ہوئی اوس نے ایسی تیاری اور مصیبت اٹھائی کہ اس میدان پر خیمہ اس کو کھانا
 وہ خود بوج کر ہاگ گیا مگر فوج ساری میدان میں کام آئی ابھی سال پورا ہونے
 پایا تھا کہ مرہٹوں نے ایک فوج ایک لاکھ چالیس ہزار آدمی کی جمی اور اس فوج کا
 سر ریشود پورا مرہٹا پیشوا کا بیٹا تھا اوس نے وزیر سے ملکر اور جاٹوں کو مار
 لیکر دہلی کی طرف کوچ کیا احمد شاہ ابدالی دریا جمنہ سے پار ہو کر دشمن کے مقابلہ کو گیا اگرچہ
 اس کی فوج دشمن کے فوج کو سامنے کوچتے رہتے تھے پر مرہٹوں کا حوصلہ نہ ہوا اوس کے سامنے آئے
 مگر پانی پت کے مورچوں پر انہوں نے آکر اپنے نہیں چپا با احمد ابدالی نے اونا قبا کیا کہ
 غائب نہ ہوا پھر میدان کی لڑائی ہوئی مرہٹوں کی فوج تتر بتر ہو گئی اور بائیس ہزار قیدی

اور پچاس ہزار گھوڑے اور بہت مال و نعمت کا احمد ابدالی کے ہاتھ آیا نوین ماہ جنوری
 سنہ ۱۱۷۷ء کو احمد شاہ ابدالی نے دہلی کو چھوڑ کر ولایت کو کوچ کیا اور عالمگیر ثانی کے بڑے
 بیٹے عالی گوہر کو جس کا لقب شاہ عالم تھا اور جس کو غازی الدین نے بیروقت مار ڈالنے
 عالمگیر ثانی کے سنہ ۱۱۷۷ء میں تخت پر بیٹھا دیا تھا برائے نام بادشاہ بنا کر چھوڑا گیا۔

شاہ عالم ثانی

سنہ ۱۱۷۷ء تک

شاہ عالم مرہٹوں کی مدد سے پر دہلی پر قابض ہوا لیکن تھوڑے روز کے بعد غلام قادر
 ایک روسیلہ نے بادشاہ کی آنکھیں نکلا ڈالیں اور جب ہندو سیار مٹوں کے سردار دہلی کو
 فتح کیا تو اس شاہ عالم کو قید میں رکھا اور جبکہ سنہ ۱۱۷۷ء میں دہلی انگریزوں کے
 قبضہ میں آئی تو انہوں نے ایک لاکھ روپیہ ماہواری تنخواہ بادشاہ کی مقرر کر دی چنانچہ
 اس تاریخ سے اس خاندان میں بادشاہوں کی جان بچی رہا باکو امن ملا ملک کی ترقی ہوئی
 آبادی بڑھ گئی علم ہندوستان میں پھیل گیا سرکین درست ہو گئیں مرہٹوں اور جاٹوں
 اور روسیلیوں اور سب دشمنوں کی سرکوبی ہو گئی سرکار کپنی بہادر کی عملداری
 ختم ہونے اور جناب ملکہ معظمہ و کٹوریادام ملکہ کی حکومت کے شروع ہونے تک
 یعنی سنہ ۱۱۷۷ء تک گدی نشینان مغلیہ کے ایک لاکھ روپیہ ماہواری تنخواہ
 جاری رہی شاہ عالم کل پتالیس برس تخت پر بطور بادشاہان سابق کے رہا۔

اکبر بادشاہ ثانی

سنہ ۱۵۳۷ء

اوسکا نام ابو النصر عین الدین اکبر شاہ ہے یہ بیٹا شاہ عالم ثانی کا تھا، تاریخ ماہ
رمضان سنہ ۱۵۳۷ء ہجری مطابق سنہ ۱۵۵۹ء کے شب چہار شنبہ کو پیدا ہوا اپنے باپ ہمایوں کو وفات
کے بعد۔ رمضان سنہ ۱۵۵۹ء ہجری مطابق سنہ ۱۵۷۱ء کے روز چار شنبہ کو تخت نشین ہوا اکیس برس
نومہینی اکیس یوم اوس نے قلعہ کی حکومت بروز جمعہ ۲۸ جمادی الثانی سنہ ۱۵۷۳ء ہجری
مطابق سنہ ۱۵۸۵ء کو وفات پائی مدت عمر اس بادشاہ کی ۹۷ برس دس ماہ اکیس یوم ہے
وفات کے بعد بستی قطب صبا واقع جنوب دہلی میں مدفون ہوا اگرچہ اس بادشاہ کی
کپہنی بہادر کی حکومت پنجاب کی حدود تک بخوبی ہو گئی تھی اور فوجداری اور دیوانی
صاحبان انگریز بہادر کی سپرد تھی الامقدمات باشندگان قلعہ کے بادشاہ خود فیصل
کرتے تھے اور لقب بادشاہی اور جلو اور ہجر اور تخت اور قلعہ پتھر سابق اور کفایت

سراج الدین ابو ظفر بہادر شاہ

سنہ ۱۵۷۷ء

سنہ ۱۵۷۷ء

یہ آخر بادشاہ خاندان تیموری کا ہے جس پر اس خاندان کا نام بھی تمام ہو گیا اوسکی
تاریخ پیدائش لفظ ابو ظفر سے نکلتی ہے سنہ ۱۵۷۷ء ہجری میں پیدا ہوا اوسکو شعر گوئی میں بہت

داخل ہوا چنانچہ اس کے اکثر شعراء و ستائین ہر ایک آدمی کی زبان پر جاری ہونے لگی
 رقص و سرور میں اس کی غزلین اکثر گائی جاتی تھیں اور محفل جمہور صوفیان میں اس کے
 شعروں پر رقت آتی تھی اور اس بادشاہ کی تمام عمر کتب تصوف کے مطالعہ اور اشعار کے
 بنانے اور عیاشی میں صرف ہوتی تھی بادشاہ علم موسیقی میں بھی مہارت کا ملکہ کھیتا
 اور اپنے دو بزرگوں کی مانند برائی نام بادشاہ تھا سرکار کمپنی نے اس خاندان کا
 نام قائم رکھنے کو کئی تجویزین بہت خوب مقرر کی تھیں چنانچہ ایک یہ کہ اس خاندان میں
 بڑا بیگانگی نشین ہوتا رہے اور علاوہ آمدنی بیول شاہی کے تنخواہ ایک لاکھ روپیہ
 مہواری بھی برابر جاری رکھی بلکہ تجویز تھی کہ چونکہ بادشاہ قرضدار ہے سو لاکھ
 روپیہ و سکوا مہواری دیکر قرض و سکا داکیا جاوے اور سرکار کا ارادہ تھا
 کہ بادشاہ زاد و نگو تعلیم علم کی جاوے چنانچہ ایک مدرسہ ہی مقرر ہونے والا تھا
 قسمت نے جو گردش کہا ہی تو فوج انگریزی بسبب تکرار کے جو اس کے افسروں نے
 کارٹوس کاٹنے کی بہت واقع ہوئی جس کا حال مفصل خاتمہ حکومت کمپنی بہادر میں لکھنا
 منحرف ہو کر اس بادشاہ کے پاس جا کر جمع ہوئی انگریزوں نے دہلی کا محاصرہ کر لیا کئی عرصہ
 ہوئے انجام کار سپاہ مفسد کچھ ماری گئی کچھ بہاگ گئی اس لئے بادشاہ کو انگریزوں نے قید کر لیا
 یہاں تک قید کیا اس کی بیوی زینت محل اور مرزا جوان بخت اس کا چوٹا بیٹا بھی اس کے
 ہمراہ تھا یہ بادشاہ ۱۸۵۷ء ہجری میں مطابق ۱۱ تاریخ نومبر ۱۸۵۷ء کے فالج کی
 بیماری سے فوت ہوا اسپر خاندان تیموری تمام ہوا یہ تاریخ کسی شاعر نے

اس بادشاہ کے جلوس اور وفات کی کہی ہے

تایخ جلوس و وفات سراج الدین بو ظفر

سراج دین بو ظفر مسافر وہ سوئی جنت ہوا روانہ
 کہ جکے عث مئی خوشی سے چلک رہا تھا ایام دہلی
 چراغ دہلی جلوس کا سال ہے سواب بھی مطابق اوس کے
 سرورش غیبی نے سال رحلت کہا تھا چراغ دہلی

تیسرا حصہ

اسہین حکومت انگلنزی اور سلطنت شان لندن کا بیان ہے *

باب اول

عملداری سرکار کمپنی بہادر کی عہدہ اعظمک باب دوم ختم ہونا حکومت کمپنی بہادر
اور ہونا سلطنت ملکہ معظمہ دام ملکہا کو مین و کٹور یا فرمانروای لندن کا *

باب اول

ابتدای حکومت انگلنزی سرکار کمپنی بہادر کی

عہدہ ۱۶۰۶ء سے عہدہ ۱۶۰۹ء تک

اگرچہ پہلے سے لارڈ اس ہندوستان مین گورنر ہوئے مین مگر اوہن سے بعضے ایسے مین جنک
وقت مین کوئی حادثہ قابل یادداشت نہیں گذرا اسلئے اونکا ذکر چوڑ کر صرف مشہور
گورنر جنرل جنکا حال یاد رکھنا تاریخ کے سلسلہ کیواسطے ضرور ہے بیان کر جاتے مین

دارن ہیشنگر صاحب لارڈ کارنوالس صاحب سر جان شور صاحب لارڈ وائٹل صاحب
 لارڈ منٹو صاحب۔ مارکوئیس ف ہیشنگر لارڈ ریمپرٹ لارڈ ولیم کینٹنگ
 لارڈ اکلنڈ لارڈ الیزا لارڈ ہارڈنگ لارڈ دہوسی لارڈ کٹنگ
 لارڈ الج صاحب جو بالفعل ہندوستان میں گورنر جنرل میں انڈیا میں چند سوداگران
 باشندگان انگلستان ملکہ ایلزبتہ صاحبہ جواون ایام میں تخت شاہی انگلند پر
 جلوس فرماتے ایک سندھوگری کی بدیمضمون حاصل کی کہ یہ لوگ پندرہ ہزار
 ہندوستان میں سوداگری کریں اور سوائے اونکے کوئی شخص باشندہ انگلند کا اس
 مجاز نہ ہو کہ وہ بھی وہاں جا کر سوداگری جاری کرے یہ لوگ سترہویں
 صدیک ہندوستان کو آئے اور بعد اقصائے مدت کچھ ہند حاصل کی غرضیکہ اس
 اک کام جاری تھا کہ سترہویں صدی میں چند اور شخص بھی متفق ہو کر بادشاہ انگلستان
 ملجی ہوئے کہ ہم کو بھی ہندوستان کی سوداگری کی رحمت ہو چنانچہ اونہوں نے
 سند پالی دوسری کمپنی جب وارد ہند ہوئی تو ان دونوں میں رشک اور نا انافی
 ایسی ہوئی کہ ایک کمپنی دوسری کمپنی کے تخریب کے درپے ہوئے پربعد غور اور فکر کے
 اوکو یہ بات دریافت ہوئی کہ متفق رہنے سے اس کام کی رونق زیادہ ہو گئی
 اور کوئی دشمن ہم پر زور نہیں پاسکیگا اس لئے سترہویں صدی میں دونو کمپنیاں ملکر متفق ہو کر
 خانبہ واسطے اوکا لقب یونائیڈ ایٹ انڈیا کمپنی (یعنی متحد کمپنی ہند) مقرر ہوا۔
 سترہویں باجالت نور الدین جاگیر بادشاہ ابن اکبر بادشاہ کے اس کمپنی تجارت

نے سورت - احمد آباد کبھی میں چند کارخانجات سوداگری کے تعمیر کئے اور اجازت
 راجہ مدراس کے ایک قلعہ دربان مدراس کے تعمیر کر کے اس کا نام قلعہ سنت جارج
 رکھا جب چارلس دوم بادشاہ انگلستان کی شادی ۱۶۶۱ء میں شاہ پرتگال کی
 بیٹی کاترین سے ہوئی تو بادشاہ پرتگال نے اپنی بیٹی کے چہرے میں چارلس دوم کو خیر
 بختی غایت کیا تھا اور ہونے پہلے جزیرہ کینی بہادر کو مرحمت فرمایا اس لئے کینی بخاران
 ہند نے بیٹی کو اپنا دار الحکومت کر لیا پہلے ۱۶۹۰ء میں کینی بخاران ہند بامید
 کہ کچھ زمینداری اور ریاست اس ملک کی پیدا کرنی ضرور ہے اور اس حال سے کچھ
 لوگوں نے بہ نسبت سوداگری کے ملکیت زمین زیادہ حاصل کر کے ولایت میں ناموری
 اور تعریف حاصل کی تھی شانہ اودہ عظیم الشان بن عالمگیر سے جو کہ بادشاہ فرخ سیر
 باپ تھا اور ان ایام میں بنگالہ کا صوبہ دار اور دہلی کا ضرور نمند تھا کلکتہ اور
 اس کے مضافات کی زمینداری خریدی اس وقت میں انگریزوں کی کوئی کلکتہ میں
 اور فرامیون کی چند رگڑ میں اور پچ کے جبرہ میں واقع تھی یہ بیٹوں کو بیٹیاں
 دریا ہو گئی کے کنارے پر قائم تھیں پہلے ۱۷۰۱ء میں کینی بخاران ہند بارادہ حصول
 مراحم سلطانی ایک باپچی معہ تحائف اور نذر بخشور شاہ فرخ بہر بادشاہ دہلی کے
 روانہ کیا اس باپچی کے ہمراہ ایک ڈاکٹر مسی ہلٹن صاحب جن طبابت میں بڑی ہمت
 رکھتا تھا اور دار السلطنت شاہ ہند بہر یہاں آکر اس کو یہ خبر لگی کہ بادشاہ تخت بیار
 اور اس بیماری کی بہت بادشاہ کی شادی جو راجہ جودہ پور کی لڑکی سے قرار پائی تھی جسکا

بادشاہ نہایت شائق اور عاشق تھا ملتوی ہو گئی اور ہندوستانی حکیم بادشاہ کی
 بیماری کے ناچار میں ملٹن جہانے علاج کی درخواست کی اور وہ بشتیق تمام منظور
 آخر کار صحت کے بعد بادشاہ بہت خوش ہوئے اور ارشاد کیا کہ اس علاج کی عومن
 جو ہم مانگو میں دون ملٹن جہانے اپنی غرض انسانی پر توجہ نہ کر کے اپنی قوم کی بھلائی
 اور خوش حالی مقدم سمجھ کر عرض کی کہ حضور یہ جو کہنسی تجاران انگلنڈ بادشاہ کی
 قلمرو میں سوداگری کرتے ہیں بندہ صرف مجھ جانتا ہے کہ ان کی اجناس کا محصول معاش
 ہو جاوے اور کچھ زمین سرکار سے مرمت ہوتا کہ اپنی حفاظت کی واسطے مکانات تعمیر
 کر کے سپاہ اور پہرہ رکھیں چنانچہ مجھ درخواست فوراً منظور ہوئی اسلئے انگریزوں نے
 ایک قلعہ کلکتہ میں تعمیر کر کے اسکا نام فورٹ ولیم رکھا اور زمینداری اپنی بہت بڑی ملی
 فرامیس لوگ پانڈھی چڑے پر قابض تھے انکے گورنر مشیو ڈبلی نے یہ چاہا کہ نظام الملک
 پوتے مظفر خٹک کو صوبہ دکن کا اور اس کے رشتہ دار حیدر علی کو نواب کرناٹک کا
 بناؤں انگریزوں نے ان دونوں کو اپنے برخلاف پایا اور ناظر خٹک ابن نظام الملک کو
 اپنے سے ملا کر اسکو کہنسی کا نواب بنانا چاہا اور نواب محمد علی جو کرناٹک کا نواب تھا
 اسکو اپنی جگہ پر بحال رکھنا چاہا چنانچہ اس عہد سے کسی لڑائی میں فرامیسون اور
 انگریز زمین ہوئیں جنکا انجام یہ ہوا کہ فرامیسون شکست پائی اور ان کی
 کارخانجات تباہ اور برباد ہو گئے

جو فنت نواب سراج الدولہ جو کہ حریص اور عباس اور ظالم شخص تھا اپنا مال اور

صوبہ دار بنگالہ کے بعد سندھین صوبہ داری بنگال کا ہوا تو اس نے بطمع جمع کرنے زر کشر کے کلکتہ پر حملہ کیا انگریز لوگ تاب مقابلہ نہ لاکر جہاز و ہتھیار ہٹا کر گئے پراکسو چھاپا لیس آدمی جو قلعہ میں رہ گئے تھے انکو سراج الدولہ نے گرفتار کر کے حکم دیا کہ انکو بحفاظت رکھیں ہندو لوگ جو پہرہ والے تھے انہوں نے بسب غلط فہمی کے ایسے ایک تنک و تاریک مکان چھاپا پر موابھی نہ آتی تھی انکو بطور سبب کے دیا اور صبح تک انکو اسی سخت اور گرمی میں بند رکھا اس لئے صبح کو ایک سو اسی آدمی ہر آدمی سے جب یہ خبر وخت اثر اون انگریز و نکو پہنچی جو مدراس میں رہتے تھے انہوں نے کرنل کلاؤ صاحب بہادر اور میر جرداس صاحب کو کلکتہ کے فتح کرنے کو روانہ کیا چنانچہ کلاؤ صاحب بہادر نے پہر کلکتہ کو فتح کیا اور چند رنگر بھی فراموش سے چھین لیا اور نواب سراج الدولہ سے صلح ہو گئے مگر چونکہ کلاؤ صاحب نواب سراج الدولہ کے اقرار اور عہد کا کچھ بہر و سامان مستحکم نہ تھا اس لئے اس نے میر جعفر جو الہ وردی خان کا بہنوئی تھا سازش کر کے نواب سراج الدولہ پر ہتھیاری اور مقام بلاسی ۳۳ جون ۱۷۵۷ء میں جنگ کو کے فتح پائی اب انگریزوں نے میر جعفر کو ملک بنگالہ کا صوبہ دار مقرر کیا مگر بسبب اسکے کہ وہ لائق نکلایا نہ ہو سکے معزول کر کے قاسم علیخان و اماد میر جعفر کو صوبہ دار بنایا قاسم علیخان نے اول تو انگریز صوبہ دار پٹنہ کو قید کیا اور اوکامکان اور خزانہ لوٹا اور پھر اس کے مکان کو قتل کر دیا والا چونکہ سرکار کمپنی کے اجاس پر محصول متاعہ اس لئے دے انگریز یہی کمپنی

کے ملازم تھے اپنے مال اور سبب کا محصول نہ دیا کرتے تھے اور اگر کبھی نواب کے
 نوکر اونسے تعاضا کرتے تو انکو پکڑ لیا جاتے اور خوب گت بناتے یہ حال دیکھ کر
 نواب نے کئی بار کلکتہ کو لکھا پر کچھ جواب نہ پایا اس لئے نواب نے تنک ہو کر ہندوستانی
 سودا گروں سے بھی محصول لینا متا کر دیا یہ بات انگریزوں کو ناگوار گذری کیونکہ
 انکا اوسمین نقصان تھا اس لئے نواب کو انہوں نے لکھا کہ ہندوستانی سودا گروں سے بھی
 محصول کا لینا معاف نہ کرو نواب نے کچھ جواب نہ دیا اور یہ امر لڑائی کا باعث ہوا
 فوراً جنگ برپا ہوئی نواب شکست پا کر شجاع الدولہ صوبہ دار اودہ کی پناہ لینے
 بہاگا انگریزوں کے میر جعفر کو پھر ہند حکومت پر بھا دیا ۱۷۶۷ء میں نواب میر قاسم چڑھ کر
 آیا اور نواب اودہ اور شاہ عالم بادشاہ دہلی کو اپنی کمک پر چڑھا کر لایا یہ لڑائی
 مقام بکسر پوچی انگریزوں نے فتح پائی شاہ عالم بھی انگریزوں کے بس میں آ گئے *

دارن بیٹنگز اول گورنر جنرل ہند *

۱۷۶۷ء تک

۱۷۶۷ء سے

یہ صاحب اول گورنر جنرل ملک بنگالہ کے مقرر ہو کر ۱۷۶۷ء میں ولایت سے
 ہندوستان میں آئے انہوں نے نواب جدر علی نواب میسور کو شکست دی مثنو کو
 مغلوب کیا نواب اودہ سے زمینداری بنارس کی خریدی۔ اسی گورنر جنرل
 وقت میں لڑائی فتح گنج کی جو کہ قریب پندرہ کوس کے شہر بریلی سے واقع ہے دیکھا

رہیلون اور نواب اودہ کے ہوئی تھی اس کے وقتیں کہنی بہت کم طاقت تھی
دس برس تک ایوان گوری اون سے مزین رہا ۛ

لارڈ کارنولس دوم گورنر جنرل

۱۸۵۳ء تک

۱۸۵۲ء سے

اس گورنر جنرل نے ارتباط و اتحاد کو مابین نواب وزیر نظام حیدرآباد اور انگریزوں کے
از سر نو مستحکم اور مضبوط کیا۔ اور نواب لکھنؤ سے از سر نو عہد نامہ لکھوایا۔ کئی
لڑائیاں سلطان ٹیپو سے اوس کے وقت میں ہوئیں انگریز فتح مند ہوئے۔
سرنگاپٹام دارالسلطنہ ملک ٹیپو کو مسخر کیا سلطان ٹیپو نے نصف ملک اور تین کھڑ
دو لاکھ روپیہ کارکنی دیکر اور اپنے دو لاکھ کے بطور اول انگریزوں کے سپرد کر کے
صلح کی اور راجہ پیشوا اور نظام الملک جو انگریزوں کی رفاقت میں تھے انکو
بھی کچھ ملک لرس نے دیا اوس گورنر جنرل کے وقت میں قوانین مالی اور ملکی
ایجاد ہوئے یہ حب ۱۸۵۲ء میں انگلستان کو تشریف لے گئے ۛ

سر جان شور گورنر جنرل سوم

۱۸۵۳ء تک

۱۸۵۲ء سے

جبکہ کار تو اس گورنر جنرل ولایت کو چلے گئے تو سر جان شور بجائے اور سب سے
گورنر ہوئے اور انہوں نے اپنے وقت میں سب روساء اور نوابوں کو حکام
صلح رکھی

لارڈ مارنکٹن ہمارے گورنر جنرل

۱۸۶۹ء سے ۱۸۷۵ء تک

یہ صاحب نام مارکوٹنٹن آف ولزلی بھی مشہور تھے جبکہ وہ عہد گورنری پر
ممتاز ہوئے تو ٹیپو سلطان پر سر اٹھایا اور از سر نو فساد برپا کر کے انگریزوں کے
مقابلہ پر آیا فوج انگریزی نے اُسکو شکست دی سڑگاپا نام کو فتح کیا اور
ٹیپو مار گیا پر اُس کے خاندان کے لئے سرکار کبھی نے کچھ روزینہ مقرر کر دیا اور
ریاست وائلی قدیم راجہ کو دیدی اور نواب اوہ سے پر از سر نو عہد نامہ
لکھا یا گیا۔ اسی عہد میں راجہ سیندھیا اور راجہ جی بھونسلار راجہ برار سے
کئی لڑائیاں ہوئیں دونوں راجاؤں نے شکست پائی۔ اسی وقت میں دہلی اور
اگرہ اور صوبہ اودھ جہین کہ مندر جگنا نہ کا واقع ہے انگریزوں نے ٹیپو کے
قبضے سے چھڑایا اور خود راوینر حاکم ہوئے اور تمام مشرقی حصہ گنگا کا اور مغربی حصہ
گجرات کا زیر احاطہ سلطنت کبھی بہادر کے آیا ایک لڑائی راجہ ہولکر سے بھی ہوئی
جہین انگریز ٹیپو نے مگر بعد صلح کے راجہ ہولکر کو اسکا ملک سرکار نے دے دیا
دریانہ شہر کے لارڈ بیک صاحب بہت پور کا محاصرہ کیا اگرچہ چار دفعہ بہرہ

چڑھائی کی برائی بھی کامیاب نہوا

کارنوالس گورنر سابق

سنہ ۱۸۶۷ء سے سنہ ۱۸۷۱ء تک

سنہ ۱۸۶۷ء میں کارنوالس صاحب پہر گورنر جنرل مقرر ہو کر ہندوستان میں آئے مگر
پتھر کے عرصہ کے بعد انہوں نے انتقال کیا اور جگہ کے سر جارج بارلو صاحب
نام مقام مقرر ہوئے

لارڈ منٹو صاحب چہم گورنر جنرل

سنہ ۱۸۶۷ء سے سنہ ۱۸۷۱ء تک

سنہ ۱۸۶۷ء میں لارڈ منٹو گورنر جنرل ہندوستان کے مقرر ہو کر آئے ان کے وقت میں
جزیرہ مارشش اور جاوا جو کہ فرانسسوں اور ہالندیوں کے قبضے میں تھے
مفتوح ہو کر قبضہ سرکار کی پٹنی بہادر میں داخل ہوئے

مارکوئیس فینٹنگر ششم گورنر جنرل ہند

سنہ ۱۸۷۱ء سے سنہ ۱۸۷۳ء تک

یہ صاحب ۱۸۷۳ء اکتوبر سنہ ۱۸۷۳ء کو گورنر جنرل ہندوستان کے مقرر ہو کر کلکتہ میں
وارد ہوئے ان کے ایام حکومت میں راجہ نیپال سے لڑائی ہوئی وراو سکا تھوڑا سا ملک

زیر حکومت انگریزی آیا۔ پیشوا باجی راؤ۔ اور راجہ ناگپور دوندو برسر پر خائن ہو کر
انگریزوں کے سامنی میدانیں آئے جنگ عظیم دوندو سے ہوئی آخر کو دوندو
راجہ بکڑے گئے اور مقید ہوئے اور انکا ملک سرکار کپنی بہادر کے قبضہ میں آیا۔
انتریک قلعہ اسی عہد میں مغنوج ہوا۔ ہندارون بن کے گورنر جنرل کیوفت میں لڑائی ہو
اور وہ قوم ترتر ہو گئی شہر بریلی میں ایک بلوہ سبب مقرر کرنے محصول چوکیدار کے
ہوا تھا جسکا بانی مفتی محمد عوض تھا اسوقت میں ۱۵۔ اپریل ۱۸۵۷ء کو اس بلوہ کے
دفیقہ کیواسطے ایک لڑائی ہوئی جسکے سبب دومنہرا آدمی جانیں کے مارے گئے
راجہ ملکر کے سرداروں نے بھی سامان لڑائی کا کیا پر آخر کو مار گئے اور ملک بھی
اپنے ہاتھ سے کہو بیٹے اور جب صلح قرار پائی تو سرکار انگریزی ملک ہونا اور کچھ مقرر
ملک تو رہنے دیا پر باقی کے سب علاقے سیوا جی کی اولاد کو جو ملک ستار کے حاکم تھے
بخشے اور بجا آجا جب راجہ پور کو قید بہاگ گیا تھا قدیم راجہ پور کے کوسنڈریا پرتھویا
ان تدبیروں سے اکثر اضلاع ہندوستان زیر فرمان کپنی بہادر کے اسی گورنر جنرل کے عہد
ہو گئے ۵

لارڈ امھٹ مفتی گورنر جنرل

۱۸۶۳ء سے ۱۸۷۱ء تک

یہ صاحب ۱۸۶۳ء میں گورنر جنرل ہندوستان کے مقرر ہوئے انکے وقت میں برہما کی لڑائی
ہوئی وجہ اسکی یہ تھی کہ ہندوکان اراکان یعنی قوم بلکہ سبب ظلم اور تعدی راجہ

برہما کے اہلاد میں چوڑ کر سرکار کپنی بہادر کی عمارتیں آہستہ آہستہ اس لئے
 راجہ برہما اور حاکم اراکان انگریزوں سے ناراض ہو گئے اور جزیرہ شاہ پوری پر
 جو کہ قبضہ اقتدار کپنی بہادر میں تھا برہما کی فوج نے حملہ کیا انگریزوں نے ان کا مقابلہ کیا مگر
 لڑائی ۲۳ عین واقع ہوئی سرکار کپنی کی فوج رنگونگو فتح کر کے آواٹک جا پہنچی اس لئے
 والی برہما نے آسام اور اراکان اور تینا سرم کے صوبے سرکار کپنی بہادر کے حوالہ کئے
 اور ایک کروڑ روپیہ نقد دیات صلح سرکار سے ہوئی اسی گورنر کے وقت میں قلعہ بہرت پور
 کا فتح ہوا تھا ❖

لارڈ ولیم بینٹنک ہشتم گورنر جنرل ❖

۱۸۵۷ء سے ۱۸۶۰ء تک

بعد ازاں لارڈ ولیم بینٹنک گورنر ہوئے انہوں نے ایک رسم بدھ متی ہونا ہندو
 یکساں متوقف کر دیا۔ صرف راجہ کو رکنے کشتی کی تھی اور اسے شکست پائی اور قید ہوا اور ملک
 اس کا سرکار کپنی بہادر کے ہاتھ پر یہ حصہ استغفا دیکر ولایت کو چلے گئے اور تاج پور
 ان کے قایم مقام پور میں سکاف حصہ۔ عہدہ گورنری ہندوستان پر مامور ہوئے
 انہوں نے ہندوستان کی اخبار نویسوں کو اجازت دی کہ جو بات واقعہ میں
 ظلم یا بی انتظامی کی کسی حاکم یا خود گورنمنٹ سے صادر ہوا کرے بشرطیکہ

صحیح ہو ورج اخبار کر دیا کریں اور سوقت سے اہل مطابع ہند آزاد ہیں

لاٹرو اکلنڈ

ہنرم گورنر جنرل

۱۸۳۷ء سے ۱۸۴۲ء تک

۴۔ جولائی ۱۸۳۷ء کو لاٹرو اکلنڈ صاحبہادر گورنر جنرل ہندوستان کے مقرر ہو کر آئے
اس عہد میں شاہ چین سے خصوصیت کی بنیاد ڈیری اور سب اسکے کہ افواہ عام تھا کہ رو
لوگ ہندوستان پر تاخت لاؤنگی اور اس خیال سے بھی کہ حدار کو حق ملے جنگ افغانستان
شروع ہوئی چنانچہ اس لڑائیکا مختصر حال اس مقام پر لکھا جاتا ہے *

جنگ افغانستان

شاہ شجاع کو جو ملک کابل و افغانستان کا بادشاہ تھا وزیر فتح خان نے تخت اوار کر
شاہ محمد شاہ برادر شاہ شجاع کو تخت پر بٹھا یا اور خود تمام کاروبار سلطنت افغانہ کا مالک
و متصرف ہو گیا اسی اثنا میں ایک اور واقعہ بھی ہوا کہ حاکم ہرات شاہ ایران سے پہر گیا
اور اوس نے محصول سالانہ بھی ادا نہ کیا اس لئے شاہ ایران نے ہرات کا محاصرہ کیا محمد شاہ
بادشاہ جدید کابل نے جب یہ خبر سنی کہ سر بہائی پر شاہ ایران نے چڑھائی کی ہے اوس نے
ایک فوج جبار برسرِ کر دگی فتح خان اپنے وزیر اعظم کے ایرانیوں کے مقابلہ پر
روانہ کی جب مقابلہ سخت کے شاہ ایران نے شکست کھائی اور اوسکی
فوج پارس کو مراجعت کر گئی چونکہ فتح خان وزیر کابل طامع اور حریص

اور بد باطن تھا اوس نے ہرات میں داخل ہو کر بادشاہ کے بہائی کو گرفتار کیا اور اس کے
خزانہ اور مال پر قابض ہو کر طمع زر کثیر محاسن میں گھس کر سب عورتوں کو بے پردہ کر کے
جو ہرات اور زہری کی تلاش کی شانہ زادہ کامران ولد شاہ محمد شاہ والی کابل کو یہ بات
بہت بری معلوم ہوئی کہ اس وزیر نامعقول نے اوس کے چچا کی ایسی بعزتی کی کہ جس کے
سننے سے شرم آتی ہے تب اوس نے موقع پا کر اوس وزیر بے تدبیر کو قید کیا۔ اور
اوسکی انگلیں اس جرم کے پاداش میں نکلواؤالین اور شاہ محمد والی کابل نے بعد
پانچ یا چھ مہینے کے اوس کو قتل کیا ۛ

محمد عظیم خان جو بڑا بہائی فتح خان وزیر مقتول کا تھا یہ خبر سن کر منحرف ہو گیا اور اس نے
ارادہ کیا کہ شاہ شجاع پیر تخت پر بٹھلاؤن مگر سبب اس کے کہ ایک دن شاہ شجاع نے
محمد عظیم کے کسی دوست کو بالائی میں بھیجے ہوئے دیکھا تھا اور سبب ادبی کے اوس سے
بہت ناراض ہوا تھا محمد عظیم نے پہر اوس سے ناراض ہو کر ارادہ کیا کہ کسی ورخص کو تخت
پر بٹھلانا چاہئے ۛ

ابو شاہ برادر شاہ شجاع عظیم خان کے لشکر میں گیا۔ اور کہا کہ مجھ کو بادشاہ کابل کا بناؤ
میں صرف اپنے نام کا سکھ اور خطاب اور روٹی چاہتا ہوں تم مجھ کو بادشاہ بنادو
اور حکومت خود کرو چونکہ اوسکی مرضی کے موافق یہ شخص مل گیا اس لئے اوس نے اس کو
پر بٹھا دیا مگر کچھ عرصہ بعد افعال محمد عظیم خان کے اوس کے بیٹوں اور بہائون میں
کئی لڑائیاں ہوئیں انجام کار انہوں نے ملک آپس میں تقسیم کر لیا پر ملک ہرات شاہ محمد

قبضہ میں رہا چنانچہ اوسکا بیٹا کامران واما کا بادشاہ بدستور سابق بنارہا۔
 ابوشاہ پھر حال دیکھ کر کابل سے بہاگا اور رنجیت سنگھ کے پاس آجا جس نے اوسکا کچھ روز بہت
 مقرر کر دیا یہ حال دیکھ کر دوست محمد خان اپنے برادرزادہ پر غالب اگر حاکم کابل ہو گیا
 شیر ولی خان قندھار پر قابض ہوا۔ سلطان محمد خان پشاور پر۔ صوبہ بلخ اور کشمیر
 شاہ بخارا نے چین کی کمال بدغلی اور بے بندوبستی ہو گئی۔

چونکہ دوست محمد خان کمال ظلم اور زیادتی کرتا تھا یعنی جس شخص کے پاس کچھ مال
 یا اسباب پاتا تھا مت لگا کر چین لیتا تھا اس لئے رعیت اس سے بہت بیزار تھی
 یہ حال رنجیت سنگھ نے دیکھ کر پشاور پر چڑائی کی اور اوسکو اپنی سلطنت میں لایا
 اسی اثنا میں دوست محمد خان کا ارادہ ہوا کہ پنجاب پر ناخت لاوے اور رنجیت سنگھ

ارادہ اوس سے مقابلہ کرنا ہوا دوست محمد خان کو ایرانوں سے مدد لینے کی زیادہ
 قریح تھی اور افغانوں کو روک دینے اور شاہ شجاع الملک جو اہلین مالک سلطنت کا تھا
 وہ بہت مظلوم تھا اوسکی مدد کرنی بھی سرکار پر ضرور تھی اسلئے گورنر جنرل بہادر
 واسطے حملہ کابل کے فوج جمع کی اور بہت سے ٹکفیات اٹھا کر فوج انگریزی قندھار

پہنچے اور مدیون مقابلہ کے شہر میں داخل ہوئی کیونکہ سردار لوک شہر خالی چھوڑ کر
 ہیاگ گئے تھے مقام قندھار پر شجاع الملک شاہ افغانستان شہور کیا
 سلامی توپوں کی سہر ہوئی اور بند تخت نشینی کے برابر ایک نئے نئے رگزرانی
 ۱۸ جولائی کو قلعہ غزنی کے پہنچے چونکہ قلعہ شکن توپیں فوج انگریزی کے ساتھ

تہیں اس لئے سرکاری فوج نے ارادہ ہلہ کا کیا تین بجے رات کو انگریزوں نے
 قلعہ پر حملہ کیا اور باروت کی تہیلیاں دروازوں میں لٹکا کر اڑائیں باروت
 کی تہیلیاں اڑتے ہی قلعہ کے دروازہ گر پڑے فوج انگریزی داخل قلعہ ہوئی
 افغان بڑی بہادری سے لڑے لیکن بڑی خونریزی کے بعد قلعہ مذکور جو کہ تمام
 ایشیا کے ملکوں میں مشہور اور مضبوط تھا باسانی تمام قبضہ میں آیا ۔
 بعد ازاں کابل پر چڑھائی ہوئی ۶- تاریخ اگست کو کابل میں پہنچے دوست محمد خان
 اپنا اسباب وغیرہ چھوڑ کر ہزارہ کے پہاڑوں میں جو بخارا سے متعلق ہیں بھاگ گیا
 اس وقت میں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے وفات پائی اس لئے سکھوں کی فوج کابل کو
 گئی تھی دل شکستہ ہو گئی ۔

غرض کہ بعد فتح کابل اور قندھار اور نخت نشینی شاہ شجاع کے فوج انگریزی نے دریہ
 اور پشاور سے ہندوستان کو مراجعت کی قوم افغان نے ہمیشہ سہو کیا کہ شاہ شجاع
 اپنی قوم کو فرنگیوں کے ماتھے بچا ہے اور اس نے اپنے ملک کے آدمیوں کو غلامی اور
 دین محمدی چھوڑ کر عیسوی مذہب اختیار کر لیا ہے چنانچہ اسی پیشے سے حسین حاکم قلعہ
 کو لانے بادشاہ کو ایک خط گستاخانہ اسمضمون سے لکھا کہ روسی لوگ اس طرف کو
 آنے والے ہیں میں اونسے جاملو لگایہ خط دیکھ کر سردار بلوچی کاٹن جھانسنے
 جو کہ ایک حصہ فوج بکالیکر ہندوستان کو مراجعت کیا چاہتے تھے اوس باغی کی سزا
 دی کہیو اسے کرنل رچرڈ صاحب کو روانہ کیا اس سپاہ نے راہ میں بہت تکلیف

اٹھائی بارش شدت فوج برہوی اور برف اس قدر برسی کہ سپاہیوں کی ٹانگیں بالکل
سُن ہو گئیں غرضیکہ بعدِ برداشت تکلیفات بشمار کے فوج انگریزی ۱۸ جنوری
شہداء کو قلعہ کو نا پر پہنچے اور اس قلعہ کو جو باغی سیدیں کا
ہامن تھا فتح کیا +

اگرچہ دوست محمد خان حکومت کابل سے بالکل مایوس ہو گیا تھا مگر چونکہ تمام رعیت
شاہ شجاع الملک سے ناراض تھی اس لئے دوست محمد خان نے مسلمان جاگوں سے
ملکر اس بات پر سازش کی کہ انگریزوں کو ملک افغانستان سے نکال دینا چاہیے
شاہ بخارا نے سب سے زیادہ اپنے تئیں مہر و مددگار دوست محمد خان کا ظاہر
کر کے اوسکو لکھا کہ میرے پاس تم چلے آؤ اور مطلب اوسکا یہہ تھا کہ جب
دوست محمد خان اوسکے پاس آ جاوے تو جہازات اور زبور جو اوسکے خان کے
پاس ہے چین لیوے مگر چونکہ دوست محمد خان عقیل تھا تو اوسکے پاس گیا
اس لئے شاہ بخارا اوس سے بہت ناراض ہوا اور اوسکو قید کر لیا مگر بعدِ چند روز
دوست محمد خان نے پہرہ لوں کو رشوت دیکر قید سے نجات پائی اور کابل کو
بھاگ آیا +

جبکہ دوست محمد خان شاہ بخارا کی قید میں مقید تھا اوسوقت بلوچوں اور انگریزوں
کئی لڑائیاں ہوئیں تھیں مگر انگریز لوگ فتح پاتے رہے تھے پرشنگی اور گرمی نے
فوج انگریزی کو ناچار کر دیا تھا انصہ دوست محمد خان نے قید سے رہائی پا کر

اور کابل میں آکر فوج جمع کی غلامت جسکو جزل و نثار نے فتح کیا تھا محراب خان کے
 لڑکے نے چین یا قوم بلوچ ہر طرف سے منحرف ہو کر انگریزوں کی تخریک دینے لگے
 دشمنوں نے خبر آمد و رفت کی بالکل بند کر دی اگرچہ کئی لڑائیاں چھوٹی چھوٹی
 سرداروں کے جو دوست محمد خان کے طرفدار تھے ہوتی تھیں پر جبکہ یہ خبر پہنچی کہ ان
 موصوف نے مقام پروان میں ایک فوج جمع کی ہے اس وقت کرنیل سالر صاحبانہوی
 فوج لیکر مقام مذکور کی طرف روانہ ہوئے اور ایک لڑائی ہو جس میں ڈاکٹر لارڈ

اور تین افسر مارے گئے اور بہت سے مجروح ہوئے *
 اگرچہ دوست محمد خان کا ارادہ بالکل پہاگنے کا ہو گیا تھا پر شام کو سردار لیگم گمان
 اس کے پناہ لی اس لئے خان موصوف کو پہلے پشاور کو اور وہ ہمراہ نویسیوں
 اور بانی خاندان کے لودھیانہ کو پہنچا بابا سطح سے ملک کے آثار اچھے نمایاں تھے
 اور بندوبست بھی ہوتا جاتا تھا پر ایک ناگہانی بلوہ دوسری نومبر ۱۸۴۱ء کو شہر کابل میں
 ہوا یہ امر تحقیق نہیں ہوا کہ باعث اس بلوہ کا کیا تھا بعض کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے
 بسبب اختلاف مذہب کے یہ بغاوت کی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ شاہنشاہ کابلی نے
 بعض بیان کرتے ہیں کہ شاہ شجاع الملک خود اس میں شریک تھا اور افواہ یہ
 کہ اکبر خان بیٹا دوست محمد خان کا اس بلوہ عام کا بانی تھا *

اسکا حال یہ ہے کہ ان باغیوں نے سرالیکر بندر بنس صاحب اور افسران انگریز
 کو جو کہ دربار شجاع الملک سے پہر کر آتے تھے اثناء راہ میں مار ڈالا اور بعد ازاں

اور مکانات افسران انگریزی اور خزانہ شاہی کو غارت کیا اس وقت کہ اخڑ ماہ دسمبر تک
 فوج انگریزی پٹھانوں سے لڑتی رہی اور اکثر فتح مند ہوئی لیکن جبکہ انکو سب باتوں سے
 تکلیف پہنچی اور انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ افغانوں کی پناہ میں آویں اس لئے سر ولیم گنٹن صاحب
 صاحب اور چار افسروں کے اکبر خان کے پاس شرائط موافقت کی مقرر کر نیکی واسطے گئے
 پر اکبر خان نے صاحب موصوف کی تقریر سے ناراض ہو کر انکو قتل کیا غرضیکہ بعد مقرر ہوئے
 عہد و پیمان کے فوج انگریزی پانچویں جنوری ۱۸۴۱ء کو جلال آباد کی طرف روانہ ہوئی لیکن افغانوں
 نے فوج انگریزی پر ایسا حملہ کیا کہ انکو مراجعت کرنا گویا ایک لڑائی تھی اس لئے اسکا
 انگریزوں نے اپنی بیویوں کو محمد اکبر خان کی پناہ میں شہر کابل کے اندر پہنچنا مناسب

سمجھ کر اوس کے سپرد کیا *

جبکہ اوس بلوہ کی خبر جنرل ٹاٹ صاحب کو جو قندھار میں تھے پہنچی تو انہوں نے
 کرنیل مککلارن کو مفسد و ننگی قبیہ اور تادیب کی واسطے روانہ کیا اگر یہ فوج کابل میں پہنچ
 جاتی تو یقین تھا کہ فوج انگریزی کو اس قدر تکلیف نہ ہوتی اور نہ اس قدر سپاہی تباہ
 ہوتے یہ فوج جب غزنی کے قریب پہنچی تو بسبب کثرت بارشیں برف کے قندھار
 کو مراجعت کر آئی افغانوں نے بعد فتح کرنے کابل و غزنی کے پھر قندھار پر حملہ کیا
 لیکن جنرل ٹاٹ صاحب نے انکو شکست دی اکثر لڑائیوں میں افغانوں نے
 شکست کھائی پر کئی افسران انگریزی ناموران لڑائیوں میں کام آئے

لارڈ النبرا صاحب دہم گورنر جنرل ہند ۱۸۵۷ء سے ۱۸۵۸ء تک

جنگ کابل ابھی ختم ہونے پائی تھی کہ آخر ماہ فروری ۱۸۵۷ء میں لارڈ النبرا صاحب گورنر جنرل ہندوستان کے مقرر ہو کر وارڈ کلکتہ ہوئی انکی عہد میں ماہ اپریل ۱۸۵۷ء میں ایک اور ہنگامہ ایسا کابل میں برپا ہوا کہ اوجین شاہ شجاع ہی مقتول ہوا اسوقت جنرل ناٹ صاحب نے جو کہ قندھار میں مقیم تھے غزنی کو پہنچ کر کی تباہ اور برباد کر دیا اور ایک جنگ عظیم کے بعد فوج انگریزی فی جانب ہند مراجعت کی پراکبر خان فی ان سب بیویوں کو جو اسکی سپہر تھیں اس شرط پر رانی پنی کا اقرار کیا کہ اسکے باپ دوست محمد خان کو سرکار کمپنی بہاؤ رکھ کر کے کابل کو بھجوا دی چونکہ سرکار کمپنی کو افغانستان سے زیادہ علاقہ رکھنا آئندہ کو منظور نہ تھا اس لئے دوست محمد خان کو قید سی آزاد کر کے کابل جانی کی اجازت دیدے چنانچہ وہ کابل میں آکر سابق دستور اسجگمہ کا بادشاہ ہو گیا اور اسجگمہ اب تک حکومت کرتا رہا اب ۴۴ مئی ۱۸۵۷ء مطابق ۷ ذی الحجہ ۱۲۷۵ ہجری کو بیمار ہو کر مقام ہرات میں اس شہر کے فتح کر نی کے بعد جو اسکے قبضہ سے نکل گیا تھا راہی ملک بچا ہوا

جنگ سندھ

جبکہ انگریزوں نے افغانستان پر حملہ کیا تھا تو وہ فوج انگریزی جو احاطہ بمبئی سے لکھنؤ کو آتی تھی اسکو امر اسندھ نے اپنے ملک سے رہتہ دینی سزا نکال کر کیا تھا اور وہیں عہد

و موافق جو باین سرکار انگریزی اور نواب بندہ کے سابق میں کہی ہوئے تھے
 انکے ایفامین ہی انکو انکار تھا اسلئے سرکار کہنی بہادر کی فوج نے حیدر آباد
 اور کرانچی پر حملہ کیا اور دونوں شہر و نکو فتح کر لیا اس لڑائی اور فتح کے ہونے
 امر اسندہ ایسے خائف ہو گئے کہ تیس لاکھ روپیہ چار ہزار سپاہ انگریزی کے
 واسطے دینا منظور کر لیا اور نصف محل ملک کا بھی بطور خراج سرکار
 انگریزی کو دینا مان لیا چنانچہ لارڈ الہبرٹ صاحب بہادر نے سر چارلس نیپرسن
 فوج انگریز کا افسر اول مقرر کر کے اسکا کے فصرام اور انتظام کیلئے روانہ کیا
 اسوقت میں میرٹم علی ایک امیر خیر پور کا جو سن سید اور تجربہ کار تھا وہان سرگروہ جملہ
 روسا کا تھا اسنے یہہ چاہا کہ اپنے بیٹے کو اپنا ولیعہد اپنی جن حیات میں مقرر
 کر دے تاکہ وہ اسکی وفات کے بعد اسکا گدہ نشین ہو یہہ حال دیکھ کر اسکے بہا
 علیم اود نے سر چارلس نیپرسن صاحب بہادر کو لکھا کہ حسب دستور ملک بندہ کے میں
 مستحق گدی کا ہوں آپ میری مدد فرماوین نیپرسن صاحب نے جنکا ارادہ یہہ تھا کہ
 ملک کے حاکم کو انگریزوں کا تابع رہے اسکی مدد کا اقرار کر لیا اور میرٹم علی کو کہا
 کہ وہ اپنے بہائی کے پاس چلا جاو چنانچہ اسنے ایسا ہی کیا پچند روز کے بعد پچھتا کر
 مع اپنے خاندان اور ہمراہوں کے بہا کا اور قلعہ ایمان گدہ میں اسنے پناہ لی نیپرسن
 بہادر نے تین سو آدمیوں کے ہمراہ قلعہ مذکور کو فتح کیا اور میرٹم علی سے وہاں کی حکومت کا
 اختیار چھین کر اسکے بہائی کے حوالہ کر دیا اس سبب سے نام بلوچ اور امر اور سرکار

انگریزی ناراض ہو گئے اور ورپے فساد کے ہوئے چنانچہ دونوں قیون میں
ایک بڑی بہاری لڑائی ہوئی حسین ایک سو چانوے آدمی سرکاری مجروح اور ہاتھ
مقتول ہوئے پر کہتے ہیں کہ طرف مخالف کے پانچ ہزار آدمی ضائع ہوئے و

علاوہ اسکے ایک اور لڑائی شیر محمد حاکم میرپور سے ہوئی تھی اس لڑائی میں
بھی کئی نامور انگریز مارے گئے تھے اور بہت سے مجروح ہوئے تھے غرض کہ کئی
لڑائیوں کے بعد ملک سندھ قبضہ انگریزین آیا اور کپنی کے دشمن بالکل باہال اور تباہ ہو گئے

جنگ گوالیار

جبکہ دولت راؤ سندھ راجہ گوالیار علی گڑھ اعین بے آل اولاد مر گیا تو ہسکی بیوہ
سلطنت پر قبضہ کر کے پہلے تو اپنے خاندان سے کسی شخص کو سندھ پر بٹھانا
چاہا پر اپنے جب وہ ارادہ میں کامیاب نہ ہوئی تو لاچار ہو کر خاندان سندھ یہ سے
ایک لڑکا گود لیا اور جب وہ بالغ ہوا تو کاروبار سلطنت کو خود انجام دینے لگا
کچھ تنازع اور فساد کے بعد اس لڑکے نے جب اختیار کل حاصل کر لیا تو مہارانی
صاحبہ اگرہ کو چلی گئیں مدت تک بہات کا جھگڑا رہا کہ مہارانی صاحبہ کے خراج
کے واسطے کس قدر روپیہ ماہواری مقرر ہونا چاہئے اور کونسا مکان اُنکے رہنے
کے لئے تجویز کرنا چاہئے یہ سب باتیں ابھی تک فیصلہ نہ ہونے پائی تھیں کہ مہاراجہ
گوالیار علی گڑھ اعین راہی ملک بھا ہوئے و

مہاراجہ متوفی کی بیوہ نے جسکی عمر تیرہ برس کی تھی بصلح ارکان سلطنت بھا گئیں

کو جو قریب رشتہ دار مہاراج کا تھا گو دلیکر گدی پر بٹھایا کرنیل اسپیر صاحب نے
 یہہ چاہا کہ ماما صاحب کو جو کہ مامو راجہ متونی کا تھا عہدہ وزارت کا عنایت ہو
 چنانچہ بروز جلوس مہاراجہ بہاگیر تہہ راؤ کے خلعت وزارت ماما صاحب کو عنایت
 ہوا پر اکیسویں مئی ۱۹۳۳ء کو رانی صاحبہ نے وزیر موصوف کی شکایت رزیڈنٹ
 صاحب بہادر کو لکھی اور چند روز کے بعد عہدہ وزارت سے اسکو معزول کر دیا اور
 اسکی جگہ دادا خاصگی والا کو وزیر عظم مقرر کیا وہ مہارانی صاحبہ کو ہر ایک وضع کی
 خراب صلاحیت میں لگا اسوقت حقیقت میں بالکل اختیار فوج کے ہاتھ میں تھا فوج
 جو چاہتی تھی سو کرتی تھی یہہ فوج دارالسلطنت میں دولت راؤ کے عہد سے رہا
 کرتی تھی اور وے تعداد میں چودہ نہرا آدمی تھے۔ جب اس امر کی خبر گورنر جنرل
 کو پہنچی کہ دربار گوالیار نے ماما صاحب کو نکال دیا ہے اور ان شخص کو جو سلطنت
 انگریزی کے برخلاف عمل کرتے تھے اختیار حکومت کا دیا ہے تو انہوں نے حکم
 دیا کہ قریب دریا سے چنبل کے فوج جمع کیجاوے اس عرصہ میں فوج وہاں جمع ہو
 جانی تھی گوالیار میں تنازع اور فساد بڑھتا گیا۔
 مہارانی نے رزیڈنٹ صاحب کو جو بمقام دہلیو رخا ہو کر چلے گئے تھے کئی بار لکھا
 کہ تم یہاں آؤ انہوں نے صرف یہہ جواب دیا کہ جیتک دادا خاصگی والا انگریزوں کے
 سپرنٹنڈنٹ یا جگہ پر نہ ہو دیکر شہر سے بدر ہو گا میں ہرگز شہر میں قدم نہ رکھوں گا۔
 اسی اثنا میں گورنر جنرل صاحب بہادر نے ارادہ کیا کہ گوالیار کی طرف کوچ کیجے

اور وہ فساد جو مدت سے درمیان سلطنت انگریزی اور مہارانی صاحبہ کے رہتا ہے رفع کیجئے سیندھیا کی فوج نے وادہاں صکے والہ کو قید کر کے لکھنؤ لے کر سپرد کر دیا اور ماہ دسمبر میں گورنر جنرل صاحب بہادر بھی ملک سیندھیا میں جا پہنچے ایک لڑائی مقام مہاراج پور میں درمیان انگریزوں اور مرہٹوں کے واقع ہوئی اگرچہ اس لڑائی میں مرہٹے بہت بہادری اور دلاوری سے جم کر لڑے اور انگریزوں کے آدمی بہت ضائع بھی ہوئے پر آخر کو شکست کہا سنی سوائے اسکے دو اور لڑائیاں ایک مقام چاندا پر اور دوسری موضع پٹنیر پر ہوئیں اور ان میں بھی مرہٹوں نے شکست کہا سنی ان سب لڑائیوں کے بعد مہاراج صاحبہ نے صلح کی درخواست کی اور حسب مرضی انگریزوں کے شرائط عہد نامہ کے مقرر ہوئیں اس وقت سے خاندان سیندھیا کی طاقت و حثمت بالکل جاتی رہی اگرچہ راجہ گوالیار جو کہ بالفعل گدی پر ہیں خاندان سیندھیا سے ہیں اور انہیں کے نام سے بالکل کاروبار سلطنت کی فیصلہ پاتے ہیں لیکن حقیقت میں ان مہاراج کو کچھ اختیار نہیں اور نہ کسی ایسے شخص کو جو خلاف مرضی انگریزوں کے ہونو کر کہہ سکتے ہیں غرض کہ اب سلطنت گوالیار کی برائی نام ہی ہے

چونکہ کورٹ آف ڈائریکٹرز اس انتظام میں لارڈ الہبرا صاحب سے ناراض ہوئے اور انہوں نے ان لڑائیوں کو جو اس گورنر جنرل نے امر اسندہ اور مہاراجہ گوالیار سے کی تھیں بہت نامناسب جانا اس لئے انکو ملزم ٹہرا کر ولایت کو طلب کیا اور ان کی

جلالہ شاہ ڈنگ صاحب بہادر کوہندوستان کا گورنر جنرل مقرر کیا

لارڈ ہارڈنگ

پاروہم گورنر جنرل

۱۸۵۷ء سے ۱۸۵۸ء تک

۱۸۵۷ء جولائی ۲۷ء کو یہ صاحب بہادر گورنری ہند کلکتہ میں وارد ہوئے یہ گورنر نہایت عقل اور مدبر اور سالخورہ تھے انکا ولی ارادہ یہ تھا کہ ہندوستان میں جا کر سب میسوں اور امیروں سے صلح سے رہو ننگا اور سیکلی بر باد ہی کے ورپے نہو ننگا لکشمیت اینروی یون تھی کہ حکومت سکھوں کی نسبت ونا بود ہونگی بنیاد اس گورنر کے ہاتھ سے قائم ہوگی اسلئے پنجاب کا ہنگامہ برپا ہوا جسکا بیان آگے آتا ہے۔ اسی گورنر جنرل فریڈک قانون اس مضمون کا جاری کیا تھا کہ طلباء مدارس جو سرکاری مدرسوں میں پڑھ کر طیار ہوں انکو اور لوگوں پر جو تربیت یافتہ مدارس سرکاری کے ہوں در باب پانی عہد نامی حلیل القدر کے ترجیح دینی مناسب ہے

جنگ پنجاب

ن
ہمارا چہ رنجیت سنگھ کی ابتداء اور عروج کا بیان

چونکہ یہ مقام بیان جنگ پنجاب کا ہے اس واسطے سلطنت پنجاب کے بانی یعنی ہمارا چہ رنجیت سنگھ کا مختصر حال بیان کرنا بھی یہاں مناسب ہے تاکہ طلباء کو اسکی اصل و نسل سے واقفیت پیدا ہو

ایک شخص کیت تکار اسمی و میو پنجا کے کسی ایک کانوین ہا کرتا تھا اسکے بیٹے
 اسمی نوہ سنگہ کا بیاہ ایک میند اسمی گلاب سنگہ مجیشہ کی بیٹی کے ساتھ ہوا اس
 سے تین لڑکے پیدا ہوئے

جبکہ نوہ سنگہ ۱۷ سال کا ہوا اسکے بڑے بیٹے چرت سنگہ نے اپنے
 بہائیوں ۱۱ سنگہ اور جوہ سنگہ کے اتفاق سے موضع گوجرانوالہ میں ایک گڈی
 تعمیر کی چونکہ چرت سنگہ گوجرانوالہ کی گڈی پر قبضہ رکھتا تھا اس سبب اور سردار اسکی
 قوطیم و کریم کرتے تھے اور اسکی خوش کلامی اور شیریں بانی سے بھی خوش ہوتے تھے بعد ازاں
 مہا سنگہ کو خطاب سردار کا ملا یہ شخص مہاراجہ رنجیت سنگہ کا باپ تھا جبکہ مہا سنگہ
 نے وفات پائی مہاراجہ رنجیت سنگہ کی عمر اسوقت صرف ۱۷ برس کی تھی لیکن انار خوش اقبال کے
 اسکی پشانی سے ظاہر تھی غرض کہ پانچ برس تک اسکی ساس لکھو اور اسکی والدہ فی کار و بار
 ریت کو انجام دیا لیکن ۱۹ سالہ عین مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اپنی والدہ کو مار ڈالا اور خود
 ریت پر قابض ہوا ۱۹ سالہ اور ۱۷ سالہ عین شاہ زمان پسر شاہ میو رتو فی حاکم کابل
 پنجاب پر حملہ کیا مہاراجہ رنجیت سنگہ اب مقابلہ کی نہ لاکر شلیج کے اُس پار چلا آیا اور
 تاخت و تاراج کرنے لگا شاہ زمان بعد فتح کرنے لاہور کے کابل کو مراجعت کر گیا
 اور تین سکے سردار وین یعنی چیت سنگہ مہر سنگہ صاحب سنگہ کو لاہور
 کا حاکم مقرر کر گیا مہاراجہ رنجیت سنگہ یہ خبر سنکر لاہور میں آیا اور اس شہر کا محاصرہ
 کر کے ان تینوں سرداروں کو جو کہ مالائق اور بیوقوف اور عیاش تھے شہر

لاہور چہین لیاؤ

جبکہ شاہ زمان کابل کو لوٹ گیا تھا تو اسکی چند توپیں دریابن رہ گئی تھیں اور مہاراجہ رنجیت سنگھ نے ان توپوں کو دریاسے نکلوا کر شاہ موصوف کے پاس بچوا دیا تھا اسلئے وہ مہاراجہ رنجیت سنگھ سے ایسا خوش ہوا کہ اسکو ایک سند لاہور کے قبضہ کرنے کے واسطے عطا کی ۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ نے لاہور پر قبضہ کر کے چار طرف اپنی حکومت پھیلائی شروع کی جنانچہ پشاور ملتان کشمیر امرت سر جو مسلمانوں کے قبضہ میں تھے لے لئے اور ہر لڑائی میں افغانوں کو شکست دی اسکو پاس فوج بہت جربستہ تھی اور ایسا خوش اقبال تھا کہ اس نے کبھی شکست نہیں کھی یہ مہاراجہ بہت عقلمند اور مدبر اور صاحب اقبال پنجاب میں گزرا ہوا ۱۷۵۰ء میں ۳۹ سالہ عمر کو اسنے وفات پائی اور اسکی نعش مع چند رانیوں کے جلا دی گئی بعد مرنے مہاراجہ رنجیت سنگھ کے اس ملک کا انتظام خراب ہو گیا اور بڑی بے انتظامی طہور میں آئی ۔

وزیر و ہیان سنگھ نے جو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے وقت سے دارالمہام سلطنت پنجاب کا تھا اور حقیقت میں وہ مثل اپنے آقا کے عقلمند اور مدبر تھا وہ کٹر ک سنگھ پسر مہاراجہ رنجیت سنگھ کو گتہ نشین کیا پر یہ مہاراجہ بڑا کم ہمت اور بی غیرم تھا اور چونکہ وہ ایک نالائق شخص سی چیت سنگھ کی صلاح پر عمل کرتا تھا بلکہ اسکو امور

سلطنت میں داخل کیا چاہتا تھا اس سبب وزیر دھیان سنگہ اور کنور نوہال سنگہ بیٹے کھرک سنگہ نے بہت ناراض ہو کر باہم صلاح کی اور اُس مکان میں جہان کھرک سنگہ اور چیت سنگہ دونوں سوتے تھے جا کر چیت سنگہ کو قتل کر ڈالا اور اس وقت سی کھرک سنگہ برائے نام راجہ رہ گیا اور حقیقت میں نوہال سنگہ بالکل کل و با سلطنت کو انجام دیتا تھا اور جبکہ باہ نومبر ۱۸۵۷ء میں کھرک سنگہ نے وفات پائی تو لوگوں کو یقین تھا کہ کنور نوہال سنگہ اب رونق افروز گدھی کے ہو گئے اور موافق عہد مہاراجہ رنجیت سنگہ کے پرہیز و بست اس ملک کا ہو جاوے گا اور سب بد انتظامی رفع ہوگی لیکن لوگوں کی اندیشہ کے برخلاف کچھ اور یہی بات ٹھہو میں آئی یعنی اوس وزیر جبکہ کنور نوہال سنگہ اپنے باپ کو جلا کر آتے تھے قلعہ کے دروازہ میں پہنچتے ہی ایک سنگین شہتیر قلعہ کے دروازہ کا نوہال سنگہ کے سر پر گرا جس کے صدمے سے کنور موصوف بھی راہی ملک بھا ہوا

اس حادثہ کے بعد راجہ دھیان سنگہ وزیر مہاراج نے ایک قاصد اپنے بھائی راجہ کلاب سنگہ کی پاس لے گیا اور دوسرا کنور شیر سنگہ بیٹے مہاراجہ رنجیت سنگہ کے پاس بھیجا اور کنور موصوف کو یہ لکھا کہ اگر آپ پنجاب کے راجہ ہو چاہتے ہیں تو ایک رات کے عرصہ میں لاہور تشریف لائی اس وقت چند کنور جو کہ والدہ کنور نوہال سنگہ کی تھی خود سر حاکم ہونا چاہتی تھی اس لئے اسکی بہ مرضی ہوئی کہ شیر سنگہ کو گدشی میں ہونے دے اور خود کار و بار سلطنت پر حاوی رہوے

القصہ جب گلاب سنگہ لاہور میں آیا تو برخلاف توقع شہندگان شہر اور راجہ بیان سنگہ کی رانی صاحبہ کی طرف ہو گیا اور شیر سنگہ سے لڑنے کو تیار ہوا
 شیر سنگہ نے جب یہہنگہ رانی صاحبہ کے تیر تخریب کے درپہن اُس نے اپنی السلطنت بنا
 کو حیرت کی لیکن تھوڑی عرصہ کے بعد بصلاح جنرل متورا صاحب کے بہر لاہور میں آیا تین روز
 تک شیر سنگہ اور گلاب سنگہ کی فوج سے چوٹی چوٹی لڑائیاں ہوتی رہیں انجام کار وہ
 سکھ جولاہوں کے قلعہ پر متعین تھے اپنی پھلتی تنخواہ کے نہ ملنے کے سبب شیر سنگہ
 سے اعلیٰ سیطح پر شیر سنگہ کا قبضہ ہو گیا و

شیر سنگہ خود تو برعیناش تھا پر تمام کاروبار سلطنت کے اسکا وزیر کرتا رہتا تھا ایک روز ہاراج
 شیر سنگہ سوار فوجی موجود لے رہا تھا کہ اجیت سنگہ بہانہ دیکھا ایک بندوق کے کنوئیر سنگہ کے
 پاس آیا اور اسکو اُس بندوق سے ہلاک کیا اور اسی وزیر برائیا شیر سنگہ کا بھی مارا گیا اسطور پر
 سلطنت میں پھر بے انتظامی برپا ہوئی وزیر وہ بیان سنگہ ہی اسی وزیر قاتلوں کا تہہ متحمل ہوا
 چنانچہ اسی سطرے اسکے لڑکے ہیر سنگہ نے کیوں میں جا کر ہاراجہ شیر سنگہ اور اپنے باپ کے قتل کا حال
 ظاہر کیا اور سپاہیوں کو کہا کہ اگر تم میری شریک ہو تو میں تمہاری تنخواہ میں اضافہ کروں گا فوج کہ
 تھینا تو یہ پچاس ہزار کی تھی مجھ دستنر اس تھا کے خوش ہوئی اور اسکے ساتھ ہر دینے
 پرستہ ہو گئے چنانچہ ہیر سنگہ نے فوج ہمراہ لیکر قلعہ لاہور پر حملہ کیا اور بعد ایک خفیف
 زامی کے شہر پر قابض ہو گیا اور ان مخالفوں کو جنہوں نے اُس کے باپ وہ بیان سنگہ وزیر کو اور ہاراج
 شیر سنگہ کو قتل کیا تھا تیغ کر کے انکی خشتوں کو کوچہ کوچہ بکھرا دیا و

ولیپ سنگہ بیٹا مہاراجہ رنجیت سنگہ کا جنکو کہ مفسدوں نے قتل شیر سنگہ کے تخت پر بیٹایا تھا
 سابق دست و تخت سلطنت پر قائم ہوا اور ہیر سنگہ اسکا وزیر ہوا والدہ مہاراجہ لاہو کی اور
 انکا بہانی جواہر سنگہ اس ہیر سنگہ سے حسد رکھتے تھے اور ہمیشہ اسکی تخریب کے سعی
 رہتے تھے انجام کار فوج نے ہی اس مرد بہادر کا ساتھ دیا اور وہ مع اپنے چند
 ہمراہیوں کے قریب لاہو کے لڑائیں بہاگتا ہوا مارا گیا اب بجائے اسکے جواہر سنگہ
 وزیر عظم ہوا لیکن یہ بڑا ہی عیاش اور کم ہمت آدمی تھا
 فوج سنگہ باضافہ تنخواہ سپاہیوں سے مل جاتی تھی اور ہر انقلاب پر اضافہ تنخواہ کی
 درخواست کرتی تھی چنانچہ عہد سلطنت مہاراجہ رنجیت سنگہ میں پادوں کی تنخواہ صرف سا
 روپیہ تھی پر جواہر سنگہ کے وقت میں بارہ روپیہ ہو گئی
 اس وقت میں پشور سنگہ بیٹے مہاراجہ رنجیت سنگہ نے سلطنت کا دعویٰ کیا اور فوج کشی
 جمع کرنے لگا اور ہر سپاہی سے کہا کہ میں بروقت کامیابی اپنے مقصد کے ہر ایک
 آدمی کو کشتہ طلائی قیمتی ڈیڑھ ڈیڑھ سو روپیہ کی عنایت کروں گا جواہر سنگہ وزیر مہاراجہ
 ولیپ سنگہ کا یہ بات سنکر بہت گہرا ریا اور فوج سے کہا کہ تم باغی سے جا کر لڑو انہوں نے کہا
 کہ ہم رنجیت سنگہ کے لڑکے ہی ہرگز نہ لڑینگے بلکہ بعضے انہیں سے پشور سنگہ کی مدد کیوں
 مستعد ہو جواہر سنگہ نے امداد فوج سے مایوس ہو کر کم ہمتی اور کمینگی کا قصد و ملین نہانا
 اور ایک خطرانی صاحبہ کی طرف سے کسی اپنے دوست کے ساتھ پشور سنگہ کے پاس
 مضمون بھجوا دیا کہ تمہارے واسطے آمدنی ایک لاکھ روپیہ کی ضلعا شمالی سے تجویز ہو گئی ہے

اسلئے ملکہ چاہئے کہ دعویٰ سلطنت سے دست بردار ہو جاؤ

جبکہ کنور شہزادہ نے خط لکھا کہ ملک الموت کا پیغام تھا ملاحظہ کرنے لگا قاصد فی ملواری
نیام ہی کہیں چکر اُنکو قتل کیا فوج جو کہ ایک مہینے کی خدمت لیکر گئی تھی یہ خبر سنکر طیش
میں آئی اور بلا طلبہ و بخود لاہور میں آ کر سیکرین غیر پر قابض ہو گئے اور مقام
میان میر پر جمع ہو کر جواہر سنگہ کی طلبی کی اور کہلا بھیجا کہ اگر وہ حاضر نہ ہوا تو قلعہ پر حملہ کیا جاوے گا
اسوقت رانی چندہ صاحبہ کو اپنے بیٹے ولیپ سنگہ کی جان کی طرف سے نہایت خوف ہوا
تھا اسلئے انہوں نے اپنی بہائی کو سمجھایا کہ تم فوج میں جاؤ اگر نہ جاؤ گے تو سپاہ قلعہ
پر چڑھ آؤ گی چنانچہ وہ معہ ہماراجہ ولیپ سنگہ کے ماہی پر سوار ہو کر اور رانی صاحبہ کو
بھی ساتھ لیکر فوج کی طرف گیا وہاں پہنچی ہی فوج فرانی صاحبہ کو ایک خیمہ میں ٹھہلا
دیا اور راجہ صاحب کو ماہی ہی اور مار کر اون کی ماہی کے پاس بھیج دیا اور جواہر سنگہ
سے پشور سنگہ کے قتل کا باعث دریافت کیا یہ اجل رسید کچھ جواب باصواب دیا
اسلئے فوج نے اسکو معہ اس کے رفقاء کے چوکہ اس کے ہم پیالہ اور ہم نوالہ تھے قتل
کیا اب مقام غور ہے کہ بعد ہماراجہ رنجیت سنگہ کے کیسی ابتری اور بے انتظامی
اور خود سری ہو گئی تھی اور سردار لوگ کیسے بے ایمان اور عیاش ہو گئے
تھے۔ ہر وقت کے انعام دینے سے خزانہ خالی ہو گیا تھا اور اسوقت میں امور
رہیت کا ذمہ داری کرنا گویا اپنی موت کا آپ بلانا تھا

جبکہ سلطنت کی یہ حالت تھی اور انتظام کی صورت فوج سکھ جو کہ تعداد میں انہی

تہی معہ دوسو ضرب توپ کے دریا سے ستلج سے عبور کر کے ماہ اکتوبر ۱۷۵۷ء ع
 میں بطبع لوٹ کہسٹ کے سرحد انگریزی پر حملہ آور ہوئے اور جبراً سردار ونکو بھی
 اپنے ہمراہ لینگے دسویں دسمبر ۱۷۵۷ء فروری ۱۷۵۸ء تک چار بڑی لڑائیاں
 سکھوں اور انگریزوں میں واقع ہوئیں چنانچہ ایک لڑائیں تو یہ حال ہوا کہ سکھوں میں
 اور جو انہودی سے لڑے اور اسقدر پاسے ثبات میدان جنگ میں گاڑا کہ دونوں طرف
 شکست کا خوف برابر تھا لیکن خوش اقبال سے انگریزوں کو فتح ملی نصیب ہوئی و

جنگ اول اول لڑائی مقام مدکی میں ۱۸ - دسمبر ۱۷۵۷ء کو ہوئی اور اسمین کے
 کی شکست ہوئی اور انکی چند ضرب توپ قبضہ انگریزی میں آئیں اور اسمین بہت سے
 افسران نامہ انگریزی کام آئے اور بہت سے مجروح ہوئے و

جنگ دوم دوسری لڑائی مقام پیر و شہر جو تبار سنج ۲۱ دسمبر ۱۷۵۷ء کو واقع ہوئی
 اس لڑائیں کے ہونے کے پاس کچھ اور پوسو ضرب توپ تھی اور انکی شہازی سے بہت انگریزی
 آدمی ضائع ہوئے اور چونکہ انگریزوں کے پاس چھوٹی چھوٹی توپیں تھیں وہ پہلے
 لیکن فوج سرکاری نے ایک بارگی اونپر حملہ کیا اور انکے سچونپر چار گری فوج انگریزی کے
 پہنچتے ہی سکھ کمال شجاعت اور مردانگی سے لڑے اور اس سبب انگریز انکی توپوں پر قابض
 نہ ہو سکے جو وقت ادھی رات گزری کہ انکی ایک توپ ایسی موقع پر اٹکائی کہ اس سے بہت
 افسران فوج انگریزی مجروح و مقتول ہوئے لیکن جبکہ فوج نے اونپر حملہ کیا تو توپ
 چھوڑ کر پہاگ کیے پر اسپر بھی جب چاندنی کے اوجائے سے دشمن کو انگریزی

فوج نظر آتی تھی ایک آدھ ہزار تھے اسی طرح پر فوج انگریزی نے بڑی مصیبت
 یہ رات بسر کی صبح ہوتے ہی انگریزوں نے حملہ کیا اور فتح حاصل کی اس لڑائیمیں
 ۳۷ ضرب توپ قبضہ سپاہ انگریزی میں آئی تھوڑی بریگڈری تھی کہ سروایتج سنگہ
 تیس ہزار سوار پر فوج انگریزی پر حملہ آور ہوا اور اس بہادر سی لڑاکہ فوج انگریزی کو پس پا
 ہونا پڑا سکھوں کی طرف سے برابر باڑیں چھوٹی تھیں اور چونکہ انگریزوں کے پاس گولہ بارت
 وغیرہ نہیں رہتا تھا تو ان کی طرف سے ایک گولی بھی چلتی تھی اس لئے کمانڈر انچیف صاحب نے
 لاچار ہو کر سواروں کو حملہ کرینا حکم دیا اور ان کے وسیلہ سے سپاہی لگے بڑھے اور نتیجہ
 اسکا یہ ہوا کہ دشمن کی فوج بہاگ نکلی اور فتح انگریزوں کے نصیب ہوئی و

جنگ سوم تیسری لڑائی مقام الیوال پر تباریخ ۲۹ جنوری ۱۸۵۷ء میں واقع ہوئی
 اس میں بہت عہدہ داران نامور انگریزی ضائع ہوئے اور اکثر مجروح ہوئے اور گو کہ
 سکھوں نے لڑائیمیں ہی کمال شجاعت سے لڑے لیکن موافق اپنی عادت کے میدان جنگ سے
 اس جلدی سے بہاگے کہ ان کے بہت آدمی دریائے ستلج میں ڈوب کر مر گئے۔

جنگ چہارم چوتھی لڑائی مقام سویران میں ۱۰ مارچ ۱۸۵۷ء کو ہوئی
 اس میں بھی سکھوں کو شکست ہوئی اور انگریزی فوج دریائے ستلج سے عبور کر کے داخل
 پنجاب ہوئی بعد ازاں دریاں سرکار انگریزی اور ہمارا راجہ ولیپ سنگہ وارث سلطنت
 پنجاب کے صلح ہو گئی اور آئندہ کی واسطے صلح نامہ جانین سے لکھا گیا جسکا لکھنا بھیجکہ
 موجب تطویل ہے اور ایک اور نامہ راجہ گلاب سنگہ سے لیکر ملک کو ہستانی آئے

سپر دیکھا گیا کیونکہ وہ موجب رفع فساد و ہمدگر اور باعث مصالحت اور رفع شور و شر ہوا
 تھا والی لاہور نے ایک کروڑ روپیہ کے عوض صکوشیمیر کا سرکار کمپنی بہادر کو دیا تھا
 اب سرکار نے اسی قدر روپیہ کو صوبہ مذکور ہماراجہ گلاب سنگھ کے حوالہ کیا جب فوج
 ہماراجہ گلاب سنگھ کے وسط و دخل کشمیر کے گئی تو شیخ امام الدین صوبہ دار کشمیر نے اُسکو
 دخل نہ دیا بلکہ اُسکی فوج کو کئی شکستیں دیں اسلئے کچھ فوج سرکار لاہور کی اور کچھ فوج
 انگریزی کے واسطے تہیہ اور تادیب شیخ مذکور کے روانہ کی گئی شیخ مذکور نے فوج کشی کا
 سامان دیکھا کر ریزیدنٹ کو لکھا یہاں کہ میں وزیر لال سنگھ کو بہکانے سے منحرف ہو گیا تھا
 میرا سین کچھ قصہ نہیں ہے چنانچہ اپنے کلام کی صداقت کی واسطی میں خط و تخطی وزیر
 لال سنگھ کے اُس نے پیش کئے اس لئے وسطی تحقیقات اسمتھم کے ایک کمیٹی مقرر ہوئی اور
 اس میں لال سنگھ بلزم ہوا اور اُس سبب سرکار نے وزیر مذکور کو مفید کر کے اکبر آباد کو روانہ
 کیا عہدہ وزارت راجہ لال سنگھ کے مغرول ہونے کے بعد اعلیٰ دربار لاہور نے گورنمنٹ
 انگریزی سے وسطی حفاظت ہماراجہ ولیپ سنگھ کے کہ ابھی خور و سال تھی اور واسطے
 بندوبست ملک کے جو موجب آرام خلافت کا ہو درخواست کی اسلئے بنظر استدعا اُن
 لوگوں کے ۱۶ دسمبر ۱۸۷۷ء کو کچھ شراط جدید ترمیم صلح نامہ مورخہ ۹ مارچ ۱۸۷۷ء
 میں سرکار کمپنی بہادر اور دربار لاہور کے قرار پائی جسکا ذکر کرنا موجب
 تطویل ہے

جسوقت سرکارانی چندہ صاحبہ سے اٹکا ہماراجہ لال سنگھ جدا ہوا تھا وہ بہت

خاطر اور رنجیدہ تھیں بلکہ اسی سبب ارکان سلطنت نے ناسی کشیدہ خاطر رہا کرتی تھیں
جب کسی شخص پر کسی صورت سے وہ مضرت نہ پہنچا سکیں تو ہمارا جہ لیسپنگہ کو برصلا
ارکان سلطنت کو درغلا کر بہم کرنے لگیں چونکہ یہ بات انتظام حکومت کے برخلاف
اور خطرناک تھی اسلئے گورنر جنرل صاحب بہادر باتفاق اسے ممبران دربار لاہور
کے یہہ تجویز کی کہ رانی صاحبہ کو ہمارا جہ لیسپنگہ سے علیحدہ رکھنا مناسب ہے چنانچہ یہہ
تاریخ ماہ اگست ۱۸۵۶ء کو رانی صاحبہ کو وطن چھوڑنا اور قلعہ شیخوپورہ میں جواکڑی بھیج دینے کے
تجویز ہوا تھا اور شہر لاہور سے ۵۴ میل دور رہنا پڑا یہاں تک کہ معاملہ ایام حکومت لاارڈ
ہارڈنگ صاحب بہادر گورنر جنرل میں واقع ہوا تو

لارڈ ولہوسی صاحب

دوازدہم گورنر جنرل

۱۸۵۶ء سے ۱۸۵۷ء تک

ماہ جنوری ۱۸۵۷ء میں لارڈ ولہوسی صاحب گورنر جنرل مقرر ہو کر آئے اُنکے ایام
حکومت میں رانی چندہ صاحبہ نے باتفاق راجہ چندہ داران لاہور شیل گنگا رام منشی
رانی صاحبہ اور کاہن سنگہ وغیرہ یہہ تجویز کی کہ جس قدر انگریز لوگ لاہور کی چھاؤنی میں
رہتے ہیں انکو زیر ویکار ڈالنا چاہئے چنانچہ یہہ تجویز سطح پر پختہ کی کہ جلد متکاران کو
خانساناں مٹھوٹ گہراور اکثر حکام کے ملازمین کو جو مسکوٹ میں بروز مہونہ آویں

اپنے سے متفق کر کے بہت سارے روپیہ انکو دینے کا وعدہ کیا اور نقد روپیہ پیشگی
 اسکام کی واسطے نوکروں کو تقسیم بھی کر دیا اور تجویز یہ تھی کہ جس صاحب
 لوگوں کا کوئی بڑا کہا نامسکوٹ گہرین ہو اس وزیر بکوز ہر دو بعد پورا ہو فی اسکام کے
 تکتو سواے اس نقد روپیہ کے جاگیرین اور انعام گران بہا محنت ہوگا پر یہ از پیشتر
 آنے روز موعود کے کہل گیا اسلئے گنگارام اور کاہن سنگہ کو معہ جملہ خدمتکاران و خانسانا
 کے جو کہ اس تجویز اور منصوبہ میں شریک تھے پہانسی نصیب ہوئی اور انی صاحبہ کو بنارس میں رہنے
 کا حکم ہوا چنانچہ رانی صاحبہ کاشی جی کو روانہ کی گئیں چند ماہ ہان بکر ایک روز پوشیدہ گئیں
 اور ڈاک میں بیٹھ کر راجہ نیپال کے پاس پہاگ گئیں اور وہاں کئی برس تک بیوی پران
 ایام میں درمیان لٹے اعر کی خوب ہش ہمارا جہ لیپ سنگہ کو کہ وہی انکھستائیں تھیں
 ولایت کو تشریف لیگئیں تھوڑے دنوں ہان بکر لٹے اعر میں انی صاحبہ وفات پائی

جنگ ملتان

یہ لڑائی بھی لارڈ ڈلہوسی صاحب بہادر کی وقت میں ہوئی اور اسکا اصل حال یہ ہے کہ لارڈ
 مولج قوم کا بہتر شہنشاہ قصبہ اکال گڑھ کا تھا جو کہ ضلع گوجرانوالہ کا ایک قصبہ ہو
 بجای اپنی باپ کے دربار لاہور کی طرف سے صوبہ ملتان کا منتظم تھا چونکہ اس کے وقت میں
 کئی طرح کی بدانتظامیاں ملہوئیں آئیں تھیں اسلئے دربار لاہور نے اس سے استعفا
 طلب کیا اور اسی خیال سے کہ یہ صرف وہی ہے میرا استعفا منظور ہو گا فوراً
 لکھ کر روانہ کیا اور استعفا یہاں منظور ہو گیا اور دربار لاہور نے بجای اس کے

صوبہ ملتان کا ناظم ایک کہہ مقرر کر کے قلعہ ملتان کے کاروبار اور کھجیوں کے
 دلائل کیواسطے دو انگریزوں یعنی ایک وینس الیگنیو صاحب اور وینس الفنسٹ اینڈرسن
 صاحب کو اس کے ہمراہ ملتان کو روانہ کر دیا دیوانہ کو یہ بات بہت بری معلوم ہوئی
 اسلئے اُس نے اُن انگریزوں کو مار ڈالا اور باغی ہو کر برسرِ فساد ہو گیا جب یہ خبر انگریزوں
 پہنچی تو انہوں نے فوج کشی کی اور نواب بہاولپور سے مدد و طلب کی نواب نے بھی فوج کی
 کمک لی اور ایک بڑی بہاری لڑائی برسرِ کر دی کپتان ایڈورڈ صاحب کے ۱۸ جون
 سنہ ۱۸۵۷ء کو ہوئی ملتان کی فوج ہی کمال بہادری اور جفاکداری سے پیش آئی صبح سے
 دو بجے تک لڑائی ہوتی رہی آخر کار ملتان کی فوج شکست کھا کر بہاگ نکلی اور کئی
 ضرب توپ سرکار کمپنی کے ہاتھ آئی

یکم جولائی سنہ ۱۸۵۷ء کو قلعہ ملتان کی فوج کے نیچے ایک اور لڑائی ہوئی اس لڑائے میں
 مولراج بذات خود لڑا تاہم ایک اتفاق سے ایک گولہ اس کے ہاتھ کے ہو میں جو لگانا نہ سکو
 صدقہ وہ ہاتھ پر سے نیچے گر پڑا اور ایک گھوڑے پر سوار ہو کر ملتان کو بہاگ گیا
 یہ لڑائی چھ گھنٹہ تک رہی اگرچہ ملتان کے لوگ کمال شجاعت سے لڑے پر انگریزی فوج کے
 سامنے زیادہ نہ ٹھہر سکے انہیں گت سنہ ۱۸۵۷ء کو فوج انگریزی نے دیوان مولراج پر حملہ
 کیا اور ایک کانوئی جہان اسکا لشکر چمٹا تھا اسکو مار کر ہٹا دیا اور اُس کانوئی پر فوج
 انگریزی قابض ہو گئی دشمن کی فوج ایک باغیہ میں جو کہ اُس کانوئی کے قریب تھا بہاگ کر
 مقیم ہوئی اور وہاں سے دن بہر گولہ اندازی کرتی رہی اسلئے فوج انگریزی نے

تھیجہ ہو کر اس باغ پر حملہ کیا ڈیڑھ گھنٹے تک ان لڑائی جاری ہی عہدہ داران انگریزی جو جنگہا ہی سابق پنجاب میں شہریک تھی یہ بیان کرتے ہیں کہ جیسے سکھوں کو ایسی جو اندرونی سے لڑتے ہوئے کہی نہیں دیکھا تھا اور نہ کہی انکی توپیں ایسی جلدی جلدی چلتی تھیں اس لڑائی میں کمی افسران انگریزی مجروح و مقتول ہوئے بعد ازاں فوج کلہری نے قلعہ ملتان کا محاصرہ کیا اور یقین تھا کہ قلعہ جلد فتح ہو جاتا لیکن چونکہ راجہ شیر سنگھ نے اپنی ہمت سے جو کہ قریب ہزار سے تھے مولاج سے مل گیا تھا اسلئے فوج کلہری کو لٹا ہٹنا پڑا اور قلعہ کے فتح ہونے میں ہی کمال توقف ہوا شیر سنگھ چند روز تک ملتان میں رہا اور پھر سب اس کے کہ مولاج سے کہہ سکے ان بن ہو گئی تھی نوین تاریخ کو ہزارہ کی طرف اپنے باپ چتر سنگھ کے پاس چلا گیا

میسورین کتوبر کو ایک بلوہ مقام پشاور میں ہوا چنانچہ میجر لارنس صاحب اور لفٹنٹ ہوی صاحب وغیرہ وہاں ہی بدقت تمام بہاگ گئے پیرفسد و فتنے ان کے بغیر قرار کر لیا اور انکا حال آگے آوے گا

ماہ نومبر کی چھٹی اور ساتویں تاریخ کو فوج مولاج اور انگریزی سپاہ میں قریب ملتان کے ایک لڑائی واقع ہوئی اور بہت سی کشت و خون کے بعد سرکار انگریزی کی فتح ہوئی اور کئی توپیں سرکار کے ہاتھ آئیں اسوقت ملک پنجاب میں بڑا فساد برپا تھا ہر ایک سکھ اپنی زمین بادشاہ خیال کرتا تھا ہر جگہ بلوہ کا خوف تھا تجارت مسدود تھی رستے لٹتے تھے رعیت کو اپنی جان اور مال کے بچانے کا بڑا فکر تھا ستائیسویں دسمبر کو جبکہ انگریزوں کے

پاس بندہ اور بیٹی اور فیروز پور سے ملک آگئی تب مولراج پر ایک اور حملہ ہوا اور انجام
کار یہ ہوا کہ دشمن بہاگ گئے اور انکا مقام انگریزی فوج کے قبضہ میں آیا اس لمبی
میں چار سو سپاہی لوہیں عہدہ داروں کے مجروح و مقتول ہوئے

۱۸۴۰ء بمبر کو اتفاقاً ایک گولہ انگریزی توپ کا مولراج کے میگزین کی باروت میں جا کر
پڑا اور اس کے صدمہ سے جنوبی دیوار قلعہ کی بالکل منہدم ہو گئی اور سوائے اسکے بہت سا
نقصان ہوا بعد ازاں فوج سرکاری نے شہر پر حملہ کیا اور اگرچہ مولراج کی فوج مقابلہ
کرتی رہی پر یہ امر کچھ کارگر نہ ہوا آخر شہر پر قبضہ کر لیا اور لوٹ کا بہت سا مال فوج
سরکاری کے ہاتھ آیا

اس لڑائی کے بعد بھی دو نوطف سے بارہ گولہ چلتا رہا اور پھر انگریزوں نے قلعہ کے
اڑانے کی تدبیر کی اور سرنگ بنانی شروع ہو گئی مگر ۲۴ جنوری ۱۸۴۱ء کو مولراج نے
بغیر کسی شرط کے اپنے تین غور و حوالہ سرکار انگریزی کے کر دیا اور تین ہزار آدمیوں نے
جو اس کے ہمراہ تھے ہتھیار ڈال دیئے دیوان مولراج کو لاہور میں لے گئے اور بعد تجویز
کونسل کے حکم ہوا کہ کلکتہ کو بھیجا جاوے اتفاق سے اثناء راہ میں بنارس
پہنچ کر اپنی موت سے مر گیا بعض کہتے ہیں کہ میرے کی کئی یا کچھ زہر کہا کر
جان بحق ہوا

اب یہ بات قابل بیان کے ہے کہ شیر سنگھ جب ملتان سے گیا تو اس نے قلعہ الگ
اور حسن ابدال کو فتح کیا اور اس نواح میں لوٹ چا دی یہ حال دیکھ کر فوج انگریزی

قریب چالیس ہزار کے بارادہ جنگ اُس جانب کو روانہ ہوئی اور سکھوں پر حملہ کیا اس
 لڑائی میں بہت سا کشت و خون ہوا اور جنرل کیورتن جو کہ نامور سپاہی لارنگریری میں
 تھا مقتول ہوا اور یہ لڑائی دریا کی چابک کنارہ پر ہوئی تھی و

ایک اور لڑائی ۲۰ ستمبر ۱۸۴۷ء کو مقام سودال پور میں ہوئی وہاں سے سکھ شکت کیا کہ
 رسول پور کی طرف بہاگے بعد ازاں ایک لڑائی مقام چلیا نوالہ میں ہوئی اگرچہ فوج انگریز
 نے دشمن کو پس ہار دیا تاہم نقصان سرکار انگریزی کا بہت زیادہ ہوا اور بہت
 آدمی مارے گئے اور بہت سے زخمی ہوئے و

اخیر لڑائی مقام گجرات پر ۲۱ فروری ۱۸۴۸ء کو واقع ہوئی اس میں سکھوں کی بالکل ہمت
 ٹوٹ گئی اور کئی ہزار آدمی زخمی ہوئے اور مارے گئے سکھ لوگ ایسے بیدل ہو گئے
 بہاگے کہ سوائے ڈیرہ اور خیمہ کے ساٹھ ضرب توپ بھی انگریزوں کے ہاتھ آئی اگرچہ خان
 خلع دوست محمد خان ہی اس لڑائی میں مارا گیا و

بعد ازاں فوج سرکاری نے سبر کوگی کپتان گلبرٹ صاحب کے حریف کا ایسا تعاقب
 کیا کہ سکھ لوگ تنگ ہو گئے اور آٹھویں مارچ سنہ ۱۸۴۸ء کو جمیع سرداران نے صاحب
 کے پاس کرپناہ چاہی اور اکیس ضرب توپ صاحب صوف کے حوالہ کیں اور میجر لارنس
 صاحب مدد انکی ہوئی اور لفٹنٹ بوئی اور لفٹنٹ ہیریٹ اور طامس صاحب کے معہ انکی
 بیوٹی جو کہ انکی قید میں مقید تھیں رہا کیا اور چودھویں مارچ کو سردار پتھر سنگہ اور راجہ
 شیر سنگہ فرمہ سولہ ہزار سپاہ اور اکتالیس ضرب توپ اپنی تین میجر گلبرٹ صاحب کے حوالہ

کیا صاحب صوف بعد ازین پشاور وائٹ کوچہ پر کہ افغانوں نے قبضہ کر لیا تھا روانہ ہوئی اور بدون مقابلہ کے اونپر قابض ہو گئی اسطرح پر پنجاب کی لڑائی ختم ہوئی اور پھر صورت امن امان کی وکلاء نے نیکی جیکہ پنجاب میں اسطرح امن ہو گیا تو ایک بار مقام لاہور میں ہولاس بارین رزیدنٹ لاہور اور بہت سی اور عہدہ داران جلیل القدر اور سکریٹری گورنر جنرل صاحب بہادر اور اہالیان دربار لاہور اور مہاراجہ ولیپ سنگھ جمع تھے اول وہ عہد نامہ جو کہ مہاراجہ بخت سنگھ کے عہد میں لکھا گیا تھا اور بارین پڑہ کر سنایا گیا بعد ازان ایک شہتارہ مضمون کا کہ ملک پنجاب ممالک مقبوضہ کہنی بہادر میں شامل کیا گیا حاضرین مجلس سنایا گیا اور پھر مہاراجہ صاحب اور اراکین سلطنت و جلسہ صاحبان عالی شان کے دستخط کرائی گئی اور مہاراجہ ولیپ سنگھ کا چار لاکھ روپیہ لائے مقرر کیا گیا اور ان سرداروں کی جاگیرین جو کہ خیر خواہ سرکار رہے تھے بحال رہیں اور مہاراجہ ولیپ سنگھ کو انگلستان روانہ کر دیا گیا وہاں جا کر مہاراجہ مذکور نے زبان اور علوم انگریزی میں بڑی ترقی کی اور بڑی خوش قسمتی مہاراجہ ولیپ سنگھ کی یہ ہو کہ ایسے ملک میں جہاں کی سیر کرنا ایک عالم شتاق ہی انگلو توطن نصیب ہوا اور وہاں انکی شادی بھی ایک بڑے نامور امیر کی لڑکی سے ہو گئی ہے

شمول راج ناگپور یہ سلطنت انگریز

اسی گورنر جنرل صاحب کے وقت میں راج ناگپور کا ممالک مقبوضہ سرکار کہنی بہادر ملحق کیا گیا اور اسکی کیفیت یہ ہو کہ اوسمبہر ۱۸۱۷ء کو جی ہوسلا راجہ ناگپور نے

وفات پائی بہ شخص اس ملک کی سلطنت حاصل کر عین سرکار انگریزی کا برا مننون
احسان تھا کیونکہ جب وہ آپا صاحب بہت سی شکست کھا کر ہاگاہا تھا تو اس وقت وہ نابالغ
بچہ تھا اور انگریزوں کی مدد سے اس عین ہر کر اسکو گدی ملک برار کی نصیب
ہوئی تھی اور جب تک وہ نابالغ رہا یعنی آٹھ برس کے عرصہ تک انگریزوں نے اس کے
ملک کا انتظام ایسا کیا کہ وہ ملک زرخیز ہو گیا بہت سے عین اس ملک کی حکومت
اس کے سپرد کی گئی ستائیس برس تک اس راجہ نے بڑی شکر گزاری سے عملداری کی اور
جب وہ مر گیا تو کوئی لڑکا وارث نہ تھا چونکہ ہوسلا کے خاندان میں یہہ دستور تھا کہ
سوار وارث مرد کے کوئی عورت گدی نشین نہیں ہو سکتی تھی تو جب کوئی ایسا مدعی وارث
کا نہ پایا گیا تو بیشک اس کے خاندان سے حکومت جاتی رہی اگرچہ اسکی بیوہ رانی نے
ایک لڑکا بعد انتقال راجہ صاحب کے گود لیکر جاکہ بجائے اپنے خاوند متوفی کے اسکو
گدی نشین کرے پر لارڈ ولہوسے صاحب نے اس امر کی حقیقت حال دریافت کر کے
اور یہہ جان کر کہ یہہ درخواست قابل پذیرائی کے نہیں ہے انکار کیا اور حکومت ناگپور
داخل ممالک مقبوضہ سرکار کمپنی بہادر کے کردی اگرچہ رانی صاحبہ نے اپنے مقدمہ
کی پیروی انگلستان میں کی اور وکیل بھیجے مگر چونکہ گورنر صاحب نے اپنی رائے کو
بوجہات لکھا تھا اسکا مرافعہ کارگر نہوا بلکہ اسی اصل پر اور حکومتیں یہی جنگا کوئی
وارث حقیقی خاندانی نہ پایا گیا ممالک سرکار کمپنی بہادر سے شامل
کردی گئیں۔ ان ایام میں ناگپور دارالحکومت میانہ ہند کا شمار کیا جاتا ہے۔

اور وہاں ایک چیف کمشنر حاکم اعلیٰ ہے اور سرشتہ تعلیم بھی اب جاری ہو گیا ہے اور روز بروز اس ملک میں ترقی ہوتی جاتی ہے

شمالی ملک اودہ سلطنت انگریزی

ملک اودہ جس میں پچیس ہزار میل مربع زمین اور پچاس لاکھ آدمی کی بستی ہے وہاں کی رعایا پچاس برس سے بڑے بڑے ظلم اور بے انصافیوں کے حکام سے برداشت کرتی تھی اور گورنمنٹ انگریزی ہی ان حکام کو ہمیشہ تاکیدیں ہوتی رہتی تھیں کہ تم اپنے ملک کا انتظام قرار واقعی کرو اور رعایا سے جہاں تک ہو سکے انصاف اور سلوک سے پیش آؤ پر باوجود اس قدر تاکیدات اور اسکے اقرارات کے کبھی وہاں کے حکام نے انصاف پر ذرا بھی توجہ نہ کی ظلم زیادہ ہوتا گیا اور عیاشی اور حرام کاری کی تار کی ملک پر زیادہ چھا گئی

نواب ملک اودہ جو مطلق العنان اور خود سر حاکم تھا شبہ روز عیاشی اور حرام کاری اور لذت حیوانی میں غلطان اور بیچان رہتا تھا اور اپنا وقت اور آمدنی ملک کی خوشامدیوں اور حرام کاروں اور ڈوم ڈاڑیوں کی صحبت میں برباد کرتا تھا ناچ اور راگ کی محفل رات دن گرم رہتی ملک کا انتظام ظالموں کے ہاتھ سپرد تھا عوام نے ایسی لوٹ مچا رکھی تھی کہ جو جس کے ہاتھ پر انصاف الگ کیا رعایا کو ہمیشہ جان کا خطر اور مال کے لٹ جانیکا فکر رہتا رہتا اور سب محصول زمین

کالینا بڑی جوانمردی کا کام تھا چنانچہ یہی بڑی جوانمردی شمار کی جاتی تھی
 ہر ایک نیندار کے گھر پر سپاہ نوکر رہتی تھی زمیندار لوگ گڑھی میں متحصن
 ہو کر باغ رہتے تھے بدون فوج کشی ایک پیسہ بادشاہ کو نہ ملتا تھا اور زمیندار
 کے نوکر و نکاحیہ پیشہ تھا کہ جب انکی خواہ بہت چڑھ جاتی انکو حکم ہو جاتا کہ کم زور رعایا کو
 لوٹ کر اپنی خواہ وصول کر لو دربار شاہی میں تمام جہان کی واپسیات کے سامان
 ہیا اور عیاشی کے سبب اب طیار رہتے و

پچاس برس تک یہ حال گورنمنٹ انگریزی نے دیکھا پر گورنمنٹ کو یہ نہ نظر آیا
 کہ شاید کہی تو کوئی نچسین اہل نکلے جو اس ملک کی خرابیوں کو اصلاح دے مگر
 جو نواب ایک دوسرے کے بعد تخت نشین ہوا وہ اول سے بدتر ہی نکلا
 اسلئے گورنمنٹ انگریزی کو سوار اسکے کہ یہ ملک ہی شامل ممالک مقبوضہ
 سرکار کہنی بہادر کے کر لیا جاوی اور کوئی تدبیر نہ سوچی کس لئے کہ کرنیل
 سلیم صاحب بہادر جو کہ لکھنؤ کے رزیدنٹ اور نواب کی عہداری کے
 طرفدار تھے انہوں نے ہی یہ خرابیاں دیکھ کر اپنی رپورٹ میں یہ رائے اپنی
 درج کی تھی کہ ناوقتی کہ یہ ملک سرکار کے قبضہ اقتدار میں نہ آوے گا
 کسی صورت میں یہاں کی بد انتظامی رو باصلاح نہ لاویگی جبکہ یہ صاحب خست
 لیکرٹہ لعین لایت کو تشریف لیکئے تو اٹنارہ میں سفر سبجری کی وقت انہوں نے
 انتقال کیا اور انکی جگہ میں ٹرم صاحب رزیدنٹ ہوئے انہوں نے تمام علاقہ

اودہ میں خود گشت کر کے تباہی عایا اور ظلم حکام اور بخیر می والی لکھنوی کی پورٹ
 گورنر جنرل صاحب کو کی اور انہوں نے بھی یہی رائے دی کہ تا وقتیکہ یہ
 ملک سرکار دولتمدار کے قبضہ میں نہ آوے گا اسکی برائیاں ہرگز دفع نہ ہونگی
 انکی رپورٹ بھی مثل رپورٹ کرنیل سلیم صاحب کے بلکہ اس سے بھی زیادہ تھی
 یہ سب حال دیکھ کر گورنر جنرل صاحب نے بطور خود بھی خوب تحقیقات کر کے
 ان رپوٹوں کی صداقت کی اور انکو مناسب معلوم ہوا کہ اب اغماض کرنا اور یہ
 ملک ظالموں کے قبضہ میں نہ کہنا ایک طرعی گناہگار کا باعث ہوگا کیونکہ گورنر
 نے جبکہ خوب طرح پر ظلم اور ظالم اور طریق ظلم جان لیا اور طور اسکے دفعیہ کا
 پہچان لیا تو تسلیم کرنے میں بیشک گناہگار ہو گیا اندیشہ تھا اسلئے انہوں نے
 ولایت کو رپورٹ کی اور وہاں سے حکم آنے کے بعد اوٹرم صاحب بہادر وزیر
 عظم ملک لکھنوی گفتگو جاری کی بعد ازاں بادشاہ کو تین دن کے بعد وزیر نے خبر
 دی اسلئے سرکار نے تین دن کی مہلت دی کہ اس صدمہ میں اگر لکھنوی سلطنت سے
 سوت بردار ہو کر قبضہ سرکار میں یا جاوی تو بہتر ہو ورنہ تیسری دن شہر دیا جاوے گا کہ
 آپے عملداری سرکار کمپنی بہادر کی ہو گئی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بادشاہ ہی ملاقات کے
 وقت رزیدنٹ نے عرض کیا کہ حضو اس اقرار نامہ پر جو درباب تبدیلی حکومت کے لکھا گیا ہے
 دیکھ اب سرکار کمپنی نے سبب سے کہ انتظام اس ملک کا بہت خراب تھا بروہت نکر کے بخیر
 کہ اب زیادہ دنوں تک اس ملک کو نواب کی عملداری میں چھوڑنا گویا خدا کے نزدیک گناہگار ہونا او

ظلم کا بڑا نامہ اپنے قبضہ میں کر لیا ہے اور بادشاہ کی خواہ بارہ لاکھ روپیہ سالانہ اور
 تین لاکھ روپیہ سال وسط حفاظت محل اور خواہ نو کروڑ مقرر کرو یا ہی دستخط کر دینا
 یہ نہ کر باوجودیکہ جیم و شیم اور عمر آدمی تھا بچوں کی طرح رو لگا اور کہنی لگا کہ جو مرضی سرکاسی ہو
 کرو یہیں دستخط اس کا غد بزنگار لگا اگر میرا انصاف یہاں ہو گا میں لایت کو چلا جاؤ گا ملکہ
 کوین کوٹوریا کے قدموں میں جا کر پرونگا رزیدنٹ فر عرض کیا کہ حسب کم ملکہ معظمہ کے
 یہ تجویز طبع میں آئی ہے اب اس میں کچھ نہ ہو گا غرض کہ بادشاہ فرما نا اور اس اقرار نامہ پر اپنے
 دستخط نہ کئے لیکن سبط کا فساد نہی کیا جب میعاد کی مہلت گزر گئی انگریزوں نے منادی
 کرادی کہ اب سرکار کمپنی بہادر کی عملداری لکھنؤ میں ہو گئی ہے سب رعایا کو سہات کی
 اطلاع رہے۔ بادشاہ نے کلکتہ کو کوچ کیا اور وہاں جا کر دیاے ہو گلی پر قریب
 کلکتہ کے ایک مکان وسیع پسند کر کے رہنا اختیار کیا اور اپنی والدہ اور بیٹے اور
 بہاؤ بخش مت ملکہ معظمہ انگلستان کو روانہ کیا وہاں جا کر نواب کی والدہ فوت ہوئیں
 اور سب لوگ جو ساتھ گئے تھے بے نیل مرام واپس آئے ۴۹۔ تاریخ فوروری ۱۸۵۷ء کو
 لارڈ ولہوسی صاحب نے سب سے کہ وہ بیمار ہو گئے تھے اپنے کام سے استعفا دیا اور
 انکی جگہ لارڈ کننگ صاحب بہادر کو نرہند مقرر ہو کر کلکتہ میں آئے ان کے وقت میں
 ایک بڑا بہاری انقلاب ہندوستان میں ہوا وہ یہ تھا کہ سپاہ ہندوستانی سرکار
 انگریزی منحرف ہو کر باغی ہو گئی اور سرکار کمپنی بہادر کی عملداری جاتی رہی اور بہر حال
 ملکہ معظمہ کوٹوریا دام ملکہا کی حکومت ہندوستان میں ہو گئی چونکہ یہ امر ایک حادثہ

اور انقلاب عظیم تھا اس لئے اس کا مختصر بیان دو سر باب میں علیحدہ لکھا گیا

باب دوم

ختم ہونا حکومت کمپنی بہادر کا۔ اور شروع ہوجانا
سلطنت ملکہ معظمہ کٹوریا فرمانروای لندن کا

لارڈ کیننگ صاحب رز جنرل سینر وسم

۱۸۵۷ء سے ۱۸۵۸ء تک

کمپنی بہادر حسب عادت قدیم شاہ لندن سے ہندوستان کی حکومت کا تہیکہ
ایک میعاد معین کیو اسطی لیا کرتی تھی چنانچہ ابھی فوج تہیکہ کی میعاد قریب الاختتام تھی
اور کمپنی کا ارادہ تھا کہ اس میعاد کے پورا ہونیکے بعد حسب عادت مستمرہ پھر تہیکہ لیا
جاکو اور کاروبار حکومت کمپنی کے بغل غوش جاری تھے اور ہندوستان کی رعایا عین
آرام اور راحت میں بستی تھی حکام مالی انتظام آمدنی میں سرگرم تھے حکام ملکی تدابیر
افرونی پیداوار اور انتظام ملک میں مشغول اور حکام جنگی انتظام کارزار میں
مصرف انگیزیوں نے اسوقت ملک ایران پر چڑھائی کی تھی اوچند پلٹنیں فارس
کی لڑائی پر گئی ہوئی تھیں مگر وسط ہند میں اور یہی طرح کلی کچھ ہی یک رہی تھی

نہ تھا کہ انتظام ہند کی باگ کمپنی کے ماتہ میں رہی بلکہ جس طرح ہمیشہ
 ملک تابع بادشاہان سابق کے چلا آیا ہے اسی طرح اب پھر وہ وقت آگیا
 شاہ لندن کے زیر فرمان ہو اور بلا وساطت کمپنی بہادر کے شاہ لندن
 ہنشاہ ہند ہو کر حکمرانی کری اور وسیلہ اس امر کے ظہور کا سپاہ پور بیہ کی بغاوت
 تھی کہ کیا ایک سپاہ انگریزی ہندہ لکھنؤ وغیرہ کی مفد ہو گئی
 شہنشاہ عین پور کی فوج نے سرکار کمپنی سے باغی ہو کر اپنے افسران اور انگریزوں
 کو مار ڈالا اور دہلی میں جا کر جمع ہوئے اور ارادہ کیا کہ ابوظہر بہادر شاہ
 بادشاہ دہلی کو تخت ہندوستان پر بٹھلا کر انگریزوں سے اس ملک کی حکومت
 لے لیں اور پھر بادشاہت چمکا دیں۔ جس وقت یہہ معرکہ ہوا تو کل ہندوستانی
 فوج تینوں احاطوں کی ملا کر تین لاکھ آدمی کے قریب تھی اور کورہ کی فوج میں
 پینتالیس ہزار پانسو آدمی تھے جنہیں سے پانچ ہزار دو سو گوری ملک ایران پر
 لڑائی میں گئے ہوئے تھے اور باقی (۳۰۰۰۰) گوری ہندوستانی میں موجود تھے
 اب یہہ سوال کرنا کہ پورب کی فوج کسوا سطے منحرف ہو گئی اور کیوں کمپنی سے ناراض تھی
 اس موقع پر نامناسب ہے اور اسکا صحیح جواب یہی وقت طلب ہے مگر اسکا عام سبب جو
 زبان زور خاص عام ہے اسکا کہ نہیں کہ کارنوس جو سرکار کمپنی نے واپس
 سے منگا کر انکو تقسیم کئے تھے انہیں یہہ شک ہو گیا تھا کہ سوراورگائی کی
 چربی سے بنے ہیں اس لئے اہل اسلام تو سو کی چربی اور ہندو گائے کی چربی

کا نام سنکر متنفر ہوئے اور انہوں نے اس امر سے باہم اتفاق
عام کے جو خفیہ تذریعہ خطوط اور خاص قاصد و کج امنیں ہوا تھا۔
ہو گیا کہ ہر ایک انگریز کو جہان پاؤ قتل کر ڈالو اور اس طرح سے پہر اپنے قید
کو قائم کروا کرچہ بعض عقل مند سپر اعتراض کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ کار
کا ایک بہانہ ان لوگوں کے ہاتھ لگا تھا پر صلیبیں باعث اسکا کچھ اور سی ہو
چنانچہ اس راز کی افشا اور اظہار کے لئے بہت لوگوں نے کوشش کی اور
تحقیقات ہی ہوئی اور شہادت ہی کئی طرح کے واقع ہوئے مگر راقم کو اب تک اسکا
سبب ای امر مذہبی کے اور کچھ بانیہ ثبوت کو نہیں پہنچتا
الغرض اس امر کا کچھ یہی سبب ہو پر ابتدا اس بغاوت کی شہر میرٹھ ہی ہوئی جو دہلی سے
۸۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے ۱۰ تاریخ ماہ مارچ ۱۸۵۷ء روز یکشنبہ کو ایک ہزار
سات سو گورہ اور دو ہزار سات سو ہندوستانی سپاہیوں نے موجود تھے جس وقت کہ
لوگ اور انگریز جاگھر گئے اور اپنی عبادت میں مشغول ہوئے پور بیون نے نص
کا موقع پا کر ایک دفعہ ہی پہاؤنی کو ایک لگا دی اور کئی گورون اور افسرن کو گولیوں
مار ڈالا اور انگریزوں کے مرد اور عورت اور بچے نہایت بیرحمی سے قتل کئے
کیا بیون تاریخ کو یہ باغی فوج دہلی میں پہنچی اور ریر جہر و کہ شاہی قلعہ کے روبرو انہوں نے
بادشاہ کی سلامی انارسی ان پور بیہ سپاہیوں نے جو قلعہ کے اندر تھے قلعہ کا دروازہ
اسے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے سے سازش انکی ہو گئی ہوگی بعد ازاں ان انگریزوں

روع کیا جو قلعہ کے اندر تھے پہرہ میگزین پر حملہ آور ہوئے لفٹننٹ دیوبلی
 ان لوگوں سے بڑی دیر تک لڑتا اور گولیاں مارتا مگر جب اس نے
 کہ اب کسی صورت سے میگزین نہیں بچ سکتا اس وقت اس نے خود اگ
 دی جو جس کے صدمہ سے ایک سو سپاہی ماری گئے اور آپ ہی ہلاک ہو گیا تھوٹ
 دہلی میں پنیٹالیس انگریز موجود تھے جو وہاں سے اطراف و جوانب کو بہاگ کیا
 وہ بچ گیا باقی سب مارے گئے اس حادثہ کے بعد تار برقی نے بہہ خیر جاریا
 ہر ایک شہر اور چھاؤنی میں پہنچا دی اور صاحبان اضلاع اس فساد سے
 مطلع ہو کر اپنی ذات اور خزانہ کی حفاظت اور دفع فساد کی طیارسی میں
 مصروف ہوئے اور جہاں پور یہ سپاہ تھی فوراً اسکو گھیر کر خواہ توپیں
 لگا کر خواہ دھماکا کر سب کے ہتیارے لئے چنانچہ مقام میانمیر پر چار ہزار
 سپاہیوں کے ہتیار بوسیلہ ایک ہزار تین سو گورون کے رکھوائے گئے
 اور انکو نوکری سے برطرف کر دیا گیا

فیروز پور۔ اور سیالکوٹ اور جیلیم پر بھی اس طرح کا فساد برپا ہوا مگر بہت جلد دفع
 ہو گیا اور بہت سی مف سپاہی جلد تر مارے گئے صرف تھوڑے آدمی پہاڑوں
 کی راہ اور بعضی براہ لدھیانہ بہاگ کر دہلی کے مجمع باغیانین جانشین ہوئے
 مولا اضلاع مذکورہ بالا کے تمام پنجاب میں خدا تعالیٰ کا بڑا فضل سما اور جو فوج بہا
 گری فوراً اسکے ہتیارے لئے گئے اور مف قتل کر دی گئی اور علاوہ ان میں بہت

باشند جو پنجاب کے نئے بہرنی گئے گئے اور نئی فوج طیار کر
 گئی اور وہ فوج جو ایران پر تھی وہ ان ہی گورہ کی سپاہ جلد بلالی گئی
 جس قدر فوج اور لڑائیکا سامان بہم ہو سکا حکام نے خرید کر جمع کر لیا اور
 لڑائی کیو سطلے دہلی کی طرف گئی تھی متواتر دہ پھنچتی رہی صرف تین ہزار گور
 پر گئے تھے انہوں نے جا کر بیرون ٹہر ہاڑی پر اپنی جہاؤنی ڈالی جانیں سے
 اور توپ کی لڑائی رہتی تھی اور کبھی کبھی پور بیہ فوج کے لوگ باہر شہر کے بھی بلکہ کرتے تھے
 ۳۰ تاریخ می مفسدہ اے کو بھی مفسدہ لکھنؤ میں برپا ہو سپاہ نے چند افسرو
 قتل کر کے انکے بھٹکے جلادئی اور سر سہری لارنس صاحب بھی اس مفسدہ
 اسی جگہ مارے گئے

۱۴ تاریخ ماہ ستمبر مفسدہ کو انگریزوں نے شہر دہلی پر حملہ کیا اور شہر میں
 ہو کر بہادر شاہ بادشاہ کی اولاد کو جو اس نئی فوج کے افسر تھے گولیوں سے مارا
 اور انکی لاشیں کوچہ کوچہ کچرا کر لوگوں کو دکھلائی کہ مہنوں باغیوں کے ہمارے
 مفسدہ برپا کیا تھا اب ہی اس بادشاہ کو پہنچے اور بہادر شاہ کو بھی جو کہ او
 اخیر بادشاہ تھا اور برہمی نام واسطے حفاظت نسل تیمور کے تخت شاہ
 بطور شاہ متمکن تھا اور بغل و غش سرکار کمپنی اس کو سو الاکہ روپیہ ماہو
 دیتی تھی اور کسی طرح کی تکلیف اس کو نہ تھی بکڑ لیا فوج جو جمع ہوئی تھی تتر
 اور بادشاہ قلعہ میں قید کیا گیا

RESERVED

CALL 924 ACC. No. 239A
9415
AUTHOR _____
TITLE in 3 (29) 19
924
9415 239A

Date	No.	Date	No.
		R! 4.07.95.	
		5882	
		60	

AT THE TIME



Maulana Azad Library ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:—

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1-00 per volume per day shall be charged for text-books and 10 Paise per volume per day for general books kept over - due.

